بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذَا بَصَائِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ

جزء ۹ رکوع ۱۴

یہ روشن دلیلیں ہیں تمہارے پروردگار کی طرف سے اور رحمت ہے مومنوں (مقبل مومنوں) کیلئے

الحمد للہ والمنۃ

مخزن الدلائل

مؤلفہ

حضرت علامہ قاضی منتجب الدین خلیفہ حضرت بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ

مترجم

باہتمام

دار الاشاعت کتب سلف الصالحین

المعروف بہ جمعیۃ مہدویہ دائرہ زمستانپور مشیر آباد حیدرآباد دکن

سنہ ۱۳۷۳ ہجری

مطبوعہ

ابراہیمیہ مشین پریس حیدرآباد دکن

مخزن الدلائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی شرح صدور اولیائہ بآثار معرفتہ حتی علموا حقائق الشریعۃ فتابعوھا و نور قلوب اصفیائہ بانوار محبتہ حتی عرفوا دقائق الطریقۃ فوافقوھا وکحل ابصار احبابہ باظہار جمالہ حتی فہموا لطائف الحقیقۃ فعاینوھا فسبحان من کشف عن بصائرھم حجب الاغیار و الاشکال فتجلی لھم بلا حجب و استار والصلوٰۃ والسلام علی من ھدٰھم من ظلم استار الجلال الی نور الجمال وھو محمد ن المصطفٰی خاتم الانبیاء وعلی آلہ و اصحابہ ثم الصلوٰۃ والسلام علی من ارشدھم الی من لہ الجلال والکمال وھو محمد ن المجتبٰی المھدی الموعود فی آخر الزمان خاتم

تمام تعریف ثابت ہے اللہ تعالیٰ کیلئے جسنے اپنے دوستوں کے سینوں کو اپنی معرفت کے آثار دیکھنے کیلئے کشادہ کیا تاکہ اس کشادگی میں شریعت کے حقایق کو جانیں (پیروی کریں) اور اپنے برگزیدہ بندوں کے دلوں کو اپنی محبت کے انوار سے منور کیا تاکہ ان انوار سے طریقت کی باریکیوں کو سمجھ کر اُن کے ساتھ موافقت کریں (عمل کریں) اور اپنے دوستوں کی آنکھوں میں اپنے ظہور جمال کا سرمہ لگایا تاکہ حقیقت کے اسرار کو سمجھیں پس دیکھ لیا انھوں نے ان تمام باریکیوں اور بھیدوں کو پاک ہے وہ ذات پاک جسنے اپنے دوستوں کے دل کی آنکھوں سے غیر اللہ کے پردوں اور باطنی امور کی مشکلوں کو دور کردیا۔ اور پھر اُنکے سامنے بے پردہ و بے حجاب جلوہ افروز ہوا اور درود و سلام ہو اُس پر جس نے اولیاء و اصفیاء کو جلال کے پردوں کی تاریکی سے ہٹا کر نور جمال کی ہدایت کی وہ محمد مصطفٰے خاتم الانبیاء ہے اور درود و سلام ہو آپ کی سب آل و اصحاب پر پھر درود و سلام ہو اس پر جس نے اولیاء و اصفیاء کو اُس ذات کی راہ دکھائی جس کی بزرگی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس

مصدقان حضرت سید محمد جونپوری امام مہدی موعود آخر الزماں خلیفۃ الرحمان خاتم ولایت محمدی صلعم سے التماس ہے کہ

حضرت بندگیمیاں سید قاسم مجتہد گروہ مہدویہؒ نے لکھا ہے کہ

"قاضی منتجب جو علامۂ زماں تھے حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی مہدیت کے ثبوت میں مدلل رسالہ لکھکر اس کا نام مخزن الدلائل رکھا ہے (ملاحظہ ہو اسامی مصدقین مولفہ مجتہد گروہؒ)

صاحب تاریخ سلیمانی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ

میاں قاضی منتجبؒ جو ملک خاندیس قصبہ جونیر کے باشندے تھے حضرت امام مہدی موعودؑ کے اوصاف حمیدہ سنکر ضلع بیدر آئے اور امامؑ کی قدمبوسی سے سرفراز ہو کر تصدیق سے مشرف ہوئے اور حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ* کی خلافت میں مبشر اور منظور نظر ہوئے عالم عامل سالک کامل تھے حضرت مہدیؑ کی مہدیت کے ثبوت میں قوی دلیلوں اور حجتوں سے بھرا ہوا رسالہ عربی زبان میں لکھا ہے جس کا نام مخزن الدلائل ہے (ملاحظہ ہو تاریخ سلیمانی گلشن ششم چمن چہارم)

چونکہ مخزن الدلائل حضرت مہدی موعود خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہدیت کے ثبوت کا بہترین خزانہ ہے لہذا ہر مہدوی کا فرض ہے کہ یہ خزانہ اپنے پاس رکھے فقط

المرقوم ۲۸ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ

از

احقر دلاور

* حضرت شاہ نعمتؓ حضرت مہدیؑ کے خلیفہ سوم ہیں۔

ينطقه لساني ويرقمه بناني وينطوي عليه جناني انه على ما يشاء قدير وبالاجابة جدير واعلم ان المنكر اذا سمع الحق من عبد من عباد الله استنكف قبوله وتشمر بجحده ولذلك ترى المناظرين في المسائل الدينية يزعمون انهم يتباحثون في اسرار الدين ثم انهم يتجاحدون تجاحد المنكرين ومهما اتضح الحق على لسان احد انف الآخر من قبوله وتشمر بجحده واحتال لدفعه بالتلبيس وذلك من اخلاق الابليس فلا ينبغي لك ان تكون متحيرا وتفكر في الخلق فافهم فعليك ان تدبر بالانصاف واربط قلبك الى الحق بالاخلاص وانظر الى ما قال الرحمن۔ افلا يتدبرون القرآن ولا ادعي ان كلامي هذا خال عن النقص والعيب فان كلام الله هو المتعالي عن النقص والريب توكلت عليه في الخاتم والاوائل وسميته **بمخزن الدلائل** و اسال الله العظيم ان ينتفع به اوليائه واحبائه ويتدبر فيه الطالبون

(جزء ۲۶ رکوع ۷)

اللہ تعالیٰ سے میری عرض ہیکہ جو بات میری زبان سے نکلتی ہے اور جو کچھ میرا قلم لکھتا ہے اور جو اعتقاد میرے دل میں ہے یہ سب اہل سنت والجماعت (نبی کے صحابہ تابعین تبع تابعین صالحین کاملین) کے موافق کرے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر اور عاجزوں کی دعا قبول کرنیکے سزاوار ہے اور جان کہ جب منکر حق بندگان خدا میں سے کسی بندۂ خدا کی حق بات سنتا ہے تو اس کو قبول کرنے سے عار کرتا ہے اور اس کے انکار پر مستعد ہو جاتا ہے اور اسی لئے تو مسائل دینی میں بحث کرنے والوں کو دیکھتا ہے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ دین کے اسرار میں بحث کر رہے ہیں حالانکہ یہ لوگ ایسا ہی انکار کرتے ہیں جیسا کہ منکرین نے تمام خلفاء اللہ کے زمانہ میں انکار کیا ہے اور اگر اس وقت (منکرین کی بحث کے وقت) کسی کی زبان سے حق بات نکلے تو دوسرا اسکو قبول کرنے سے ہٹ جاتا ہے اور اسکے انکار پر آمادہ ہو جاتا ہے اور حق کو رد کرنے کیلئے مکر و حیلہ کرتا ہے اور یہ کام ابلیس کے اخلاق و افعال سے ہے (اہل حق سے نہیں) پس اے منصف منکرین کی موافقت تیرے لئے سزاوار نہیں اور تو مخلوق کے کاروبار پر غور کر اور ان کے احوال کو سمجھ پس تجھ پر اہل حق اور اہل انکار کے کاروبار میں از روئے انصاف غور کرنا اور خلوص کیساتھ اپنے دل کو حق کی طرف متوجہ کرنا لازم ہے اور دیکھ اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے قرآن میں مجھے دعوی نہیں کہ میرا یہ کلام نقص و عیب سے خالی ہے بیشک اللہ کا کلام نقص و شک سے پاک ہے میں نے اس رسالہ کے شروع

ہ افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا۔ تو کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے قرآن میں یا انکے دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔

الاولياء وعلى آله واصحابه اجمعين
اما بعد فاني لما رايت كثيرا من
العلماء ينكرون المهدي ويتعرضون
على من ادعى المهدية في هذا
الزمان مع استحقاقه ويأتون
بالحجج الواهية والاقوال المتناقضة
متمسكين بالاحاديث الصحاح و
الحسان غير واقفين على
معانيها بالحقيقة والمجاز ويحسبون
انه من قبل المهدي ليس له
حجة قوية ولا دليل وثيق كلا بل
لله الحجة البالغة فلو شاء لهداكم
اجمعين. هو يهدي من يشاء
بفضله ويضل من يشاء بحكمته (جزء ۱۴ ركوع ۵)
اليه الامر كله نعم اذ لم يهتدوا
به فسيقولون هذا افك قديم (جزء ۲۶ ركوع ۲)
اردت ان اؤلف مختصرا جامعا
لحل مشكلاتهم وشافيا لما في
صدورهم من [illegible] وهاديا
لمن [illegible] فيه [illegible]
[illegible] الى طريق المهدي [illegible]
[illegible]
الوهاب [illegible]
ونسأل الله ان [illegible]
لاهل السنة والجماعة في كل [illegible]

اور کمال ثابت ہے (یعنے خدا کے دیدار کی راہ دکھائی) وہ
محمد مجتبیٰ مہدی موعود آخر الزمان خاتم الاولیا ہے اور درود
وسلام ہو آپکی سب آل واصحاب پر. حمد وصلوٰۃ کے بعد
واضح ہو کہ جب میں نے دیکھا کہ اکثر علماء مہدی کا انکار
کرتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں اس ذات کی مہدیت
پر جس نے اس زمانہ میں باوجود مستحق ہونے دعوی مہدیت
کے دلیل اخلاق سے مہدیت کا دعوی کیا ہے اور رد مہدیت
کے لیے سست حجتیں اور باطل اقوال (جو ایکدوسرے
کے متناقض ہیں) پیش کرتے ہیں احادیث صحیح وحسان
سے دلیل لاتے ہیں حالانکہ ان احادیث کے حقیقی اور
مجازی معنی سے بے خبر ہیں اور منکران مہدی گمان کرتے
ہیں کہ جینے مہدی کو قبول کیا ہے اس کیلئے کوئی حجت قوی
اور دلیل استوار نہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ انہوں نے
گمان کیا ہے بلکہ اللہ کیلئے ثابت ہے حجت کاملہ پس اگر اللہ
چاہتا تو تم سبکو راہ راست دکھاتا وہی ہدایت کرتا ہے جسکو
چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اپنے حکم سے ہر ایک امر اسی سے ہے
پہنچ تو یہ سبب کافروں نے قرآن سے ہدایت نہ پائی
تو کہیں گے یہ تو قدیمی جھوٹ ہے میں نے ایک مختصر جامع رسالہ
لکھنے کا ارادہ کیا جو منکروں کی مشکلات کو حل کرنیوالا
[illegible] اور [illegible] مرض ان کے سینوں میں ہے اس کو شفا
دینے والا [illegible] رہبری کرتا ہے اس رسالہ میں
[illegible] (تصدیق مہدی) کی فکر کرتا ہے اور اس کو
[illegible] اتباع مہدی
[illegible] درگاہ الٰہی میں نہایت خشوع و
خضوع سے [illegible] طلب کرتے اس رسالہ کو شروع کیا اور

مع کونهما خلیفتین فهذه الاحادیث

الحدیث الاول من المسلم عن ابی هریرة قال قال رسول الله لا تقوم الساعة حتی ینزل الروم بالاعماق او بدابق فیخرج الیهم جیش من المدینة من خیار اهل الارض یومئذ فاذا تصافوا قالت الروم خلوا بیننا وبین الذین سبوا منا نقاتلهم فیقول المسلمون لا والله لا نخلی بینکم وبین اخواننا فیقاتلونهم فینهزم ثلثهم لا یتوب الله علیهم ابدا ویقتل ثلثهم هم افضل الشهداء عند الله ویفتتح الثلث لا یفتنون ابدا فیفتتحون قسطنطنیه فبینما هم یقتسمون الغنائم قد علقوا سیوفهم بالزیتون اذ صاح فیهم الشیطان ان المسیح قد خلفکم فی اهلیکم فیخرجون وذلک باطل فاذا جاؤا الشام خرج (الدجال) فبینما هم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذا اقیمت الصلوة فنزل عیسی بن مریم فامهم فاذا راه عدو الله ذاب کما یذوب الملح فی الماء فلو ترکه لانذاب حتی یهلک ولکن یقتله الله بیده فیریهم دمه فی حربته الحدیث الثانی من

زمانہ میں موجود ہونے پر حجۃ لائے ہیں وہ احادیث یہ ہیں پہلی حدیث مسلم کی ہے ابوہریرہ رضی سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ قیامت قایم نہوگی یہاں تک کہ رومی موضع اعماق یا دابق میں داخل ہوں۔ پس آئیگا اُس روز رومیوں کے پاس مدینہ کے رہنے والے نیکوں کا ایک لشکر پس جب بایکدیگر جنگ پر آمادہ ہوجائیں گے تو رومی کہیں گے کہ ہٹ جاؤ ہمارے اور اُن کے درمیان سے جنھوں نے ہمارے لوگوں کو قید کیا ہے پس ہم ان سے جنگ کریں گے پس کہینگے مسلمان کہ بخدا ہم خالی نہیں کریں گے تمہارے اور ہمارے بھائیوں کے راستہ کو پس آپسمیں جنگ کریں گے تو بھاگ جائیگا اور شکست کھائیگا مسلمانوں کا تیسرا حصہ ان کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ کیلئے توبہ کی توفیق نہ دیگا اور ان میں کا تیسرا حصہ مقتول ہوگا یہ قتل شدہ لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس بزرگترین شہید ہوں گے اور فتح پائیگا ان میں کا تیسرا حصہ اور یہ آزمایش میں نہیں ڈالے جائیں گے ہمیشہ پس فتح کرینگے شہر قسطنطنیہ اور آپسمیں مال غنیمت تقسیم کرینگے درانحالیکہ وہ لٹکائے ہوئے ہونگے اپنی تلواروں کو زیتون کی درخت سے یکایک انکے پاس شیطان چیخ اٹھیگا کہ دجال تمہارے پیچھے تمہارے گھر میں گھس گیا ہے اور یہ بات جھوٹی ہوگی پس جب وہ شام میں آئینگے تو دجال نکلے گا تب ہی وہ لڑائی کیلئے تیار ہونگے صفیں درست کرینگے جب نماز کی جماعت کھڑی ہوجائیگی تو عیسیٰ بن مریم اتر آئینگے اور ان کی امامت کرینگے پس جب دجال دیکھے گا عیسیٰؑ کو تو پگھلنے لگیگا جیسا کہ پگھلتا ہے نمک پانی میں اگر عیسیٰؑ اسکو

الا و اهون ارجو من الله انه لما سمع ندائی قد استجاب دعائی فانه لا یجیب المضطر اذا دعاه الا هو واعلم ان الناس قد اختلفوا فی علامات المهدی و صفاته فقال بعضهم انه یکون خلیفة ذا جیش عظیم و یفتح جزیرة قسطنطنیة و کنیسة الذهب و الانطاکیة و اندلسیة و یصلی مع عیسی علیه السلام وهما یجتمعان فی زمان واحد مع کونهما خلیفتین و امامین و یملأ المهدی الارض من مشرقها الی مغربها و من جنوبها الی شمالها قسطا و عدلا و یخرج له مال من الارض فیاتی الیه رجل فیقول یا مهدی اعطنی فیعطی له مالا کثیرا من الذهب و الفضة و الجواهر و غیر ذلک مما یعرف مما استدلوا علیه بالاحادیث الصحاح و الحسان واجابهم بعض المحققین و انقص و اعلامات علی ما یعقل و ینقل اما ما استدل به الاولون علی کونه خلیفة ذا جیش عظیم و یفتح جزیرة قسطنطنیة و یصلی مع عیسی وهما یجتمعان فی زمان [illegible]

کرنے اور ختم کرنے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے اور میں نے اس رسالہ کا نام مخزن الدلائل رکھا ہے اور خدائے برتر سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کے دوست و محب اس رسالہ سے نفع اٹھائیں اور خشوع و خضوع کرنیوالے طالبان حق اسمیں غور کریں اور مجھے اللہ سے امید ہے کہ جب وہ میری ندا سنیگا تو ضرور میری دعا قبول کریگا اسلئے کہ کوئی شخص محتاج کی دعا کو قبول نہیں کرتا جبکہ اسکو پکارتا ہے مگر خدا تعالےٰ اور جان کہ لوگوں نے مہدی کی علامات اور صفات میں اختلاف کیا ہے پس بعض نے کہا کہ مہدی صاحب لشکر عظیم خلیفہ ہوگا اور جزیرہ قسطنطنیہ کنیسۃ الذہب اور شہر انطاکیہ و اندلس فتح کریگا اور عیسےٰ کیساتھ نماز پڑھیگا اور مہدی و عیسیٰ علیہما السلام باوجود خلیفے اور امام ہونے کے ایک ہی زمانہ میں جمع ہونگے اور مہدی مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک عدل و انصاف سے بھر دیگا اور مہدی کے لئے زمین کے خزانے نکل پڑیں گے اور ایک شخص مہدی کے پاس آکر کہیگا کہ اے مہدی مجھے مال عطا کر مجھے مال عطا کر تو مہدی اس کو بہت سا مال از قسم سونا چاندی اور جواہر عطا کریگا اور ان کے سوا دوسرے مشہور علامات ہیں جن پر احادیث صحیح اور حسان سے استدلال کرتے ہیں اور ان کا جواب بعض محققین نے دیا ہے اور ان علامات پر اکتفا کیا ہے جو عقلاً و نقلاً صحیح ہیں اور وہ احادیث کہ جن کو اگلوں نے مہدی کے صاحب لشکر بزرگ خلیفہ ہونے اور جزیرہ قسطنطنیہ فتح کرنے عیسیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے اور خلیفے اور امام ہونے کے باوجود مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام کے ایک ہی

لعل المهدیؑ یفتح قسطنطنیة مرتین
مرة بالتکبیر ومرة بالقتال کما ذکر فی
القرطبی وکلمة لعل للتشکیک فی
الاعتقاد الصادق ومثل هذا الکلام
دلیل علی انهم اظهروا بانفسهم ان
کلامنا هذا المحتمل لیس بیقین لو فو
دیانتهم رحمة الله علیهم اجمعین
وعلی هذا قال المجیبون المحققون
عرف من الحدیثین ان طائفة من
المسلمین او جیشا من اهل المدینة
یقاتلون علی الحق ظاهرین ومن قوله
الی یوم القیمة اذا فات عنهم واحد
یقوم مقامه اخر الی یوم القیمة علی
حسب التقدد فیفتح منهم جیش
القسطنطنیة ومن فتح ذلک یصلی
مع عیسیؑ ولا یفهم من هذه الالفاظ
ان الجیش جیش المهدیؑ و الامیر
والامام هو المهدیؑ بل قوله ان
بعضکم علی بعض امراء یدل علی کون
کلهم متساویین فی امر الدین و
المهدی لا یستوی احد فی زمانه
لانه افضل الزمان فلا یثبت ان
یکون فی ذلک الجیش لانه تخصیص
بلا مخصص ایضا قوله لا تزال طائفة
من امتی یدل علی ان الطائفة

اور ایک مرتبہ جنگ کرکے چنانچہ یہ بات قرطبی میں مذکور
ہے اور کلمہ لعل (شاید) شک کے لئے ہے اعتقاد صادقہ
کے باب میں دلیل قطعی نہیں ہو سکتا اور اس قسم کا کلام
اسبات کی دلیل ہے کہ علماء سلف نے خود یہ ظاہر کردیا
ہے کہ ہمارا یہ کلام ظنی ہے یقین کے لایق نہیں ان کا
یہ بیان انکی کثرت دیانت کو ثابت کرتا ہے اللہ کی
رحمت ہو اُن سب پر۔ بنا بریں کلام مذکور کا جواب
محققوں نے دیا ہے کہ دونو حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے
کہ مسلمانوں کی جماعت یا اہل مدینہ کا لشکر حق پر جنگ
کریں گے اہل حق اہل باطل پر غالب ہوں گے۔
اور آنحضرتؐ کے قول قیامت تک کی مراد یہ ہے کہ
جب مسلمانوں میں سے ایک شخص مرجائیگا تو اس کا قائم
مقام دوسرا ہوگا اسیطرح قیامت تک ہوتا رہے گا
پس ان میں سے ایک شخص شہر قسطنطنیہ فتح کریگا اور
جو امیر کہ فتح کرے گا عیسیٰؑ کے ساتھ نماز پڑھے گا اور
ان الفاظ سے یہ بات نہیں سمجھی جاتی کہ جیش سے مراد
لشکر مہدیؑ ہے اور امیر و امام سے مراد مہدیؑ کی ذات
ہے بلکہ آنحضرتؐ کا قول تم میں کے بعض بعض پر
امیر ہوں گے، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ
سب امر دین میں برابر ہوں گے اور مہدیؑ کہ اس
کے زمانہ میں کوئی اس کے برابر نہ ہوگا کیونکہ وہ خود
زمانہ میں افضل ہے پس مہدیؑ کا اس جیش (لشکر)
میں ہونا ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ تخصیص بلا مخصص
ہے نیز آنحضرتؐ کا قول کہ میری امت سے ایک
جماعت ہمیشہ رہیگی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسولؐ

؎ یعنے احادیث میں جو امیر و امام آیا ہے اس کو مہدیؑ سے بغیر تشخیص کنندہ کے (باقی صفحہ آیندہ پر)

المسلم عن جابر قال قال رسول الله
صلعم لاتزال طائفة من امتی يقاتلون
على الحق ظاهرين الى يوم القيمة
قال فينزل عيسى ابن مريم فيقول
اميرهم تعال صل بنا فيقول لا ان
بعضكم على بعض امراء تكرمة الله تع
هذه الامة الحديث الثالث من
المسلم عن ابی هريرة قال قال رسول
الله صلعم كيف انتم اذا نزل عيسى
ابن مريم فيكم و امامكم منكم و فی
رواية فامكم منكم انتهى فاعلم
ان بعضهم زعموا وكتبوا فی كتبهم
المتداولة ان المراد من الجيش الذی
هو فی الحديث الاول جيش المهدی
والامير الذی هو فی الحديث الثانی
والامام الذی هو فی الحديث الثالث
هو المهدی ثم ما كانت اقوالهم الا
على وجه الاحتمال والشبهة والتشبيه
كما صرح به المقدسی فی بيان قوله
عليه السلام فيقول اميرهم تعال
صل بنا فيقول امير هذه الامة يشبه
ان يكون المهدی وهو رجل زعم
الناس انه يخرج من المغرب فمثل
هذا الكلام لايدل الا على الظنون
والشكوك و فی بعض المواضع قالوا

قتل کئے بغیر چھوڑ دیں بھی تو البتہ وہ پگھلیگا یہانتک کہ ہلاک
ہوجائیگا لیکن اللہ تعالیٰ اسکو قتل کرائیگا عیسیٰ کے ہاتھ سے
پس عیسیٰ دکھائینگے اسکا خون لوگوں کو اپنے نیزہ میں۔ مسلم
کی دوسری حدیث جابرؓ سے مروی ہو کہا فرمایا رسول اللہؐ نے کہ
میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ قیامت تک حق پر
لڑنیوالی غالب رہیگی آپ نے فرمایا پھر مریم کے بیٹے عیسےٰ
اتر آئینگے تو مسلمانوں کا سردار کہیگا آؤ ہمیں نماز پڑھاؤ وہ
کہینگے نہیں بیشک تم میں کے بعض بعض پر امیر ہیں اللہ تعالےٰ
اس امت کو بزرگی دینے کیوجہ سے مسلم کی تیسری حدیث
ابوہریرہؓ سے مروی ہو کہا فرمایا رسول اللہؐ نے کہ تمہارا حال
کیا ہوگا جبکہ عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان آئیں گے اور
تمہارے امام ہونگے اور ایک روایت میں ہےکہ تم میں کا بعض
تمہاری امامت کریگا انتہی پس جان کہ بعض علماء نے گمان
کیا ہے اور اپنے کتب متداولہ میں لکھا ہےکہ حدیث اول میں
جو جیش ہے وہ جیش مہدیؑ ہے۔ اور دوسری حدیث میں امیر
اور تیسری میں جو امام ہو اس سے مراد مہدیؑ ہو پس ان کے
یہ اقوال وہمی اور گمانی ہیں یا تشبیہ کے طور پر چنانچہ اس احتمال
شبہ اور تشبیہ کی صراحت مقدسی نے قول رسولؐ فیقول
امیرھم تعال صل بنا' کے تحت کی ہے
پس مقدسی کہتا ہے کہ اس امت کے امیر کے متعلق
شبہ ہے کہ وہ امیر مہدیؑ ہے اور وہ ہی مرد ہے جسکے
متعلق لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ مغرب سے
نکلے گا پس اس قسم کا کلام شک اور گمان پر
دلالت کرتا ہے۔ بعض جگہ کہا ہے شاید کہ مہدیؑ دوم
شہر قسطنطنیہ فتح کریگا ایک مرتبہ تکبیر کہکر فتح کرے گا

المهدیؑ خبر الغیب صدر عن رسول
اللہ صلعم علیٰ سبیل المعجزۃ لانہ
خارق والاحتمال لا یوثر فی الخارق
بالقطع فلا یکون دلیلا ثم لو یروی
حدیث علیٰ خلاف ما قلنا فھو ضعیف
لم یستدل بہ السلف رضوان اللہ
علیھم اجمعین وقد صرح بہ فی
شرح المقاصد فقال ثم لم یروی فی
حالہ ای عیسیٰ مع امام الزمان
حدیث صحیح سوی ماروی انہ
قالؐ لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون
علی الحق ظاھرین الحدیث فما یقال
ان عیسیٰؑ یقتدی بالمھدیؑ او
بالعکس شئی لا مستند لہ فلا ینبغی
ان یعول علیہ فعلم من ھذا النقل
ان نزول عیسیٰؑ مع امیر الجیش لا
مع امام الزمان والمھدیؑ امام
لا امیر فصح انھما لا یجتمعان فی
زمان واحد فلھذا صرح فیہ فما
یقال ان عیسیٰؑ یقتدی بالمھدیؑ او
بالعکس شئی لا مستند لہ فلا ینبغی
ان یعول علیہ فثبت انھما لا
یجتمعان فی زمان واحد فمن اصرّ
علیہ بعد تمام ما تمیز فھو من
قبیل اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ

غیب خارق عادت ہے اور شکی بات خارق عادت میں
اثر نہیں کرتی قطعاً پس وہ شکی بات دلیل قطعی نہوگی پھر
اگر کوئی روایت ہمارے بیان کے خلاف ملے بھی تو
وہ ضعیف ثابت ہوگی جس سے علماء سلف نے
استدلال نہیں کیا ہے خوشنودی ہو اللہ کی اُن سب پر
اس کی تصریح علامہ تفتازانیؒ نے شرح مقاصد
میں کردی ہے چنانچہ کہا کہ مہدیؑ کے ساتھ عیسےٰؑ کے
ہونے کی کوئی صحیح حدیث مروی نہیں سوائے اس
حدیث کے جو روایت کی گئی ہے کہ فرمایاؐ نے
میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر
لڑنے والی غالب رہیگی الخ پس یہ جو کہا جاتا ہے کہ
عیسےٰؑ اقتدا کریں گے مہدیؑ کی یا مہدیؑ اقتدا کرینگے
عیسےٰؑ کی اس کے لئے کوئی سند نہیں پس اس پر
اعتماد نہیں کرنا چاہیئے پس اس نقل سے یہ معلوم ہوا
کہ عیسیٰؑ کا نزول صاحب لشکر امیر کے ساتھ ہوگا نہ کہ
مہدیؑ کے ساتھ اور مہدیؑ امام دین ہے (پیغمبرونکی
طرح) نہ کہ امیر دنیا ہے (کہ قلعے فتح کریگا مانند امراءِ
دنیا کے) پس صحیح و ثابت ہوا کہ مہدی اور عیسیٰ علیہما
السلام ایک زمانہ میں جمع نہ ہوں گے پس اسی لئے
علامہ تفتازانیؒ نے شرح مقاصد میں تصریح فرمادی
کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسےٰؑ اقتدا کریں گے مہدیؑ کی
یا برعکس ایک بے سند بات ہے قابل اعتماد نہیں پس ثابت
ہوا کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک زمانہ میں جمع نہ ہوں گے
پس جو شخص دونوں کے جمع نہونے کے دلائل معلوم
کرنیکے باوجود جمع ہونے پر مصر رہتا ہے تو وہ اس قبیل سے

المقاتلة لا تزال من عهد رسول الله صلعم الی یوم القیمة علی سبیل الجهاد کلما فات عنهم واحد یقوم مقامه اٰخر وطائفه المهدیؑ لیست کذلك بل هو مبعوث فی حین من الاحیان بعد رسول الله ثم یبقی من یتابعه الی نزول عیسیٰؑ فعلم ان الطائفة المذکورة فی حدیث الجیش هی طائفة من المومنین مطلقا بل الحق انها طائفة من بنی اسحاق اُفصّله ان شاء الله تعالی فلا دخل له فی ذکر المهدیؑ والمصلی مع عیسیٰؑ امیر الطائفة مطلقا والمراد بالمطلق غیر المخصوص والمنصوب باعلام الشارع کالانبیاء والمهدیؑ ونزول عیسیٰؑ وخروج الدجال ودابة الارض فان بعضهم مخصوصون وبعضهم منصوبون مطلقا فلا یجوز تقئید ہ بالمهدیؑ لان المطلق یجری علی اطلاقه وتقئیده نسخ فمن تمسك به فی حق المهدیؑ فقد ظن ظنا فاسدا وقال محتملا والاحتمال لا یوثر فی خبر الغیب قطعا لان خبر

کے زمانہ سے قیامت تک حق پر جنگ کرنیوالی جماعت ہوتی رہیگی جبکہ فوت ہوگا انہیں کا ایک شخص تو اس کا قایم مقام دوسرا ہوگا اور مہدیؑ کا گروہ ایسا نہیں ہے بلکہ مہدیؑ مبعوث ہوں گے اوقات میں سے ایک وقت پھر باقی رہینگے مہدیؑ کی پیروی کرنے والے نزول عیسیٰؑ تک پس معلوم ہوا کہ حدیث جیش میں جس جماعت کا ذکر کیا گیا ہے وہ مطلق مومنوں کی ایک جماعت ہے۔ حق تو یہ ہے کہ وہ بنی اسحاق کی جماعت ہے انشاء اللہ تعالےٰ میں اس کو مفصل بیان کروں گا پس حدیث جیش یا امام وامیر کے ذکر کو مہدیؑ کے ذکر سے کوئی تعلق نہیں اور عیسیٰؑ کے ساتھ نماز پڑھنے والا جماعت کا مطلق امیر ہے اور مطلق سے مراد غیر مخصوص (مہدیؑ سی خاص نہیں کیا گیا) ہے اور جو شارع کے حکم سے بطریق یقین مقرر ہوئے مثلاً خاتم الرسل تک ہر زمانہ میں پیغمبروں کا ہونا مہدیؑ کا آنا نزول عیسیٰؑ دجال اور دابۃ الارض ہے پس انہیں کے بعض مخصوص ہیں اور بعض منصوب مطلق پس مہدیؑ کیساتھ مطلق کو مقید کرنا جائز نہیں اس لئے کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے اور مطلق کو مقید کرنا مطلق کو منسوخ کرنا ہے پس جو شخص مہدیؑ کے حق میں مطلق کو دلیل گردانتا ہے پس اس نے گمان کیا گمان فاسد اور کہا ایک گمانی بات اور یہ موثر نہیں ہوتی خبر غیب پر قطعاً اس لئے کہ خبر مہدیؑ خبر غیب ہے جو معجزہ کے طور پر رسولؐ سے صادر ہوئی ہے اسلئے کہ خبر

(بسلسلہ صفحہ گزشتہ) خاص کرنا ہے یعنے نہ تو حق تعالےٰ نے خاص کیا ہے اور نہ رسولؐ نے اور نہ اجماع حق نے محض اپنی رائے و اجتہاد پر یقین کرنا جائز نہیں (از شرح فارسی)

قولہ لاتقوم الساعۃ حتی تنزل الروم بالاعماق الی اٰخرہ یوافق هذا الحدیث فی حاصل المعانی و بعض الالفاظ الا انہ ذکر فیہ جیش من المدینۃ مجملا وقد فسرہ ههنا ببنی اسحاق وذکر هنالک فتح قسطنطنیۃ وههنا فرج مدینۃ جانب منها فی البر وجانب منها فی البحر وقد فسرہ بعض اهل الحدیث بقسطنطنیۃ وکذا فی حاشیۃ المشارق وغیرہ من الکتب وبعضهم بانطاکیۃ وزمان الفتحین واحد بلا مطاوتها دکل فی حکم واحد لحدیث معاذ بن جبل انہ قال قال رسول اللہ صلعم الملحمۃ العظمی وفتح القسطنطنیۃ وخروج الدجال فی سبعۃ اشهر رواہ الترمذی وابوداؤد وعنہ قال قال رسول اللہ صلعم عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمۃ وخروج الملحمۃ فتح قسطنطنیۃ و فتح قسطنطنیۃ خروج الدجال رواہ ابوداؤد وکذا فی المشکوٰۃ وقد کانت مشهورۃ بهذہ الصفۃ بقول الصحابی نعم ثم اٰخر الحدیث دل علیہ دلالۃ ظاهرۃ وهو قولہ فبینا هم یقتسمون

لاتقوم الساعۃ حتی تنزل الروم الخ حدیث بالا کے حاصل معنی اور بعض الفاظ میں موافق ہو لیکن حدیث اول میں مدینہ کے لشکر کا مجملاً ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی تفسیر یہاں بنی اسحاق سے کی گئی ہے اور وہاں فتح قسطنطنیہ کا ذکر کیا گیا ہے اور یہاں اُس مدینہ کی کشایش کا ذکر ہے جس کی ایک جانب خشکی میں ہے اور ایک تری میں۔ اس مدینہ کی تفسیر بعض محدثین نے قسطنطنیہ کی ہے اور ایسا ہی ہے حاشیہ مشارق اور دوسرے کتب احادیث میں اور بعض نے انطاکیہ مراد لی ہے اور ہر دو فتح کے زمانے بلا فرق دو رنگ ایک ہیں پس ہر دو فتح کا حکم ایک ہی ہے چنانچہ معاذ بن جبل رضہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جنگ عظیم فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال یہ تینوں امور سات مہینوں میں پورے ہوں گے روایت کی اسکی ترمذی اور ابوداؤد نے نیز معاذ ابن جبل رضہ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کا ویران ہونا ہے۔ مدینہ کا ویران ہونا جنگ عظیم برپا ہونا ہے جنگ عظیم برپا ہونا قسطنطنیہ فتح ہونا ہے اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا دجال کا نکلنا ہے روایت کی اس کی ابوداؤد نے اور ایسا ہی ہے مشکوٰۃ میں اور وہ شہر بقول صحابی نعم ہاں ہمیشہ (یعنی) صفت مذکورہ سے مشہور ہے اور آخر حدیث یعنی فبینا هم یقتسمون المغانم اذ جاءهم الصریخ الخ اسی معنی پر بداہتہ دلالت کرتی ہے اور

انهم الا يخرصون . هذه معارضة على ما استدلوا به واما المعارضة بالنقل الصريح فاعلم انهم استدلوا بالظنون والحسان ولاقوالهم معارضات كثيرة منقولة من الاحاديث الصحاح والحسان يظهر بها فساد ذلك الاستدلال اتهم اذكرها بتوفيق الله.

الحديث الرابع من المسلم عن ابی هريرة ان النبی صلعم قال هل سمعتم بمدينة جانب منها فی البر وجانب منها فی البحر قالوا نعم يا رسول الله قال لا تقوم الساعة حتی يغزوها سبعون الفا من بنی اسحاق فاذا جاؤها نزلوا فلم يقاتلوا بسلاح ولم يرموا بسهم قالوا لا اله الا الله والله اكبر فيسقط احد جانبيها قال ثور لا اعلمه الا قال الذی فی البحر ثم يقولون الثانية لا اله الا الله والله اكبر فيسقط جانبها الاخر ثم يقولون الثالثة لا اله الا الله والله اكبر فيفرج لهم فيدخلونها فيغنمون فبينما هم يقتسمون المغانم اذ جاءهم الصريخ فقال ان الدجال قد خرج فيتركون كل شیء ويرجعون فاعلم ان الحديث الاول وهو

ہے کہ وہ تو صرف گمان پر چلتے ہیں اور سب نری اٹکل دوڑاتے ہیں۔ میں نے جو یہ ذکر کیا ہے معارضہ عقلی ہے مخالفوں کی اس گمانی دلیل کا جس کو انہوں نے مہدیؑ اور عیسیٰؑ کے اجتماع پر پیش کیا ہے رہا نقل صریح کیساتھ معارضہ وہ یہ کہ انہوں نے ظنی اور حسان حدیثوں سے جو استدلال کیا ہے ان کے اقوال پر ہم بھی صحیح اور حسان حدیثوں سے بہت سے معارضات پیش کرتے ہیں جن سے ان کے دلائل کا فساد ظاہر ہو جائیگا میں عنقریب اللہ کی توفیق سے اس کا ذکر کرونگا۔ چوتھی حدیث مسلم کی ہے ابو ہریرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے (صحابہؓ سے) پوچھا کیا تم نے کوئی ایسا شہر سنا ہے جسکی ایک جانب جنگل میں ہو اور ایک جانب دریا میں کہا ہاں یا رسول اللہؐ۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت اسوقت تک نہیں آئیگی جبتک ستر ہزار آدمی اولاد اسحاقؑ اُن سے جنگ نہ کر لینگے اور جسوقت یہ لوگ اُس شہر میں جاکر اترینگے تو نہ تلوار سے نہیں لڑینگے اور نہ تیر مارینگے کہیں گے لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر تو اُس شہر کی دونوں جانبوں میں سے ایک جانب گر جائیگی ثور بن یزید کہتے ہیں مجھے تو یہی یاد ہے آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ جو جانب دریا میں ہو گر پڑیگی پھر وہ دوسری دفعہ کہینگے لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اسی وقت اسکی دوسری جانب بھی گر پڑیگی پھر وہ تیسری مرتبہ کہینگے لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اسیوقت اُنکے لئے راستہ کھل جائیگا تو وہ اُسکے اندر چلے جائینگے اور لوٹیں گے اور جب وہ غنیمتونکو بانٹنے لگینگے اسیوقت ایک چیخ کی آواز آئیگی او کہیگا کہ دجال نکل آیا ہو وہ لوگ کل چیزیں وہیں چھوڑ دینگے اور واپس چلے جائینگے پس جان کہ حدیث اول یعنے

اسمٰعیل وذٰلک مما یوجب سوء اعتقاد الامۃ فظہر ان فاتح قسطنطنیۃ جیش من بنی اسحاق والمصلے مع عیسیٰؑ امیرہم ولیس ہنالک المہدیؑ فلا یجمع المہدیؑ مع عیسیٰؑ فلا یجتمعان فی زمان واحد وایّد ہذا المعنیٰ ما قال الشیخ نجیب الدین ابو محمد ن الواعظ الدہلوی فی کتابہ الموسوم بمدار الفضلاء فی بیان قولہؐ لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الیٰ یوم القیٰمۃ الخ قال المقدسی امیر ہذہ الامۃ یشبہ ان یکون المہدیؑ قال الشیخ ہذا قول لا نفاذ لہ من وجہ فما بال المقدسی اشتبہ علیہ الامر حتیٰ قال یشبہ ان یکون المہدیؑ فان فی نفی ہذا المعنیٰ حدیثین صحیحین واقوال العلماء المشاہیر بل الثابت انہ امیر من بنی اسحاق والمہدیؑ انہ من بنی اسمٰعیلؑ فکیف المشابہتہ حتیٰ یشتبہ اما الحدیث الاول من المسلم عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلعم ہل سمعتم بمدینۃ جانب منہا فی البر وجانب منہا فی البحر قالوا نعم قال لا تقوم الساعۃ حتیٰ یغزوہا سبعون الفا من بنی اسحاق الحدیث فانہ لم

ہونیکو واجب کرتی ہے پس ظاہر ہوا کہ قسطنطنیہ کو فتح کرنے والا بنی اسحاق کا لشکر ہے او عیسیٰؑ کے ساتھ نماز پڑھنے والا اُس لشکر کا امیر ہے اور نہیں ہے وہاں مہدیؑ کا ذکر پس ثابت ہوا کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک زمانہ میں جمع نہوں گے۔ اس معنی کی تائید کرتا ہے۔ شیخ نجیب الدین ابو محمد واعظ دہلوی کا وہ قول جو اپنی کتاب مدار الفضلاء میں فرمان رسول لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون الخ کے تحت بیان کیا ہے کہ مقدسی نے کہا ہے اس امت کے امیر کے متعلق شبہ ہے کہ وہ مہدیؑ ہوگا۔ شیخ کہتے ہیں کہ مقدسی کا یہ قول کسی وجہ سے لائق نفاذ نہیں کیا ہوا مقدسی کو جو یہ بات اس پر مشتبہ رہی اور کہدیا کہ شبہ ہے کہ وہ امیر مہدی ہوگا۔ اس معنی کی تردید میں دو صحیح حدیثیں اور مشہور علماء کے اقوال ہیں بلکہ یہ بات ثابت ہے کہ وہ امیر بنی اسحاقؑ سے ہے اور مہدیؑ بنی اسمٰعیلؑ سے ہیں پس مشابہت کیسی کہ وہ مشتبہ رہا۔ پہلی حدیث مسلم کی ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسولؐ نے (صحابہؓ سے) کیا تمنے کوئی ایسا شہر سنا ہے جسکی ایک جانب جنگل میں ہے اور ایک جانب دریا میں تو کہا ہاں یا رسول اللہؐ آپ نے فرمایا کہ قیامت (اُس وقت تک) نہیں آئے گی جبتک ستر ہزار آدمی اولاد اسحاق ان سے جنگ کر لینگے الخ اس حدیث میں تو آنحضرتؐ نے عیسیٰؑ کے نزول اور قتال دجال کا ذکر نہیں فرمایا اور اس حدیث میں جو

المغانم اذ جاءهم الصريخ الحديث
وقد ثبت من كتبهم واقوال المشاهير
انها قسطنطنية او الانطاكية والاصح
انها قسطنطنية فثبت ان فاتح
قسطنطنية جيش من بني اسحاق
والمصلي مع عيسىٰ اميرهم فلا يفهم
منه انه المهديؑ لانه من بني
اسمٰعيلؑ لكونه من اولاد فاطمة بنت
رسول الله صلعم لقولهؑ المهدي من
عترتي من اولاد فاطمة رواه ام سلمةؓ
ثم لو كان المهديؑ اميرهم لما ناسب
عن رسول الله صلعم ذكر الجيش مع
كتمان اسم الامير الذي هو من
غيرهم في النسب كما ذكر في بني اسحاق
مع ظهور شرفه شرف رسول الله فان
قلت ما وجه نفي المناسبة عن رسول
الله صلعم في كتمان اسم المهديؑ
لان من شيم الكريم ان يكتم حسناته
ويظهر حسنات الرفيق قلت وجهه
ان الحديث حديث المعجزة وبالكتمان
يظهر الخلف في المعجزة وذلك مما
يفضي الى سوء اعتقاد الامة بل ينشعب
عنه الكفر لان الناس يظنون ان
رسول الله صلعم ذكر فتح قسطنطنية
من بني اسحاق وقد حصل من بني

محدثین کے کتب اور انکے مشہور اقوال سے بھی ثابت ہیکہ
وہ مدینہ قسطنطنیہ ہے یا انطاکیہ اور صحیح یہ ہے کہ
وہ شہر قسطنطنیہ ہے پس ثابت ہوا کہ قسطنطنیہ کو
فتح کرنیوالا اولاد اسحاقؑ کا لشکر ہے اور عیسیٰؑ
کے ساتھ نماز پڑھنے والا اُن کا امیر ہے پس حدیث
میں جو امیر ہے اس امیر سے مہدیؑ نہیں سمجھا جا سکتا اسلئے
کہ مہدیؑ اولاد اسمٰعیلؑ سے ہے کہ مہدیؑ فاطمہ بنت رسول اللہ
کی اولاد سے ہیں چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مہدی میری
عترت سے ہوگا فاطمہ زہراؓ کی اولاد سے۔ اس حدیث کی روایت
ام سلمہؓ نے کی ہے۔ اگر مہدیؑ لشکر بنی اسحاقؑ کے امیر ہوتے
تو رسولؑ کیلئے مناسب نہوتا ذکر کرنا لشکر کا امیر کے
نام کے اخفا کے ساتھ وہ امیر (مہدی) لشکر بنی اسحاق
کا نسب میں غیر ہونیکے باوجود سبب ظاہر ہونے شرف
مہدیؑ کے شرف رسولؑ کے موافق پس اگر کہے تو کہ
مہدیؑ کا نام پوشیدہ رکھنا رسول اللہؐ کیلئے مناسب
نہونے کی کیا وجہ ہے حالانکہ یہ بات مرد
بزرگ کی پسندیدہ خصلت سے ہے کہ وہ اپنی خوبیونکو
چھپاتا ہے اور اپنے رفیق کی خوبیونکو ظاہر کرتا ہے تو
میں کہتا ہوں کہ وجہ علامات مہدیؑ کی حدیث
حدیث معجزہ ہے (خبر غیب ہے) مہدیؑ کا نام چھپانے
سے معجزہ میں خلاف ظاہر ہوگا اور یہ خلاف امت کو
بداعتقادی کی طرف پہنچائیگا بلکہ اس سے کفر ظاہر ہوگا
اس لئے کہ لوگ گمان کرینگے کہ رسولؑ نے تو قسطنطنیہ
کی فتح بنی اسحاقؑ سے ہونیکا ذکر کیا ہے اور فتح ہوئی بنی
اسمٰعیلؑ کی اور یہ بات رسولؐ سے امت کے بداعتقاد

من تلك الجماعة التى سبته
اول مرة بالتكبير ويؤيده قوله
خلوا بيننا وبين الذين سبوا
منا الحديث ثم يفتحون
قسطنطنيه بالقتال فى المرة الثانية
ثم يصيح الشيطان فيهم بخروج
الدجال فيرجعون الى اهليهم
فاذا جاؤا الشام خرج فبينما هم
يعدون للقتال يسوون الصفوف
اذا اقيمت الصلوٰة فينزل عيسىٰ
بن مريم فامهم والدلالة على
هذا الترتيب بوجوه الاول انه لا
شك ان الفتح بالتكبير من بنى
اسحاق وذلك ثابت بلفظ الحديث
والثانى فى الحديث الاول قوله ؑ
من خيار اهل الارض يومئذ يشير
الى ان لا يكون اميرهم ولا اكثرهم
من عترة الرسول ؐ لان العترة من
خيار اهل الارض ابدا وهى
من خيار اهل الارض يومئذ
فثبت انهم غير العترة وليسوا
الا من بنى اسحاق بدليل الحديث
الاول والثالث قول الروم خلوا بيننا
وبين الذين سبوا منا يدل انه
تقدم فيهم سبى وليس ذلك

ہمارے لوگوں سے قید کیا ہے الخ پھر فتح کریں گے
قسطنطنیہ کو دوسرے بار لڑ کر پھر آواز دے گا ان کے
درمیان شیطان دجال نکلنے کی پس وہ واپس
ہونگے اپنے گھروں کو پس جب وہ روم میں آئینگے
تو نکلے گا ان کے درمیان دجال تب ہی
وہ لڑائی کیلئے تیار ہوں گے صفیں درست
کریں گے جب نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے
گی تو عیسیٰ بن مریم اتر آئیں گے اور امامت کریں
گے ان کی ۔ یہ احادیث اس ترتیب پر چند وجوہ
سے دلالت کرتے ہیں ۔ پہلی وجہ یہ کہ بیشک فتح
کرنا تکبیر سے بنی اسحاق سے متعلق ہے اور یہ بات
حدیث کے لفظ سے ثابت ہے اور دوسری
وجہ یہ کہ فرمان رسول ؐ اس دن بزرگان اہل زمین
اسبات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ان کا امیر اور
ان میں کے اکثر عترت رسول ؐ سے نہوں گے
اس لیئے کہ عترت رسول بزرگان زمین سے
ہمیشہ ہوں گے اور فتح کرنے والی جماعت بزرگان
زمین سے اسی روز ہوگی پس ثابت ہوا کہ وہ جماعت
اولاد رسول ؐ سے نہیں ہے اولاد اسحاق ؑ سے
ہے حدیث اول کی دلیل سے ۔ اور تیسری وجہ یہ
کہ رومیوں کا قول کہ ہٹ جاؤ ہمارے اور انکے
درمیان سے جن کو ہمارے لوگوں سے قید کیئے ہو
اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انہیں کے قیدی
ان پر مقدم ہیں اور قید کئے ہوں گے گر اولاد اسحاق ؑ
پھر حدیث میں عیسیٰ کیساتھ نماز پڑھنے اور اس قوم

يذكر في هذا الحديث نزول عيسىٰ ع
وقتال الدجال والمراد بالمدينة قسطنطنية
على الاصح والحديث الثاني من المسلم
عن ابي هريرة رض انه قال قال رسول الله
صلعم لاتقوم الساعة حتى ينزل الروم
بالاعماق اوبدابق فيخرج اليهم جيش
من المدينة من خيار اهل الارض
يومئذ الحديث وجه التوفيق بين
الحديثين ان جماعة من بني اسحاق
تغزوا لقسطنطنية بالتكبير وتفتح فبينما
هم يقسمون الغنائم اذ يصرخ فيها
الشيطان ويخرج الدجال فتترك الغنيمة
وترجع الى اهلها فكان ذلك باطلا
فيمكثون في اماكنهم قدر خمس سنين
اوست سنين ماشاء الله قال المقدسي
بين فتح قسطنطنية وخروج الدجال
سبع سنين لعله اراد به الفتح الاول
بالتكبير وعن عبد الله بن بشر رض ان
رسول الله صلعم قال بين الملحمة و
فتح المدينة ست سنين ويخرج
الدجال في السابعة رواه ابوداؤد و
قال هذا اصح كذا في المشكوٰة ثم
يتهياء الروم للقتال في تلك السنة و
ينزلون بالاعماق اوبدابق كما نقول لك
في الحديث الاول فيخرج اليهم جيش

مدینہ ہے اسکی مراد قسطنطنیہ ہے بر مذہب صحیح اور دوسری
حدیث مسلم کی ابوہریرہ رض سے مروی ہے کہا فرمایا رسول
اللہ ؐ نے کہ قیامت قایم نہوگی یہانتک کہ رومی موضع
اعماق یا دابق میں داخل ہوں پس آئیگا اُس روز رومیوں
کے پاس مدینہ کے رہنے والے نیکوں کا ایک لشکر
الخ دونو حدیثوں کے درمیان موافقت اس طرح ہے
کہ بنی اسحاق تکبیر کہکر قسطنطنیہ پر جنگ کینگے اور فتح پائینگے اور
آپس میں مال غنیمت تقسیم کریں گے اس حالت میں
یکایک شیطان آواز کریگا اور دجال نکلیگا پس وہ چھوڑ
دیں گے مال غنیمت کو اور واپس ہونگے اپنے گھروں کو
پس یہ بات جھوٹ ہوگی پس وہ ٹھیریں گے اپنے گھروں
میں پانچ یا چھے سال جو کچھ خدا چاہیگا مقدسی نے کہا
کہ قسطنطنیہ کے فتح ہونے اور دجال کے نکلنے کے درمیان
سات سال کا عرصہ ہوگا شاید کہ مقدسی کا مقصد اس
سے فتح اول بالتکبیر ہو اور عبداللہ بن بشر سے
مروی ہے کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا ملحمہ اور فتح مدینہ کے
درمیان چھے سال کی مدت ہے اور ساتویں سال
دجال کا خروج ہوگا روایت کی اس کی ابوداؤد نے
اور کہا کہ یہ حدیث زیادہ صحیح ہے ایسا ہی ہے مشکوٰۃ
میں پھر تیاری کریں گے رومی جنگ کی اُسی سال اور
داخل ہوں گے اعماق یا دابق میں جیسا کہ مذکور ہوا حدیث
اول میں پس آئے گا اُن کی طرف ایک لشکر اُس
جماعت سے جو قید کر دی گئی تھی پہلی مرتبہ تکبیر
سے ۔ اس کی تائید دیتا ہے اہل روم کا قول
کہ ہٹ جاؤ ہمارے اور اُن کے درمیان سے جن کو

فلابد بالاقتداء من احد الطرفین فلما منع الاقتداء من احد الطرفین فقد منع الجمع بینهما فعلم بذلک ان الاحادیث التی وقعت فی الجمع بین عیسیٰ ع و المہدیؑ والاقتداء باحدھما الاٰخر لم یصح اسنادھا عند السلف بل اکثرھا من موضوعات الشیعۃ فثبت صحۃ الحدیث الذی ذکرہ فی المشکاۃ وفی سنن ابی داؤد و فی تفسیر المدارک تحت قولہ تعالیٰ اذ قال اللہ یا عیسیٰ ع انی متوفیک و رافعک الیّ الاٰیۃ قال ع کیف تھلک امۃ انا فی اولھا (جزء ۳ رکوع ۱۳) وعیسیٰ ع فی اٰخرھا والمہدیؑ من عترتی فی وسطھا و بینھما فیج اعوج لیسوا منی ولا انا منھم الیٰ ھنا انتھیٰ قول نجیب الدین فی مدار الفضلاء ھذا ما قال فی بیان قولہ ع لاتزال طائفۃ من امتی الحدیث وایضا قال فیہ فی بیان قولہ ع ھل سمعتم بمدینۃ جانب منھا فی البر وجانب منھا فی البحر الحدیث زعمت الشیعۃ خذلھم اللہ تعالیٰ ان ھذا الحدیث فی حق المہدیؑ وقالوا امیر ھذہ الطائفۃ ھو المہدیؑ وتمسکوا بالحدیث المروی عن

ضروری تھی پس جب کہ ایک دوسرے کی اقتدا منع ہے تو دونو کا جمع ہونا بھی منع ہے پس علامہ کی اس رجوع سے معلوم ہوا جو احادیث کہ مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام کے جمع ہونے اور ایک دوسرے کی اقتدا کرنے کے متعلق واقع ہوئی ہیں ان احادیث کی اسناد علماء سلف کے پاس صحیح نہیں بلکہ اکثر احادیث شیعہ کی وضع کی ہوئی ہیں پس ثابت ہوئی اس حدیث کی صحت جو مشکوٰۃ اور سنن ابوداؤد میں مذکور ہے۔ اور تفسیر مدارک میں اللہ تعالےٰ کے قول اذ قال اللہ الخ کے تحت فرمایا اللہ نے کہ میں تجھکو اپنے قبضہ میں کرنیوالا ہوں اور اٹھانیوالا ہوں اپنی طرف اسکے تحت کہ فرمایا رسول ع نے کیونکر ہلاک ہوگی امت میں اس کے اول میں ہوں اور عیسیٰ اسکے آخر میں ہے اور مہدی میری اہل بیت سے اسکے وسط میں ہے اور مہدی اور عیسیٰ کے درمیان زمانہ طویل ہوگا اُس زمانہ میں ایک جماعت کجرو ہوگی نہ وہ مجھسے ہیں اور نہ میں اُس سے ہوں یہاں ختم ہوا شیخ نجیب الدین کا قول۔ یہ جو کہا گیا اس کو شیخ نجیب الدین نے مدار الفضلا میں فرمان رسول ع لاتزال طائفۃ من امتی الخ کے بیان میں پیش کیا ہے اور نیز مدار الفضلاء میں فرمان رسول ع ھل سمعتم بمدینۃ جانب منھا فی البر الخ کے بیان میں کہا ہے کہ شیعہ نے گمان کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو خوار کرے کہ یہ حدیث مہدیؑ کے حق میں ہے اور شیعہ نے کہا کہ اس جماعت کے امیر سے مراد مہدیؑ ہے اور انہوں نے تمسک کیا ہے اس حدیث سے جو حذیفہ رضی سے

الامام الامن بنی اسحاق ثم ذکر فی
الحدیث الصلوة مع عیسیٰؑ وامامة
عیسیٰؑ فی تلک القوم فثبت ان
المصلے خلف عیسیٰؑ امیر من بنی
اسحاق وھو امیر الذین سبوا
اول مرة بالتکبیر واما ما قالوا بان
المھدیؑ یؤم ویقتدی عیسیٰؑ خلفه
فذلک قول لا نفاذ له بوجه من
الوجوه لانه مخالف لھذا الحدیث
الصحیح کیف تھلک امة انا فی
اولھا وعیسیٰؑ فی آخرھا والمھدیؑ
من اھل بیتی فی وسطھا وقد
صرح بطلانه فی شرح المقاصد
الامام سعد الدین التفتازانیؒ
وقال فیه فما یقال ان عیسیٰؑ یقتدی
بالمھدیؑ او بالعکس شئ لا مستند
له فلا ینبغی ان یعول علیه انتھیٰ
کلامه فقوله فما یقال یحترز به
عما قال فی شرح العقائد ان المھدیؑ
یصلی خلف عیسیٰؑ ثم رجع عن
ذلک وقال فما یقال الی آخره ثم
یمنع بھذا القول الجمع بین المھدیؑ
وعیسیٰؑ لانه لو کانا مجتمعین فی
غزوة او بعد غزوة فلا شک انه جمعھما
فی وقت صلوٰة من الصلوات الخمس

کی امامت عیسیٰؑ کرنیکا ذکر جو کیا گیا ہے اس سے
ثابت ہوا کہ عیسیٰؑ کی اقتدا سے نماز پڑھنے والا
بنی اسحاق کا امیر ہے اور وہ امیر ہے اُن لوگوں
کا جو پہلی مرتبہ قید سے گئے تکبیر کہکر۔ اور یہ جو کہا
جاتا ہے کہ مہدیؑ امامت کریں گے اور عیسیٰؑ اقتدا
کریں گے' یہ ایک ایسا قول ہے جو کسی وجہ سے
لائق نفاذ نہیں اس لئے کہ یہ قول مخالف ہے
اس حدیث صحیح کے۔ کیونکر ہلاک ہوگی وہ امت
جس کے اول میں میں ہوں اور اس کے آخر میں عیسیٰؑ
ہیں اور اس کے درمیان میری اہل بیت سے مہدی
ہے۔ اور قول مذکور کا باطل ہونا امام سعد الدین
تفتازانیؒ کی شرح مقاصد میں واضح طور پر ہو چکا
ہے اور کہا علامہ تفتازانیؒ نے شرح مقاصد میں کہ یہ
جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ مہدیؑ کی اقتدا کریں گے
یا برعکس ایک بے سند بات ہے جو لائق اعتماد نہیں
انتہیٰ علامہ تفتازانیؒ کا فما یقال (وہ جو کہا جاتا ہے)
کہنا احتراز کرنا ہے اس قول سے جو کہا شرح عقاید
میں کہ مہدیؑ عیسیٰؑ کی اقتدا کریں گے' اپنے اس
قول سے علامہ نے رجوع فرمایا ہے اور فرمایا فما
یقال الخ۔ شیخ نجیب الدین کہتے ہیں کہ پھر علامہ
نے اپنے اس قول سے مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام
کے جمع ہونے کو منع کیا ہے اس لئے کہ اگر وہ دونو
عیسیٰ اور دجال کی جنگ کے وقت یا بعد جنگ
جمع ہوتے تو نماز پنجگانہ میں سے کسی ایک نماز میں
ان کا جمع ہونا محال نہ تھا پس ایکدوسرے کی اقتدا

ای زمان طویل فیہ خلق لا یسنون
بسنۃ ولا یعملون بعمل اھل الاسلام
ثم یخرج الدجال فینزل عیسیٰؑ و
حدیث المسلم اصح من حدیث
الحسان لانہ لا یکون فیہ من
غریب وضعیف فثبت ان ذکر
اسم المھدیؑ فی حدیث حذیفۃ
من مختر عات الشیعۃ خذلھم اللہ تعالیٰ
انتھی کلامہ ای کلام نجیب الدین
فی مدار الفضلاء لانہ ؑ نفی ھلاک
الامۃ لوجود ثلثۃ اولا واخرا واوسطا
وذلک یدل علی ان بعث کل منھم
علیحدۃ وذلک عند ھلاک الناس
بالکفر والبدع والضلالۃ وترکھم طلب
التقرب الی اللہ تعالیٰ والمحبۃ والاشتیاق
الی الرویۃ والبصیرۃ فعند ھلاک
اھل الکتاب والمشرکین بعث اللہ
رسولنا لم یحفظھم عن الھلاک ما
شاء اللہ ممن اطاعہ وھلکوا ما شاء
اللہ ممن لم یطعہ وبعدہ ؑ ھلکہ
بعض امۃ حتی ادرکھا المھدیؑ

اور اترآئینگے عیسیٰؑ۔ اور مسلم کی حدیث زیادہ صحیح ہے
حدیث حسان سے اسلئے کہ مسلم میں غریب اور ضعیف
حدیثیں نہیں ہوتیں پس ثابت ہوا کہ حذیفہؓ کی
حدیث میں مہدیؑ کے نام کا ذکر شیعہ کی من گھڑت
ہے اللہ تعالےٰ ان کو خوار کرے۔ یہاں تک ہے
کلام نجیب الدین کا مدار الفضلاء میں اس لئے کہ
آنحضرتؐ نے اول آخر اور درمیان میں تین شخصوں کی
ذات سے امت کی ہلاکت نہ ہونا بیان فرمایا ہے
اور یہ فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تینوں
اشخاص کی بعثت علیحدہ علیحدہ ہوگی اور اُن کی بعثت
اس وقت ہوگی جب کہ لوگ کفر بدعت اور ضلالت
میں مبتلا ہوتے اور اللہ تعالےٰ کے قرب و محبت
کی طلب اور دیدار و بینائی کے شوق کو ترک کرنے کی
وجہ سے (دنیا طلبی کی) ہلاکت میں پڑجائیں گے
پس یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی ہلاکت کے
وقت اللہ تعالےٰ نے ہمارے رسول کو پیدا کیا اور
ان کو ہلاکت سے بچایا جس کو چاہا رسولؑ کو ماننے
والوں سے اور جس کو چاہا ہلاک کیا رسولؑ کے انکار
کرنے والوں سے اور رسولؑ کے وصال کے بعد آپؐ
سے زمانہ دور ہوا تو امت کے بعض لوگ ہلاک ہوئے
حتیٰ کہ ان کو مہدیؑ نے پایا پس اللہ نے اُن کو ہلاکت

ہ ھلک بعض امۃ بارتکاب البدعۃ والمعصیۃ وطلب الدنیا والاشتغال فی المعیشۃ ونسیان الذکر والفکر وطلب حظوظ النفسانیۃ والجاہ (از حاشیہ مخزن الدلائل مترجم) امت کے بعض لوگ بدعت نافرمانی دنیا طلبی زندگی کی مشغولیت ذکر و فکر سے غفلت نفسانی خواہشات اور دبدبہ کی طلب کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

حذيفة بعد قوله تعالى لهم في الدنيا
خزي ولهم في الآخرة عذاب
عظيم. ثم ان المهدي ومن معه من
المسلمين ياتون الى مدينة انطاكية
وهي مدينة عظيمة على البحر فيكبرون
عليها ثلث تكبيرات فيقع سورها
على البحر فيكبرون فيفتحون ثم
يسيرون الى رومية والقسطنطنية
وكنيسة الذهب فيفتحون قسطنطنية
ورومية الى آخره قال علماء اهل
السنة والجماعة رحمهم الله ان هذا
التمسك ضعيف لان النبيؐ ذكر الفتح
بالتكبير من بني اسحاق والمهديؑ
من بني فاطمة بنت رسول الله و
هو من بني اسمٰعيل ثم اخفاء اسم
الامير وذكر اسم الجيش بالفتح لم
يعهد به العقلاء والبلغاء لان المهديؑ
اسبقهم بعثا لان هذا الفتح قريب من
نزول عيسىؑ وخروج الدجال وبعث
المهديؑ سابق عليه ويكون ذلك
بعد موت المهديؑ وقوله كيف
تهلك امة انا في اولها وعيسىؑ في
آخرها والمهديؑ من عترتي في وسطها
الى آخرها يدل على كون المهديؑ
متوسطا مع ما كان بينهما فيج اعوج

فرمانِ خدا ان کے لیئے دنیا میں خواری ہے اور آخرت
میں عذاب عظیم کے بعد مروی ہے (اور کہا ہے پھر تحقیق کہ
مہدیؑ اور اس کے ساتھ والے مسلمان آئینگے شہر انطاکیہ
کی طرف کہ وہ بڑا شہر ہے دریا کے کنارہ اور اس شہر
پر تین بار تکبیر کہینگے پس گرجائیگی اُس شہر کی دیوار دریا پر
پھر تکبیر کہینگے اور فتح کریں گے پھر رومیہ قسطنطنیہ اور کنیسۃ
الذہب کی سیر کریں گے اور فتح کریں گے تینوں
شہروں کو الخ علماء اہل سنت وجماعت رحمہم اللہ نے
کہا کہ شیعہ کا یہ تمسک ضعیف ہے اس لیئے کہ نبی
علیہ السلام نے اولاد اسحٰقؑ تکبیر سے قسطنطنیہ فتح کرنے
کا ذکر فرمایا ہے اور مہدیؑ اولاد فاطمہ بنت رسول اللہؐ
سے ہیں اور آنحضرتؐ اولاد اسمٰعیلؑ سے پس امیر لشکر
کا نام پوشیدہ رکھنا اور لشکر کا نام فتح کیساتھ ذکر
کرنا عاقلوں اور بالغانِ علم کی مقرر کی ہوئی بات نہیں
تحقیق کہ مہدیؑ بعثت کے لحاظ سے لشکر اور امیر لشکر
سے مقدم ہے اسلئے کہ یہ فتح نزول عیسیٰؑ اور خروج
دجال کے قریب ہوگی اور مہدیؑ کی بعثت فتح کے
پہلے ہے اور ہوگی فتح مہدیؑ کے وصال کے بعد اور
آنحضرتؐ کا فرمان، کیونکر ہلاک ہوگی امت میں
اسکے اول میں ہوں اور عیسیٰؑ اس کے آخر میں ہے
اور مہدیؑ میری اولاد سے اس کے درمیان ہے محمدؐ
اور عیسیٰؑ کے درمیان مہدیؑ کے ہونے پر دلالت کرتا
ہے مع ہذا مہدیؑ اور عیسیٰؑ کے درمیان زمانہ دراز ہوگا
اس زمانہ میں لوگ سنت کی پیروی نہ کرنے والے اور
اہل اسلام کا عمل نہ کرنیوالے ہوں گے پھر نکلیگا دجال

علیٰ وجه الحقیقة اما لقب[۵] الامیر و السلطان اما من وجه التعظیم والمجاز فیطلق کما یقال للفقراء السادات امیر و شاه لان کل من کان من اولاد الرسولؐ فهو امیر الامة و سلطانها اما من حیث الامارة والسلطنة التی تقتضی القهر والغلبة فلا یطلق علیه واما الامام فلکونه علیٰ حسب اٰبائه کالحسین وزین العابدین وغیرهما من الائمة من اهل البیت رضوان الله علیهم مع ترک دعوی الامامة بالقهر والغلبة وعلیه السلف لما ذکر فی شرح المقاصد فی جواب الامامیة حیث نفی اختفاء محمد بن حسن العسکری مع کونه مبعوثا اماما مهدیا قال ولو سلم بعث محمد بن حسن العسکری فینبغی ان یکون ظاهر الا یظهر دعوی الامامة کسائر الائمة من اهل البیت ینتظم به الاولیاء وینتفع به الناس واذا لم یکن ظاهر اعلم انه لم یبعث فلم یختف فالمقصود انه سلم

پر حقیقۃً اطلاق نہیں کیا جاتا البتہ تعظیماً و مجازاً بولا جاتا ہے چنانچہ فقراء اور سادات کو امیر اور شاہ کہتے ہیں اس لیئے کہ ہر وہ شخص جو اولاد رسولؐ سے ہے پس وہ امیر امت اور سلطان امت ہے لیکن امیری اور سلطنت جو قہر و غلبہ کی مقتضی ہے اس کا اطلاق مہدیؑ پر نہیں کیا جاتا اور مہدیؑ کو آپ کے آبا کی موافقت کی وجہ سے امام کہا جاتا ہے چنانچہ امام حسین اور امام زین العابدین اور ان کے سوائے جو اہل بیت سے ہیں خوشنودی ہو اللہ کی ان سب پر کہ باوجود ترک کرنے دعوی امامت کے قہر و غلبہ کے ساتھ امام کا لقب ان سب پر جاری ہے اور ان کی امامت پر سب سلف متفق ہیں بہ سبب اس کے کہ ذکر کیا گیا ہے شرح مقاصد میں طائفۂ روافض کے جواب میں جہاں کہ علامہ سعد الدینؒ نے محمد بن حسن عسکری امام مہدی بنا کر بھیجے جانیکے باوجود پوشیدہ رہنے کی مخالفت کی ہے اور کہا کہ اگر محمد بن عسکری کی بعثت کو دعوی مہدیت کیلئے ثابت رکھا جائے تو دعوی ظاہر ہونا چاہیئے تھا دعوی امامت تو ظاہر نہوا (اگر ظاہر ہوتا تو ائمہ اہل بیت کی جسطرح اولیاء قوت اور نفع پائے اسی طرح ان سے مدد پاتے اور لوگ نفع اٹھاتے اور

---

۵ اگر کہا جائے کہ حضرت مہدیؑ کو بھی امیر اور شاہ کہا جاتا ہے تو دوسروں کی طرح آپکو بھی امیر اور شاہ کہنا لازم آتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ حضرت بندگیمیاں امین محمدرضؓ نے امامؑ کو شاہ فرمایا ہے "ورگہ شاہ محمد مہدی آخر زماں" (ملاحظہ ہو زاد الناجی مطبوعہ صفحہ ۲۳) اور حضرت بندگی میانشاہ برہانؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ "امیر سید محمد مہدی موعود علیہ السلام" (ملاحظہ ہو شواہد الولایت کے دیباچہ کی ابتدائی عبارت)

فحفظهم ماشاء الله ممن اطاعه و
هلکوا ماشاء الله ممن لم يطعه و
بعده يهلکون فيه کلهم عيسىٰؑ و
يحفظهم ماشاء الله و يهلکون ماشاء
الله فثبت ان المهدیؑ و عیسیٰؑ لا
يجتمعان فی زمان واحد کما لم يجتمعا
مع رسول الله صلعم فی حياته و
الحديث الثانی من المسلم عن ابی
هريرةؓ قال قال رسول الله صلعم
اذا بويع الخليفتان فاقتلوا الآخر
منهما فاعلم ان عیسیٰؑ ينزل خليفة
علی امة نبينا لقوله ع ينزل عیسیٰؑ
خليفة علی امتی يکسر الصليب و
يقتل الخنازير و يضع الجزية الحديث
فمن ظن بخلافة المهدیؑ مع الجيش
العظيم و جمعه مع عیسیٰؑ فقد الزم
بيعة الخليفتين فی زمان واحد
و به يلزم قتل عیسیٰؑ لتقدم المهدیؑ
عليه بهذا الحديث و ذلك باطل فثبت
انهما لا يجتمعان فی زمان واحد
فان قلت ما يطلق علی المهدیؑ من
الخطاب اهو خليفة ام امام او امير
او سلطان قلت لفظ الامام من وجه
و الخليفة من وجه و سياتی بيانهما
اما لفظ الامير و السلطان فلا يطلق

سے بچایا جسکو چاہا مہدیؑ کو ملنے والوں سے اور جس کو
چاہا ہلاک کیا مہدیؑ کے انکار کرنیوالوں سے اور مہدیؑ
کے وصال کے عرصۂ دراز کے بعد مہدوی (دنیا طلبی کی
وجہ سے) ہلاک ہوں گے اور پائیں گے ان کو عیسیٰؑ پس
اللہ جن کو چاہے گا ہلاکت سے بچالیگا اور جنکو چاہے گا
ہلاک کریگا پس ثابت ہوا کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک زمانہ میں
جمع نہونگے جیسا کہ جمع نہوے رسولؐ کے ساتھ آپکی حیات
میں۔ اور دوسری حدیث مسلم کی ہے جو ابو ہریرہؓ سے
مروی ہے کہا کہ فرمایا رسولؐ نے کہ جب بیعت کیے جائیں
دو خلیفے تو انمیں کے آخر کو قتل کرو پس جان کہ عیسیٰؑ
ہمارے نبیؐ کی امت پر خلیفہ کی حیثیت سے نازل ہونگے
چنانچہ نبیؐ نے فرمایا کہ عیسیٰؑ خلیفہ ہوکر میری امت پر نازل
ہوگا نصاریٰ کی صلیب کو توڑیگا اور سوروں کو قتل کریگا
اور کافروں و مشرکوں پر جزیہ مقرر کریگا الخ پس جس نے
گمان کیا مہدیؑ کی خلافت کا لشکر عظیم کیساتھ اور مہدیؑ کے
عیسیٰؑ کے ساتھ جمع ہونے کا گمان کیا پس اس نے ایک
ہی زمانہ میں دو خلیفوں کی بیعت کو لازم کیا اور اس سے
عیسیٰؑ کا قتل لازم آتا ہے بسبب مقدم ہونے مہدیؑ کے عیسیٰؑ
پر از روئے بعثت کے اور یہ باطل ہے اور ثابت ہوا کہ مہدیؑ
اور عیسیٰؑ ایک ہی زمانہ میں جمع نہ ہوں گے۔ اگر کہے تو کہ مہدیؑ
کو خلیفہ کا لقب دینا چاہئے یا امام کا یا امیر یا سلطان کا تو
میں جواب میں کہتا ہوں کہ مہدی علیہ السلام
کو ایک وجہ سے امام کا لقب دیا جاتا ہے اور
ایک وجہ سے خلیفہ کا لقب قریب میں ان
دونوں کا بیان آئیگا لیکن امیر اور سلطان کا لفظ مہدیؑ

رمضان وتحج البيت ان استطعت
اليه سبيلا فقال صدقت قال فاخبرني
عن الايمان قال ان تومن بالله وملئكته
وكتبه ورسله واليوم الاخر وتومن
بالقدر خيره وشره من الله تعالى
فقال صدقت قال اخبرني عن
الاحسان قال الاحسان ان تعبد
الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه
يراك الحديث ثم اعلم انه كان
رسول الله صلعم يعلم امته الايمان
والاسلام جهرا لان طبائع الناس
كلهم مستعدة لنيل هذا الامر فهذا
الامر من ظاهر الشرع يعني واما الاحسان
فلو يعلمه الا من راى طبعه مخطوطا
بنور الايمان بنعت المحبة والشوق
الى الله تعالى فيعلمه ويامر بالاختفاء
عن الخلق لقلة دركهم معانيه كما
قال ابو هريرة رض لقد حفظت من رسول
الله وعائين من الحديث وعاء لقد
بثثته ووعاء لو بثثته لقطع مني هذا
البلعوم اى الحلقوم وكان الامام علي
الاصغر زين العابدين بن الحسين رض
يقول ؎

اني لاكتم من علمي جواهره
كيلا يرى ذالك ذو جهل فيفتتنا

نے کہا کہ تو نے سچ کہا پھر کہا اور خبر دے مجھے ایمان کی
تو فرمایا کہ ایمان لا خدا پر اس کے فرشتوں اس کی
کتابوں اس کے رسولوں اور قیامت کے دن
پر اور ایمان لا تقدیر پر کہ نیکی اور بدی اسکی منجانب
اللہ ہے تو اس مرد نے کہا تو نے سچ کہا پھر کہا کہ مجھے احسان
کی خبر دے تو فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت
اس طرح کر گویا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اگر تجھ میں اللہ
کو دیکھنے کی سکت نہیں ہے تو یہ سمجھ کہ اللہ تجھکو دیکھ
رہا ہے الخ واضح ہو کہ رسول اللہ نے امت کو ایمان
اور اسلام کی تعلیم آشکارا طور پر دی اسلئے کہ لوگوں کی طبیعتیں
ان کی تعلیم پانے کی صلاحیت رکھتی تھیں پس اس کا نام
ظاہر شریعت ہے لیکن احسان کہ اسکی تعلیم نہیں دی
مگر جن کی طبیعت کو وصف محبت وشوق الی اللہ کے
ساتھ نور ایمان سے بہرہ ور دیکھا تو اُن کو احسان کی
تعلیم دیتے تھے اور مخلوق سے اسبات کو پوشیدہ رکھنے
کا حکم فرماتے تھے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ انھیں احسان
کے معانی سمجھنے کی صلاحیت کم ہے چنانچہ ابوہریرہ رض
نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے یاد کیا ہے حدیث
کے دو ظرف انہیں کا ایک ظرف شریعت کا ہے اس کو
لوگوں پر ظاہر کرتا ہوں اور دوسرا ظرف حقیقت کا ہے اگر
اس کو ظاہر کروں تو میرا حلق کاٹا جائے اور علی اصغر امام
زین العابدین بن امام حسین رض فرماتے
ہیں کہ

میں اپنے علم کے جواہر کو پوشیدہ رکھتا ہوں
تاکہ نادان تجھے نہ دیکھیں اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالیں

بعث المهدی بقدر ما یشتهر به
الاولیاء و ینتفع به الناس من غیر
دعوی الامامة بالقهر والغلبة و
یثبت امامته بهذا القدر لانه لو
کان الامام محمد بن حسن العسکری
مبعوثا بهذا القدر لسلم مهدیته و
امامته فثبت ان بعث المهدی بهذا
القدر کاف لصدق المهدیة عند
السلف من الائمة و صلاحیة
معنی الامامة اذکر ان شاء الله تعالی
واما الخلیفة فباعتبار انه خلیفة الله
وخلیفة رسوله فی دعوة الخلق الی
الله تعالی وتعلیم الاحسان لهم جهرا
کما علم رسول الله صلعم الایمان
والاسلام جهرا فذلک من شعبة
النبوة وهذا من شعبة الولایة
بیانه انه روی عن عمر بن الخطابؓ
انه قال کان رسول الله صلعم جالسا
اذ اتاه رجل شدید بیاض الثوب
کثیر سواد شعر لم یر علیه اثر السفر
فجلس عند رسول الله مستندا رکبتیه
الی رکبتیه و وضع یدیه علی فخذیه قال
اخبرنی عن الاسلام فقال الاسلام ان تشهد ان
لا اله الا الله وان محمدا رسول الله
وتقیم الصلوة وتوتی الزکوة وتصوم

جب دعوی ظاہر نہوا تو معلوم ہوا کہ وہ دعوی مہدیت پر
مبعوث نہوئے پس غار میں ابھی چھپے ہوئے نہیں ہیں پس پا
مقصود یہ کہ سلامت رکھی جائے مہدیؑ کی بعثت اس
مرتبہ پر کہ اولیاء مہدی سے قہر و غلبہ کیا تھہ دعوی امامت
کے بغیر مدد پائیں اور لوگ نفع اٹھائیں اور ثابت ہوتی ہے
مہدیؑ کی امامت اسی مرتبہ سے اس لئے کہ اگر امام محمد
بن حسن عسکری اس مرتبہ پر مبعوث ہوتے تو انکی مہدیت
اور امامت سلامت رکھی جاتی پس ثابت ہوا کہ اماماِن
سلف کے پاس مہدیؑ کی بعثت اس مرتبہ پر کافی ہے
مہدیؑ کی سچائی کے لئے اور میں انشاء اللہ معنی امامت
کی صلاحیت کا ذکر کروں گا اور مہدیؑ کا خلیفہ ہونا اس
اعتبار سے ہے کہ جسطرح رسول اللہؐ نے مخلوق کو ایمان
اور اسلام کی تعلیم آشکارا دی اسی طرح مہدیؑ مخلوق کو
احسان کی تعلیم آشکارا دینے اور اللہ کی طرف بلانے میں
اللہ و رسول کا خلیفہ ہے ایمان و اسلام شاخ نبوت ہے اور
احسان شاخ ولایت اس کا بیان یہ ہے کہ عمر ابن الخطابؓ
سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہؐ بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس
ایک مرد آیا کپڑے بہت سفید بال بہت کالے تھے سفر
کی علامت اُس پر ظاہر نہ تھی پس بیٹھا رسول اللہؐ
کے پاس زانو سے زانو لگایا ہوا آنحضرتؐ کے دونو رانوں
پر اپنے دونو ہاتھ رکھا ہوا کہا کہ مجھے اسلام کی خبر دے پس
آپ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے
کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول
ہیں نماز قائم رکھ زکوۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ
کعبۃ اللہ کا حج کر اگر توانائی رکھتا ہے جانیکی پس اُس مرد

فروعه والخلافة الصغرىٰ ما هي
مربوطة بالجهاد الاصغر مع اصوله و
فروعه ثم الاشتراك بالاستخلاف
في الكبرىٰ لا لاحد من الصحابة رضي
الله عنهم دون الصغرىٰ وان كانوا
محظوظين بها بانفسهم حتى ابي هريرةؓ
ولم يروا استخلافهم الا لعليؓ مع
شرائط الاختفاء ثم اولاده ثم من
استخلفه ثم انتشر المهديؑ في اخر
الزمان خلافة عن رسول اللهؐ فكان
عليؓ ومن تبعه مامورين بارشاد الناس
سرا والمهديؑ صار مامورا به جهرا
فان قلت ما الحكمة فيه قلت كان
المرتضىٰؓ في زمان ابتداء الاسلام
ولم يميز الناس الشريعة عن الطريقة
فكل ما يرون من افعال رسول الله
صلعم واصحابه ظاهرة ياخذونه
شريعة وهي السنة والجماعة في
اصول الدين والفقه وهذه الاصول
عليحدة بناها على تلك الاصول مع
زيادة المشاق والتكليفات فلم يشتهر
خوفا عن تقلب الناس عن اصل

خلافت کبریٰ میں خلیفہ بنانے میں صحابہؓ سے کوئی صحابی
شریک نہیں خلافت صغریٰ کے سوائے اگرچہ کہ سب
صحابہؓ بذاتہٖ خلافت کبریٰ سے بہرہ مند تھے حتیٰ کہ ابوہریرہؓ
بھی اور صحابہؓ کا خلافت کبریٰ میں اپنا جانشین بنانا کوئی
نہیں مگر علیؓ نے نامحرم سے اسرار کو پوشیدہ رکھنے کے
شرائط کیساتھ اپنا جانشین بنایا ہے پھر آپ کی اولادؓ
نے اپنا جانشین بنایا پھر اس شخص نے اپنا جانشین
بنایا جس کو آپ کی اولاد نے جانشین بنایا پھر پھیل گئی
یہ بات کہ مہدیؑ آخر زمانہ میں رسول اللہؐ کے جانشین
ہیں پس علیؓ اور آپ کے پیرو لوگوں کو پوشیدہ ارشاد کرنے
پر مامور تھے اور مہدیؑ آشکارا طور پر ارشاد کرنے پر مامور
ہوئے پس اگر کہے تو کہ خلافت کبریٰ کے اسرار چھپانے
میں کیا حکمت تھی تو میں کہتا ہوں کہ علیؓ اسلام کے
ابتدائی زمانہ میں تھے اور لوگ شریعت طریقت کا امتیاز
نہیں رکھتے تھے اور ہر وہ چیز جو رسولؐ و اصحاب رسولؐ
کے افعال سے بظاہر دیکھتے اسی کو شریعت سمجھکر
اخذ کرتے اور وہ شریعت سنت و جماعت ہے
اصول دین و فقہ میں اور یہ طریقت کے اصول علیحدہ
ہیں جو شریعت کے اصول سے مشقت و تکلیف
کے اضافہ سے بنائے گئے ہیں پس طریقت کے
اصول لوگوں کے اصل[۱۵] مقصود سے پھر جانیکے خوف
سے ظاہر نہیں کئے گئے بلکہ (اگر ظاہر کئے جاتے تو)

۱۵ اصل مقصود سے پھر جانیکے خوف سے یعنی شریعت اور طریقت کے اصول پر عمل کرنے سے خدا کے دیدار کی طلب حاصل ہونا جو اصل مقصد ہے اس سے پھر جانیکے خوف سے (از شرح فارسی)

وقد تقدم في هذا ابوحسن
الی الحسین ووصی قبله لحسنا
یارب جوهر علم لو ابوح به
لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا
ولاستحل رجال مسلمون دمی
یرون اقبح ما یاتونه حسنا

فهذا علم تشبث به الامام الاعلیٰ علی بن المرتضیٰ رضی عن رسول اللہ صلعم وعلم اولادہ وبعض احبابه کالحسن البصری وکمیل بن زیاد رض ثم انتشر منهما الی اصحاب التصوف فهذا من شعبة الولایة التی صارت مستخلفة الی زماننا بشرائطها لکن واضع اصوله لیس احد من الصحابة الا الامام الاعلیٰ علی بن المرتضیٰ لما انه هو المخصوص بالامر بالاستخلاف لمن شاء وهی الخلافة الباطنیة وتسمی الخلافة الکبریٰ لانها خلافة فی الجهاد الاکبر مع اصوله وفروعه وهو الجهاد مع النفس لقوله ع قد رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر قال حین رجع من جهاد الکفار فالخلافة الکبریٰ ما هی مربوطة بالجهاد الاکبر مع اصوله و

یہ میرا علم وہ ہے کہ اس کو ابو حسن (علیؓ) نے حسین سے بیان کیا اور اس کے پہلے اسکی وصیت حسن کو کی پس کتنی بہت سی علم کے جوہر ہیں اگر میں انکو ظاہر کروں تو مجھے لوگ کہینگے کہ یہ بت پرستوں سے ہے اور وہ مسلمان جو بری باتوں کو اچھی سمجھنے والے ہیں میرے خون کو حلال رکھیں گے۔

پس یہ علم احسان وہ علم ہے کہ اس کو امام بزرگ علی مرتضیٰؓ نے رسولؐ سے حاصل کیا اور اسکی تعلیم اپنی اولاد کو اور اپنے بعض احباب مثلاً حسن بصریؒ اور کمیلؓ ابن زیاد کو دی پھر یہ علم مشہور ہوا ان دونو سے اصحاب تصوف میں (جو اس امت کے محقق ہیں) پس یہ ولایت کی شاخ ہے جو ہمارے زمانہ تک از روئے خلافت شرائط کے ساتھ پہنچی ہے لیکن اس کے بانی حضرت علیؓ کے سوا دوسرے صحابی نہیں اس لئے کہ علیؓ اپنے تابعین میں سے جس کو چاہے خلافت کا حکم دینے کے لئے مخصوص ہیں اور یہ خلافت خلافت باطنی ہے اور اس کا نام خلافت کبریٰ رکھا گیا ہے اس لئے کہ یہ خلافت ہے جہاد اکبر میں مع اس کے اصول و فروع کے اور وہ نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے آنحضرتؐ کے فرمان سے کہ ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع ہوئے آنحضرتؐ نے یہ اس وقت فرمایا جب کہ آپ کفار کے ساتھ جہاد کرنے سے واپس ہوئے پس خلافت کبریٰ تعلق رکھتی ہے جہاد اکبر سے مع اس کے اصول و فروع کے اور خلافت صغریٰ تعلق رکھتی ہے جہاد اصغر سے مع اس کے اصول و فروع کے پس

الى طاعة السيد العليم والعمل بما مورٌ
ليفوز بلقاء حبيبه الكريم والمشاهدات
والتجليات فى الدنيا والآخرة فعلى
هذا الاعتبار صار المهدىؑ خليفة
الله وخليفة رسول الله صلعم
مامورا من الله تعالى لاظهار ذلك العلم
مع الجمع بالشرائع بحيث لا يخالف امرا من امور
الشريعة ومع هذا يدعو الى الطريقة والحقيقة فهذا
علم الاحسان الذى ذكر فى الحديث
ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن
تراه فانه يراك اما الامير والسلطان
بالحقيقة فلابد لهما من قهر وغلبة
والمهدىؑ لا يشترط له ذلك لصحة
المهدية فلا يطلق عليه لانه امام
والامام من لا يشترط له القهر والغلبة
لصحة الامامة وقد صرح به المهدى
ابوشكور السالمى فى تمهيده حيث
قال وقال بعض الناس بان الامام
اذا لم يكن مطاعا فلا يكون اماما
لانه لم يكن له القهر والغلبة فلا
يكون اماما قلنا ليس كذلك لان
اطاعة الامام فرض على الناس فلو
لم يطيعوا الامام فالعصيان حصل
منهم وعصيانهم لا يضر بالامامة فان
لم يطع فذلك من تمرد الناس فلا

ہے بڑے آدمی کیلئے پس ہے مہدی کہ اللہ تعالی
اس سے خوشنود ہے حقیقت کی نعمتوں سے بھرے
ہوئے دستر خوان کو بچھا دیا پس جو شخص کہ ان
گونا گوں نعمتوں سے لذت اٹھانا چاہتا ہے تو اس
کو چاہیئے کہ سید علیم (مہدیؑ) کی اطاعت اور
آپکے احکام پر عمل کرنے کی جلدی کرے تاکہ اپنے حبیب
کریم کے دیدار کو پہنچے اور مشاہدات و تجلیات حق سے دنیا
اور آخرت میں سرفراز ہو پس اس اعتبار سے مہدیؑ اللہ و رسولؐ
کا خلیفہ ہے اور مامور من اللہ ہے تاکہ ظاہر کرے علم حقیقت کو
تمام طالبان حق پر حدود شریعت کی حفاظت کیساتھ اسطرح
کہ کسی امر شرعی کی مخالفت نہیں کرتا ہے اسکے باوجود مہدیؑ
بلاتا ہے طریقت اور حقیقت کی طرف پس یہ ہے علم احسان کہ
جس کا ذکر حدیث میں کیا گیا ہے کہ تو عبادت کر اللہ کی اسطرح
گویا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر تجھ میں سکت نہیں ہے تو یہ
سمجھ کہ اللہ تعالے تجھکو دیکھ رہا ہے لیکن امیر و سلطان کیلئے
درحقیقت قہر اور غلبہ ضروری ہے دعوی مہدیت کی صحت
کیلئے مہدیؑ سے مشروط نہیں پس قہر و غلبہ کا اطلاق مہدیؑ پر
نہیں کیا جائیگا اسلئے کہ مہدیؑ امام ہے امام کی صحت امامت
کیلئے قہر و غلبہ مشروط نہیں اسکی صراحت ابو شکور سالمی
نے اپنی تمہید میں کی ہے جہاں کہ کہا کہ اور بعض لوگ کہتے ہیں
کہ جب امام کی اطاعت لوگ نہ کریں تو وہ امام نہ ہوگا اسلئے کہ
اسکے لئے ظاہری قہر و غلبہ نہیں ہے پس وہ امام نہیں ہے۔ ہم
کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے اسلئے کہ امام کی اطاعت لوگوں پر
فرض ہے پس اگر لوگ امام کی اطاعت نہ کریں تو حاصل ہوئی
ان کو نافرمانی اور انکی نافرمانی امامت کو ضرر نہیں پہنچاتی

المقصود بل لم یؤمنوا ولم ینقادوا له
اصلا لما فیه من مخالفة الاهواء و
ترك الدنیا ولذاتها وشهواتها والاستبعاد
عن زخارفها فهذا امما لا یمیل الیه
طبائع الناس وحاصله عظیم الشان
کما قال النبیؐ جوعوا بطونکم وعطشوا
اکبادکم لعلکم ترون ربکم شفاها
وهو المقصود بالایمان والاسلام و
اید ما ذکر فی تفسیر العرائس فی
بیان قوله تعالیٰ ادع الی سبیل ربك
بالحکمة والموعظة الحسنة الایه
جزء ۱۴ رکوع ۲۲
ای خاطب الجمهور بلسان الشریعة
لا بلسان الحقیقة فان تکلمت معهم
بالحقیقة طاشت العقول فیها و
یبقی الخلق بلا فهم ولا علم ثم لما
تفرق الاصولان فی اخر الزمان و
انتشر کل باحکامه واصوله وفروعه
امر المهدیؑ باظهاره واجرائه بین
الناس لان اصل الایمان والاسلام
ما وضع الا لمعرفة الاحسان فان
الشریعة کاللبن للرضیع والعلم لحقیقة
کاللبن مع الارز للفطیم والحقیقة
کانواع الماکولات للکبیر فکان المهدی
رضی الله عنه بسط سفرة المائدة فمن
اراد ان یتلذذ بانواع النعم فلیتبادر

لوگ ایمان نہ لاتے اور اس کی اطاعت ہرگز نہ کرتے
اس لئے کہ اسمیں خواہشات کی مخالفت کرنا اور دنیا
و دنیا کی لذتوں اور شہوتوں کو ترک کرنا اور دنیا کی زینتوں
سے دور رہنا ہے (چنانچہ یہ بات منکران مہدیؑ میں موجود
ہے اور اب وہاں سے یہاں منتقل ہو رہی ہے) پس یہ
ایسی چیزیں ہیں کہ ان کی طرف لوگونکی طبیعت مائل نہیں
ہوتی اور حاصل اس کا عظیم الشان (خدا کا دیدار) چنانچہ
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم اپنے پیٹوں کو بھوکے رکھو اور اپنے
جگروں کو پیاسے رکھو شاید کہ تم اپنے پروردگار کو آشکارا
دیکھو۔ اور وہ (خدا کو دیکھنا) **ایمان لانے اور
اسلام قبول کرنیکا مقصد اعظم ہے** اس کی
تائید کرتی ہے وہ چیز جو ذکر کیگئی ہے تفسیر عرائس میں اللہ تعالےٰ
کے قول کے تحت اے محمدؐ مخلوق کو تیرے پروردگار
کی راہ کی طرف حکمت اور نیک نصیحت سے الخ یعنے
لوگوں کو شریعت کی زبان میں حقیقت کی زبان میں
نہیں اگر تو ان سے حقیقت کی زبان میں کلام کرے گا تو اس
میں ان کی عقلیں پراگندہ ہوں گی اور مخلوق بے علم و فہم رہ
جائیگی پس جب علیحدہ رہے شریعت اور طریقت کے دو اصول
آخر زمانہ میں تو آشکارا ہوگی ہر ایک اصل مع اسکے احکام اور
اصول و فروع کے اور مہدیؑ لوگوں پر اسکو ظاہر و نافذ کرنے
پر مامور ہوگا اسلئے کہ **ایمان اور اسلام احسان کی
معرفت کیلئے وضع کئے گئے ہیں پس تحقیق کہ شریعت
مانند دودھ کے ہے شیرخوار کے لئے اور طریقت
شیر برنج کے مانند ہے دودھ چھوڑنیوالے بچے
کیلئے اور حقیقت قسم قسم کی غذاؤں کی مانند**

قص الشارب والسواك والمضمضة
والاستنشاق والخمسة التى فى
الجسد الختان وتقليم الاظفار ونتف
الابط وحلق العانة والاستنجاء و
عن ابن عباسؓ هى ثلثون سهما من
الشرائع وعند البعض هى اربعون
سهما مذكورة فى كتاب الله تعالىٰ
فى السور المختلفة وهى الاسلام و
الايمان والقنوت والصدق والصبر
والخشوع فى الصلوٰة وغيرها والتصدق
والصوم وحفظ الفروج والذكر الكثير
والاعراض عن اللغو واداء الزكوٰة
ورعاية الامانة ورعاية العهد
وحفظ اوقات الصلوٰة والتصديق
بيوم الدين والاشفاق من عذاب
الرب والقيام بالشهادة والعبادة
مطلقًا وحمد الله تعالىٰ والامر
بالمعروف والنهى عن المنكر وحفظ
الحدود والسياحة فى الارض لطلب
الدين والقول بالحسن والاحسان
بالوالدين وايتاء ذى القربىٰ حقوقهم
وايتاء المساكين حقوقهم وايتاء ابن
السبيل حقه والاحتراز عن الاسراف

کلی کرنا ناک میں پانی لینا اور پانچ جو جسم میں ہیں یہ
ہیں کہ ختنہ کرنا ناخن کٹوانا بغل کے بال صاف کرنا
زیر ناف کے بال نکالنا ناپاکی دور کرنا اور ابن عباسؓ
کی روایت سے وہ تیس حصے شرائع سے ہیں اور
بعض کے نزدیک وہ چالیس حصے ہیں جو اللہ کی کتاب
کی مختلف سورتوں میں مذکور ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اسلام
لانا گرویدہ ہونا فرمانبرداری کرنا سچ کہنا صبر کرنا نماز
وغیرہ میں عاجزی کرنا صدقہ دینا روزہ رکھنا شرمگاہ
کی حفاظت کرنا حرام سے۔ اللہ کا ذکر بہت کرنا بیہودہ
اور باطل کہنے سے پرہیز کرنا زکوٰۃ دینا امانت کی
حفاظت کرنا عہد کو پورا کرنا اوقات نماز کی حفاظت
کرنا قیامت کے دن پر ایمان لانا خدا کے عذاب
سے ڈرنا شہادت پر قائم رہنا جو کچھ اللہ فرمایا ہے
عبادت کرنا ہر حال میں اللہ کا حمد و شکر کرنا نیکی کا حکم
کرنا مکروہات سے منع کرنا حدود اللہ کی حفاظت کرنا
دین کی طلب کے لئے زمین کی سیر کرنا اچھی بات
کہنا ماں باپ کے حق میں احسان کرنا قرابتداروں
کا حق دینا مسکینوں کا حق دینا ابن سبیل[1] کا حق دینا
فضول خرچی اور بے اندازہ خرچ کرنے سے
پرہیز کرنا کنجوسی سے بخت مفلسی کے
خوف سے اولاد کو قتل کرنے سے پرہیز
کرنا مگر حق پر قتل کرنا قاتل کو قتل کرنے
میں حد[2] سے نہ بڑھنا یتیم کے مال کی رعایت

[1] ابن سبیل کا حق دینا یعنی جو شخص خدا کی راہ میں سفر کرتا ہو اور خرچ سفر سے عاجز ہے تو خدا کیلئے اس کی مدد کرنا۔ [2] یعنے ایک کے عوض دو کو قتل نہ کرنا قاتل کو چھوڑ کر دوسرے کو قتل نہ کرنا (از شرح فارسی)

ينعزل عن الامامة الا ترى ان النبيؑ
ما كان مطاعا في اول الاسلام وما
كان له القهر على اعدائه حينئذ
والكفرة تمردوا عن نصره ودينه وكان
هذا لا يضره ولا ينعزل عن النبوة
فكذلك الامام خليفة الله والنبيؑ
لامحالة وكذلك علىؓ ما كان مطاعا
من جميع المسلمين ومع ذلك ما صار
معزولا فيصح ما قلنا ولو ان الناس
ارتدوا عن الاسلام فان الامام
لا ينعزل عن الامامة فكذلك في
العصيان ثم ان لم يكن له القهر
فذلك من اثر التامل منه وتمرد الناس
وتمردهم لا ينعزل له فثبت بهذا النقل
ان المهديؑ ان لم يكن مطاعا من
جميع الناس لا يمنع كونه مهديا لان
صفة الامامة قايمة فيه وهي الاصل
في ثبوت المهدية ثم معنى الامامة
مستنبط من قوله تعالى واذ ابتلى
ابراهيم ربه بكلمات فاتمهن
قال اني جاعلك للناس اماما
جزو ا ركوع ١٥
واختلفوا في الكلمات فقال بعضهم
هي الخصال العشرة خمسة منها
في الراس وخمسة منها في الجسد
اما التي في الراس فهي الفرق و

پس اگر اطاعت نکریں تو یہ لوگوں کی سرکشی ہے پس امام اپنی
امامت سے معزول نہ ہوگا۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ نبیؑ
اول اسلام میں اطاعت کئے گئے نہیں تھے اور نہ اس وقت
آپکے لئے آپکے دشمنوں پر زور تھا اور کافروں نے آپ
کی مدد اور آپ کے دین کو قبول کرنے سے سرکشی کی اور
یہ بات نہ تو آپ کو نقصان پہنچائی اور نہ نبوت سے
معزول کی پس لامحالہ ایسا ہی ہے حال امام کا کہ نبیؑ کا
خلیفہ ہے اسیطرح علیؓ کہ آپکی اطاعت تمام مسلمانوں
نے نہیں کی اور اس کے باوجود آپ معزول نہوئے پس
ہمارا قول صحیح ہوا کہ اگر لوگ اسلام سے پھر جائیں تو امام
امامت سے معزول نہوگا اور اسی طرح لوگوں کی نافرمانی میں
پھر اگر امام کیلئے قہر نہو تو یہ بات امام کے تامل کرنیکے اثر اور لوگوں کی
سرکشی کے سبب سے ہے اور ان کی سرکشی امام کو معزول
نہیں کرتی پس اس نقل سے ثابت ہوا کہ اگر تمام
لوگ مہدیؑ کی اطاعت نہ کریں تو مہدیؑ کے مہدی
ہونیکا مانع نہیں اسلئے کہ مہدیؑ کی ذات میں امامت
کی صفت قائم ہے اور ثبوت مہدیت کی وہی اصل
ہے اور امامت کے معنی اللہ تعالیٰ کے قول سے نکلتے ہیں
اور جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں میں
تو ابراہیم نے پورا کر دکھلایا اُن کو تو اللہ نے فرمایا کہ میں
بنانے والا ہوں تم کو لوگوں کا امام۔ ان کلمات میں
علماء نے اختلاف کیا ہے پس بعض نے کہا کہ وہ کلمات
دس خصلت ہیں ان میں کے پانچ سر میں اور پانچ
جسم میں ہیں اور جو سر میں ہیں یہ ہیں کہ پورے سر کے
بال میں مانگ نکالنا مونچھ کٹوانا مسواک کرنا،

لشرائع فهو يصلح للامامة الدينية
بالاتفاق من غير نظر الى القهر و
الغلبة فالمهدیؑ شرطه ان يكون
موصوفا بهذه الصفة ليصدق عليه
اسم الامام لا وجود القهر والغلبة
الا الغلبة بالحجة كما هو لجميع الانبياء
والمرسلين عليهم السلام لقوله تعالى
وهو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ
ای القرآن ودين الحق ای الاسلام
ليظهره ای ليغلبه على الاديان كلها
بالحجة ولم يقل ارسل رسوله بالسيف
لان الغلبة غلبة الحجة والسيف تابعها
لا السيف مفردا وهذا المعنی مشهورة
فی التفاسير لاسيما فی تفسير ابن
عباسؓ وقد صرح به فی تفسير الثعلبی
فی تفسير الاٰية المذكورة قال الحسن
بن الفضل ليظهره عليها كلها بالحجج
الواضحة والبراهين اللائحة فيكون
حجة هذا اقوی وقيل معناه ليظهره
على الذين حول النبیؑ فان كان النبیؑ
ينتظر وعده بالغلبة والظفر على
الاديان حول النبیؑ فالمهدیؑ تابع
له فهو احری به فان كان له الغلبة
بالسيف فهی صفة الاولوية فان
قلت قد ورد فی بعض الاحاديث

تمام بزرگوں کے اتفاق سے قہر و غلبہ کے بغیر دینی
امامت کے لائق ہے۔ پس مہدیؑ پر اسم امام صادق
آنیکے لیئے صفات مذکورہ سے موصوف ہونا شرط ہے
ظاہری قہر و غلبہ کا کوئی وجود نہیں مگر مہدیؑ کیلئے حجت
کا غلبہ ہے جیسا کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام
کیلئے غلبۂ حجت تھا بدلیل فرمانِ خدا اُسی نے بھیجا
اپنے رسول کو ہُدیٰ یعنے قرآن اور دین حق یعنے
اسلام دیکر تاکہ غالب ہو حجت سے تمام
ادیان پر۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اپنے
رسول کو تلوار کیساتھ بھیجا اس لیئے کہ حقیقی غلبہ حجت
کا غلبہ ہے اور تلوار اس کی تابع ہے نہ کہ محض تلوار
اور یہ معنی تفاسیر میں مشہور ہیں خصوصاً تفسیر ابن عباسؓ
میں اور تفسیر ثعلبی میں اسی معنی کی تصریح آیت
مذکورہ کے تحت کیگئی ہے حسن ابن فضلؓ نے کہا
تاکہ غالب ہو تمام ادیان پر واضح حجتوں اور
روشن دلیلوں سے پس یہی حجت قوی ترین
حجت ہوتی ہے اور اس آیت کے معنی کہے
گئے ہیں کہ تاکہ غالب کرے اللہ نبی کو ان لوگوں
پر جو نبی کے اطراف ہیں۔ پس اگر نبی اپنے
اطراف کے تمام ادیان پر (کفار پر) غالب
ہونے اور فتح پانے کے وعدہ کا قصد
فرماتے تو مہدی نبی کا تابع ہے اس کے لئے
بھی یہ وعدہ سزاوار ہوتا۔ پس اگر مہدی کو تلوار
سے غلبہ ہو تو یہ صفت برتری کی ہوگی۔ اگر کہے
تو کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ نبیؐ کفار

والتبذير والاحتراز عن البخل و
الاحتراز عن قتل الاولاد من خشية
الاملاق والاحتراز عن قتل النفس
التي حرم الله الا بالحق والاحتراز
عن الاسراف في القتل للقصاص و
رعاية مال اليتيم والفاء الوزن والكيل
بالقسطاس المستقيم والتوبة والاحتراز
عن الكذب والاحتراز عن التبختر
في المشي والاحتراز عن الفحشاء فانها
اربعون خصلة مع التحرز عن التكرار
التي في الآيات منها في البراة قوله
تعالى التائبون العابدون الى
بشر المومنين ومنها في بني اسرائيل
وهو قوله تعالى وقضى ربك ان
لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين
احسانا الى قوله ملوما مدحورا او
منها في سورة الاحزاب وهو قوله
تعالى ان المسلمين والمسلمات الى
قوله اجرا عظيما ومنها في سورة
قد افلح المومنون الى قوله هم فيها
خالدون ومنها في سورة المعارج
وهو قوله تعالى ان الانسان خلق
هلوعا الى قوله مكرمون فاعلم
ان من تنزله هذه السهام من

کرنا ماپ اور تول میں کمی بیشی نہ کرنا
فسق و فجور سے توبہ کرنا جھوٹ سے
پرہیز کرنا اکڑ کر نہ چلنا اور برے کاموں
سے بچنا ہے پس یہ چالیس
خصلتیں بلا تکرار مذکور ہیں جن کا ذکر
آیات میں ہے۔ بعض ان خصلتوں
سے سورۂ براءت میں ہیں اللہ تعالے
کے قول التائبون العابدون
سے بشر المومنین تک اور
بعض اُن سے سورۂ بنی اسرائیل میں ہیں
اور وہ اللہ کا قول وقضی ربک ان
لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین
احسانا سے ملوما مدحورا
تک اور بعض سورۂ احزاب میں
ہیں اور وہ قولہ تعالیٰ ان المسلمین
والمسلمات سے اجرا عظیما
تک اور بعض ان سے سورۂ قد
افلح المومنون میں ہیں ھم
فیہا خالدون تک اور بعض اُن
سے سورۂ معارج میں ہیں اور وہ اللہ
تعالے کے قول ان الانسان
خلق ھلوعا سے مکرمون
تک۔ پس جان کہ یہ تمام بہرہ ہائے
شرائع جس کی ذات میں موجود ہوں پس

القسط والعدل كما سياتى بيانه انشاء الله تع فلو اجتمع مع عيسىٰ وهو خليفة لوجب عليه اتباعه وهو لا يتبع فلا يجتمعان فى زمان واحد الحديث الثالث من البخارى عن ابى هريرةؓ قوله م لا تقوم الساعة حتى يخرج رجل من قحطان يسوق الناس بعصاه وذكر الامام احمد بن عبد الله بن على بن يحيى فى كتابه آثار النيرين القحطانى ابو اليمن قال المقدسى اختلف فيه فقال ابن سيرين القحطانى رجل صالح وهو الذى يصلى خلفه عيسىٰ وهو المهدىؑ وقال كعبؓ يموت المهدىؑ ويبايع بعده القحطانى وقال عبد الله بن عمرؓ القحطانى رجل صالح بعد المهدىؑ من ولد العباس وفى نسخة رجل بعد اولاد العباس اى يخرج بعد انصرام الخلافة العباسية من ولد العباس وقال كعب هو دون المهدىؑ فى العدل فظهر بهذه العبارة ان الذى يصلى مع عيسىؑ هو القحطانى واختلفوا فى كونه مهديا او غيره ولم يظهر الاختلاف فى صلوته مع عيسىؑ وكونه من ولد العباس او بعد ولده واتفقوا فى ما

قرآن و نبیؑ کے سوا کسی کا پیرو نہیں مہدیؑ اسلئے پیدا کیا گیا ہیکہ لوگ اسکی پیروی کریں نہ اسلئے کہ مہدیؑ لوگونکی پیروی کرے اور وہ یعنے رسولؑ کی متابعت کرنا اہل زمین کو داد و عدل سے بھر نا مراد ہے چنانچہ اس کا بیان قریب میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ پس اگر مہدیؑ عیسیٰؑ کیساتھ جمع ہو اور وہ خلیفہ ہے تو البتہ واجب ہوگی اسپر اُسکی اتباع اور وہ (مہدیؑ) پیروی نہیں کرینگے پس دو نو ایک زمانہ میں جمع نہونگے تیسری حدیث بخاری کی ابوہریرہؓ سے مروی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت قایم نہوگی یہانتک کہ نکلیگا ایک مرد قحطان سے ہانکیگا لوگوں کو اپنی لکڑی سے اور ذکر کیا ہے امام احمد ابن عبد اللہ ابن علی ابن یحیٰی نے اپنی کتاب آثار النیرین میں کہ قحطانی ابوالیمن کا قبیلہ ہے مقدسی نے کہا کہ قحطانی کے متعلق لوگوں نے اختلاف کیا ہے اور ابن سیرین نے کہا کہ قحطانی ایک مرد صالح ہے جسکے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھینگے اور وہ مہدیؑ ہے اور کعبؓ نے کہا کہ مہدیؑ رحلت کریگا اسکے بعد قحطانی پیروی کیا جائیگا اور عبد اللہ ابن عمرؓ نے کہا کہ قحطانی ایک مرد صالح ہے اولاد عباس سے مہدیؑ کے بعد ہوگا اور ایک نسخہ میں ہے کہ قحطانی ایک مرد ہے اولاد عباس کے بعد یعنی خلافت عباسیہ ختم ہونے کے بعد اولاد عباس سے ہوگا اور کعب نے کہا کہ قحطانی مہدیؑ سے کم ہے عدل کرنے میں پس اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ عیسیٰؑ کیساتھ نماز پڑھنے والا قحطانی ہے اور لوگوں نے قحطانی کے مہدیؑ ہونے یا غیر مہدی ہونے میں اختلاف کیا ہے اور قحطانی کے عیسیٰ کیساتھ نماز پڑھنے اور اسکے اولاد عباس سے ہونے یا اولاد عباس ختم ہونیکے بعد ہونے کے متعلق کوئی اختلاف

انه سئل ع عن الغلبة فقال انه سيكون فما وجه القول قلت مرادنا بالغلبة ههنا الغلبة بالسيف وهي وجدت بعد حياته فكذا المراد في حق المهدي انه سيكون من تابعيه فكل ما ذكرنا في حق المهدي من القهر والغلبة يكون على مثاله لانه تابع رسول الله صلعم فامر متبوعه امره فان قلت انكان امره امره فينبغي ان يكون للمهدي بعض الغلبة كما كان لرسول الله صلعم قلت قدر بعثه غاية تسع سنين ولم يكن لرسول الله ع في بدايته الامر في تسع سنين غلبة فكيف يكون للمهدي فلو كان للزم مزيته عليه وهو باطل ولو سلم فانها بكثرة السواد او اطاعة امير من الامراء بحيث لو امره لقاتل وان لم يعرض له امر القتال و هذا بحث زائد لان الاصل ان لا يشترط له غلبة السيف لصحة المهدية بل هو امر زائد لانه ولي ولا يشترط لصحة الولاية الغلبة بالسيف ولانه داع الى الله بالحكمة والموعظة الحسنة والجدال بالتي هي احسن لكونه من شعبة الولاية ولا يتابع احد الا النبي والقرآن المنزل نيابة لانه المبعوث بان يتبع ولا يتبع وهو المراد بالمهدية

پر غلبہ ہونے کے متعلق سوال کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ عنقریب وہ غلبہ ہوگا پس اس فرمان کا مطلب کیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہاں غلبہ سے ہماری مراد غلبہ سیف ہے اور یہ غلبہ پایا گیا آنحضرتؐ کی حیات کے بعد پس مہدیؑ کے حق میں بھی غلبہ سے یہی مراد ہے کہ قریب ہی اس کا ظہور ہوگا مہدیؑ کے تابعین سے پس ہم نے مہدیؑ کے حق میں قہر و غلبہ کا جو کچھ ذکر کیا ہے نبی کے قہر و غلبہ کی مثال ہے اسلئے کہ مہدیؑ تابع رسولؐ ہے پس اسکے متبوع کا کام تابع کا کام ہوگا (قہر و غلبہ میں دونو برابر ہونگے) پس اگر کہے تو کہ جب امر نبیؐ امر مہدیؑ ہے تو مہدیؑ کے کیلئے بھی بعض ایسا ہی غلبہ ہونا چاہئے جیسا کہ رسولؐ کو تھا میں کہتا ہوں کہ مہدیؑ کے دعوی مہدیت کی انتہائی مدت نو سال ہے اور رسول اللہؐ کو امر نبوت کی ابتدا میں بمدت نو سال غلبہ نہوا تو پھر مہدیؑ کو نو سال میں کیسے غلبہ ہوگا اور اگر غلبہ ہوگا تو مہدیؑ کے مرتبہ کی زیادتی نبیؐ پر لازم آئیگی اور یہ باطل ہے اور اگر نو سال میں غلبہ سیف کو تسلیم کر لیا جائے تو وہ غلبہ طاعت کرنیوالوں کی کثرت یا امرا میں سے کسی امیر کی اطاعت سے ہوگا اس حیثیت سے کہ اگر مہدیؑ کو اللہ تعالیٰ قتال کا حکم کرتا تو آپ ضرور قتال کرتے اگرچہ کہ آپ کیلئے امر قتال عارض نہوا اور یہ بحث زائد ہے اسلئے کہ اصل بات تو یہ ہے کہ مہدیؑ کی مہدیت کی صحت کیلئے غلبہ سیف کی شرط نہیں بلکہ یہ امر زائد ہے اسلئے کہ مہدیؑ ولی ہے اور ولی کی ولایت کی صحت کیلئے غلبہ سیف کی شرط نہیں لگائی جاتی اسلئے کہ مہدیؑ حکمت و نصیحت سے اللہ کیطرف بلانیوالا ہے اور شک کے پاس جہیز کیسا ہے جو نیک ہے وہ جہاد اکبر (جہاد بالنفس) ہے اسلئے کہ جہاد اکبر شاخ ولایت سے ہے اور مہدیؑ

سنة نبيكم كما ذكر الشيخ ابو عبد الله محمد
بن عبد الحق بن عبد الرحمن الازدي
في كتابه الموسوم بالجمع بين الصحيحين
اما ما ذكروا لفظا موضوعا في هذا الحديث
وهو قولهم امامكم المهدي منكم ليثبتوا
به الامامة للمهدي في صلوة عيسى فقد
ظهر وضعه ونشر كذبه بمقابلة الصحيحين
اعني البخاري والمسلم فانه لم يذكر
فيهما ولا في منتخباتهما كالمشارق و
المصابيح والمشكوة هذا اللفظ فثبت
انه كان موضوعا لا يعتبر وقد ثبت في
كثير من كتب السلف بالاحاديث
بان عيسى يكون اماما للجماعة التي
تصلي خلفه حين نزوله لانه افضل
فلم يثبت الامامة للمهدي ولا لغيره
في صلوة عيسى منها ما ذكر في شرح
المقاصد ذكرناه قبل و ايضا فيه وهذا
دليل على ان عيسى يؤم المسلمين
في تلك الصلوة وذكر في تفسير الامام
الزاهد رح في قوله تعالى اذ قال الله
يا عيسى اني متوفيك الاية قد اخبر النبي
انه ينزل من السماء حين يخرج الدجال
اللعين ويدور في العالم ووقع القحط
واشتد الامر واجتمع المومنون بمكة
والمدينة ويبلغ اللعين بافق الارض

کون ہو تو میں نے کہا تو مجھکو خبر دے کہا پس تمہارا امام تمہارے
پروردگار کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت ہی۔ اسیطرح ذکر کیا
ہی شیخ ابو عبد اللہ محمد ابن عبد الحق ابن عبد الرحمن ازدی نے
اپنی کتاب موسوم بہ الجمع بین الصحیحین میں لیکن اس حدیث میں
وضع کیا ہوا لفظ جو ذکر کرتے ہیں وہ انکا یہ قول ہیکہ امامکم
المہدی منکم (تمہارا امام تم میں کا مہدی ہی) تاکہ ثابت کریں
مہدیؑ کی امامت کو عیسیٰؑ کی نماز میں پس ظاہر ہوگیا اس قول
کا موضوع ہونا اور پراگندہ ہوگئی اسکی جھوٹ صحیحین یعنے بخاری
ومسلم کے مقابلہ میں اسلئے کہ یہ لفظ موضوع صحیحین میں مذکور نہیں اور نہ
صحیحین کے منتخبات مثلاً مشارق مصابیح اور مشکوٰۃ میں مذکور ہے
پس ثابت ہوا کہ (مہدیؑ کی امامت عیسیٰؑ کیساتھ ثابت کرنیکے لئے)
اسم مہدی جو وضع کیا گیا ہی اعتبار کے قابل نہیں اور علماء سلف
کی کتابوں میں اکثر جگہ احادیث سے بتحقیق ثابت ہے کہ عیسیٰؑ
اُس جماعت کے امام ہونگے جو آپ کے نزول کے وقت
آپکے پیچھے نماز پڑھے گی اسلئے کہ آپ افضل زمانہ ہیں پس
ثابت نہوئی امامت مہدیؑ کی اور نہ غیر مہدیؑ کی عیسیٰؑ کی نماز میں
منجملہ اسکے ہی جو ذکر کیا گیا ہی شرح مقاصد میں اس کا ذکر میں نے
پہلے کردیا ہی اور نیز شرح مقاصد میں ہی اور یہ دلیل ہی اس بات
پر کہ عیسیٰؑ مسلمانوں کی امامت کرینگے اس نماز میں جو اُتر
آنیکے بعد پڑھینگے۔ اور امام زاہدؒ کی تفسیر میں فرمان خدا اذ قال
اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک کے تحت ذکر کیا گیا ہی کہ نبیؑ نے
خبر دی ہے کہ عیسیٰؑ آسمان چہارم سے اتر آئینگے جبکہ نکلیگا دجال
لعین اور دورہ کریگا تمام عالم میں اور واقع ہوگا قحط اور مشکلات
کا سامنا ہوگا اور جمع ہونگے مومن مکہ و مدینہ میں اور پہنچے گا
لعین زمین کے کنارے مکہ اور مدینہ کے سوا

قبله بان المهدیؑ من اولاد فاطمة بنت
رسول اللهؐ فثبت بالاتفاق ان الذی
یصلی مع عیسیٰؑ هو غیر المهدیؑ الذی
من بنی فاطمة وقد صرح به کعبؓ حیث
قال یموت المهدیؑ ویتابع بعده القحطانی
وهذا دلیل علی ان بین عیسیٰؑ والمهدیؑ
بعثا آخر وزمانا طویلا فلا یجتمعان فی
زمان واحد ثم منهم من رای المهدیة
فی غیر اولاد فاطمةؓ کابن سیرینؒ
مع علمه ان القحطانی منسوب الی بنی
قحطان وهو قبیلة بالیمن وهذه النسبة
لم تجی فی بنی فاطمةؓ ومع هذا اینسبه
الی المهدیة وهو خلاف الاجماع فمثل
هذه الاقوال انتشر فی العالم وزعم
الناس انه یجتمع مع عیسیٰؑ ویصلی خلفه
وهذا کله مظنونات لا نفاذ لها من
ای وجه فمن اعتقد ذلک فقد وقع
فی غمرات لا یفوز بالساحل ابدا و لا
یجوز التکذیب بما ثبت من صلاح للمهدیة
بانواع الحجج والبینات واما بیان الروایة
التی فی الحدیث الثالث وهو قوله صلعم
کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم
منکم قال الولید بن مسلم قلت لابن
ابی ذئب ... فقلت
فاخبرنی قال فامکم بکتاب ربکم و

ظاہر نہیں ہوا اور علماء سلف نے اتفاق کیا ہے اسبات پر جو
اس سے پہلے مذکور ہوئی یعنے مہدیؑ فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم
کی اولاد سے ہے پس بالاتفاق ثابت ہوا کہ جو شخص عیسیٰؑ کیساتھ
نماز پڑھیگا وہ مہدیؑ بنی فاطمہؓ کے غیر سے ہے اور اسکی صراحت
کعبؓ نے کردی ہے جہاں کہ کہا مہدیؑ رحلت کریگا اسکے بعد
قحطانی پیروی کیا جائیگا۔ اور یہ دلیل ہے اسبات کی کہ مہدیؑ
اور عیسیٰؑ کے درمیان ایک دوسرے شخص کی بعثت ہے اور
زمانہ دراز بھی پس مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک ہی زمانہ میں جمع نہونگے
اور بعض انمیں سے جس نے غیر بنی فاطمہ کے مہدی ہونیکا اعتقاد
کیا ہے ابن سیرینؒ ہے جس نے اس علم کے باوجود کہ قحطانی
منسوب ہے قحطان سے اور یمن کے قبیلہ سے ہے اور یہ نسبت
بنی فاطمہ میں نہیں آئی باوجود اسکے ابن سیرینؒ نے جو مہدیت
سے نسبت کی ہے خلاف اجماع ہے اس قسم کے اقوال عالم
میں جو پھیل گئے تو لوگوں نے زعم کیا کہ مہدیؑ عیسیٰؑ کے
ساتھ جمع ہوگا اور عیسیٰؑ کے پیچھے نماز پڑھیگا حالانکہ یہ
سب گمانی باتیں ہیں جو کسی وجہ سے لائق نفاذ نہیں پس
جس نے یہ اعتقاد کیا وہ دریاء حیرت وگمان میں پڑ گیا
ہرگز کبھی سلامتی کے کنارہ نہیں پہنچیگا اور ان گمانی
دلیلوں سے اس ذات کو جھٹلانا جائز نہیں جو اقسام کی
دلیلوں اور حجتوں سے (جن سے انبیاء کی نبوت اولیاء
کی ولایت ثابت ہوتی ہے) دعوئ مہدیت کی صلاحیت
رکھتی ہے۔ اور بیان اس روایت کا جو حدیث سوم میں بخاری
سے ثابت ... قول ہے کہ تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ
ابن مریم ... اور ہوگا تمہارا امام تم میں سے ... ولید ابن مسلم
نے کہا ابن ذئب نے بتایا تو جانتا ہے کہ تم میں سے تمہارا امام

من جنوبها الیٰ شمالها بالقسط والعدل
فقد احتجوا بالاحادیث الحسان منها
قولہ المهدی منی اجلی الجبهة اقنی
الانف یملاء الارض قسطا وعدلا کما
ملئت جورا وظلما یملك سبع سنین
قال المجیبون بان خبر المهدیؑ خبر
الغیب صدر عن رسول الله صلعم بطریق
المعجزۃ والاحادیث الحسان مما لا یحکم
قطعا بانها صدرت عن رسول اللهؐ
لضعفها فی الاسانید بنسبة الصحاح
فانها من جملة الاحاد الضعیفه فلا
یعتقد علیها قطعا الا بعد ظهور بقدر
ماظهر قال الشیخ الامام ابو محمد بن
الحسن بن مسعود البغوی الاحادیث
الصحاح ما اخرجه الشیخان ابو عبدالله
محمد بن اسماعیل الجعفی البخاریؒ و
ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری
فی جامعهما او احدهما والاحادیث
الحسان ما اوردہ ابوداؤد وسلیمان
بن الاشعث السجستانی وابو عیسٰی
محمد بن عیسٰی الترمذی وغیرهم
من الائمة فی تصانیفهم واکثرها صحاح
بنقل العدل عن العدل غیرانها لم
تبلغ غایة شرط الشیخین فی علودرجة
من صحة الاسانید ودونها مایکون

کو بھر دیگا پس انہوں نے احادیث حسان سے حجت لی
ہے منجملہ ان احادیث حسان کے یہ ہے کہ فرمایا ؑ
نے کہ مہدیؑ میرے فرزندوں سے ہے روشن پیشانی بلند
بینی رکھنے والا بھر دیگا زمین کو داد و عدل سے جیسی کہ
بھری گئی جور و ظلم سے بادشاہی کریگا سات سال ۔
جواب دینے والوں (مصدقان امامؑ) نے کہا ہے کہ خبر مہدی
خبر غیب ہے جو رسول اللہؐ سے بطریق معجزہ صادر ہوئی ہے
اور احادیث حسان ایسی ہیں جو قطعی نہیں ہیں تو ہیں اسلئے کہ
وہ صادر ہوئی ہیں رسول اللہؐ سے ضعف اسناد کیساتھ
بہ نسبت صحاح کے اور وہ جملہ احاد ضعیف سے ہیں پس
ان پر اعتقاد نہیں کیا جائیگا ازروی یقین کے مگر بعد ظاہر
ہونے حدیث حسان کے جسقدر کہ وہ ظاہر ہوئی قطعی ہوگی
شیخ امام ابو محمد ابن حسن ابن مسعود بغوی نے کہا کہ احادیث
صحاح وہ ہیں جن کو دو شیخ ایک ابو عبداللہ محمد ابن
اسمٰعیل جعفی بخاریؒ اور دوسرے ابو الحسین مسلم ابن حجاج
قشیریؒ نے اپنے دونوں جامع (بخاری و مسلم) یا ان دونو
میں سے ایک میں سند سے بیان کیا ہو اور احادیث
حسان وہ ہیں جن کو ابو داؤد اور سلیمان ابن اشعث
سجستانی اور ابو عیسیٰ محمد ابن عیسیٰ ترمذی وغیرہ اماماں
حدیث نے اپنی تصانیف میں لائے ہیں اور اکثر احادیث
حسان عادل عادل سے نقل کرنیکی وجہ سے صحیح ہیں
ان کے سوائے وہ احادیث حسان بھی ہیں جو اسناد کی
صحت کیساتھ بلند درجہ میں بخاری و مسلم کی غایت
شرط کو نہیں پہنچیں اور صحیح حدیثوں کے سوا ایسے بھی
احادیث ہیں جو غریب و ضعیف ہیں پس اس نقل سے

غیر ملة والمدینة فاذا قصد مکة ینزل
عیسیٰؑ من السماء بمکة ویصلی صلوٰة الصبح
بالجماعة مع قلیل من المؤمنین ثم
یخرج الیٰ قتال الدجال مع من معه
من المومنین الحکایة فالمقصود ان
هذه العبارة تعارضت ما قالوا بان
المهدیؑ یملاء الارض قسطا وعدلا و
یکون ملکا ویصلی مع عیسیٰؑ فی جیش
ولم یقید ههنا الصلوٰة بالمهدیؑ لان
الحدیث مطلق فمن قیده بالمهدیؑ
من غیر عبارة عن رسول اللّٰه صلعم
فقد جهل نفسه ولان السلف حین
اجمعوا لم یقیدوه بالمهدیؑ فلا یکون
القول بالجمع حجة بل هو باطل لانه
لو کان المهدیؑ ملکا حین خروج
الدجال لا یملك الدجال فی افق
الارض فینبغی لهم ان یرجعوا عن
اقوالهم الواهیة ویتوبوا عن الافتراء
علیٰ رسول اللّٰه ؑ بظنونا تهم ولان الحدیث
من احادیث الحسان لو کان وارد فی
هذا المعنی یجب علیهم ان ینزلوه
منزلة العدم لمعارضة الصحاح واتفق
علیه السلف ساذکر اقاویلهم فی محله
انشاء اللّٰه تعالیٰ واما ما قالوا بان المهدیؑ
یملاء الارض من مشرقها الیٰ مغربها و

پس جب قصد کریگا یعنی مکہ کا تو عیسیٰ اترآئینگے آسمان سے
مکہ میں اور تھوڑے مومنوں کی جماعت سے صبح کی نماز پڑھینگے
پھر نکلیں گے دجال سے جنگ کرنے کیلئے اُن مومنوں کے
ساتھ جو آپکی صحبت میں رہینگے تا آخر حکایت پس مقصود بیان
یہ ہے کہ عبارت مذکورہ متعارض ہوگئی اس سے جو کہتے
ہیں کہ مہدیؑ تمام زمین کو داد و عدل سے معمور کریگا اور مہدیؑ
بادشاہ ہوگا اور نماز پڑھیگا عیسیٰؑ کے ساتھ لشکر میں حالانکہ
اس حدیث میں مہدیؑ کے نماز پڑھنے کی قید نہیں اسلئے
کہ حدیث مطلق ہے پس جس نے مقید کیا حدیث کو مہدیؑ
سے رسول اللہؐ کی عبارت کے بغیر تو اپنی ذات کو جہالت
میں ڈالا اور اسلئے کہ علماء سلف نے بھی جب اجماع کیا
تو حدیث کو مہدیؑ کے نام سے مقید نہیں کیا پس مہدیؑ
اور عیسیٰؑ کے جمع ہونیکا قول حجت نہوگا بلکہ وہ قول باطل
ہے اس لئے کہ اگر مہدیؑ بادشاہ ہوگا خروج دجال کے
وقت تو دجال تمام زمین کا بادشاہ نہوگا پس ان لوگوں
کو چاہئیے کہ اپنے ضعیف اقوال سے رجوع کریں اور اپنے
گمانی باتوں سے رسول اللہؐ پر بہتان لینے سے توبہ کریں
اسلئے کہ حدیث حسان سے کوئی حدیث اگر اس
معنی میں وارد بھی ہوجائے تو ان لوگوں پر واجب ہے
کہ اس کو معدوم تصور کریں بہ سبب متعارض ہونے
حدیث حسان کے حدیث صحاح سے اور یہ بات
علماء سلف کی متفقہ ہے میں عنقریب ان کے
اقوال کو بر محل ذکر کرونگا اگر چاہے اللہ تعالیٰ اور
جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مہدیؑ مشرق سے مغرب اور
جنوب سے شمال تک داد و عدل سے زمین

صحيح لم يخالف كتاب الله ولقد رما
ظهر من الذى ادعى بانه المهدى
الموعود فى اخر الزمان وهو يصلح
لذلك الدعوىٰ باكثر الحجج الواضحة
والبراهين اللائحة ومنها قوله ؑ
المومن لا يكذب ويكون ولايته
ظاهرة بحيث لا ينكر على ولايته كثير
من الناس ثم يدعى بالحجة باتباع
القرآن والنبیؐ بتعليم الله وبامره باظهار
المهدية ولانه هو ولى على بينة من
ربه كما ذكر فى تفسير الديلمى فى قوله
تعالىٰ افمن كان على بينة من ربه
الاية قال فاما الذى على بينة من
ربه فهو النبى ثم الولى الذى يستفر
من الله تعالىٰ ما اشكل عليه فيجيبه
ربه جل وعلا ويسمع منه فهو على
بينة من ربه ومن شروط اللازمة
بعضها ما ذكرنا فى صلاحية الامامة و
غيرها وان يصلح له اسم المهدیؑ لغة
كما صلح فى حق الخلفاء الراشدين

صحیح ہے کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف نہیں ہوتی اور تمسک
کرتے ہیں اس چیز سے جس قدر کہ ظاہر ہوئی اُس ذات
سے جسنے دعویٰ کیا کہ وہ مہدی موعود آخر الزماں ہے اور وہ
صلاحیت رکھتا ہے اس دعویٰ کی اکثر واضح حجتوں اور روشن
دلیلوں سے اور منجملہ ان دلائل کے یہ ہے کہ فرمایا نبیؑ نے
کہ مومن جھوٹ نہیں کہتا اور اس کی ولایت ظاہر ہونے
کے ساتھ اس حیثیت سے کہ اکثر لوگ اسکی ولایت کا انکار
نہیں کرتے پس وہ دعویٰ کرتا ہے حجت سے قرآن اور
نبیؐ کی اتباع کی اللہ کی تعلیم سے اللہ سے اظہار مہدیت
کا حکم پاکر اور اس وجہ سے کہ وہ ولی ہے حجت پر ہے
اپنے رب کی طرف سے چنانچہ ذکر کیا گیا تفسیر دیلمی
میں فرمان خدا افمن کان علی بینة الخ (آیا پس جو
شخص کہ ہو حجت پر اپنے پروردگار کی طرف سے) کے تحت
کہا (مفسر نے کہ) جو شخص پروردگار کی طرف سے روشن دلیل
پر ہو پس وہ نبیؑ ہے پھر ولی ہے وہ ولی کہ اللہ تعالیٰ سے
اطمینان حاصل کرتا ہے اس چیز کے متعلق جس کا کشف اس کو
مشکل نظر آئے پس جواب دیتا ہے اس کو اس کا پروردگار کہ
بزرگ برتر ہے اور وہ سنتا ہے اپنے پروردگار کے جواب کو پس وہ
ولی حجت پر (ولایت پر) ہے اپنے پروردگار کی طرف سے جو
شرائط کہ مہدیؑ کی ذات کیلئے لازم ہیں انہیں سے بعض شرائط کا

ے اگر کہا جائے کہ مفسر نے علیٰ بینة من ربه کی تفسیر فهو النبی ثم الولی (پس وہ نبی ہے پھر ولی ہے) جو کی ہے فرمان مہدیؑ کے
خلاف ہے تو کہا جاتا ہے کہ مفسر نے امامؑ کی بعثت سے برسوں پہلے یہ تفسیر کی ہے لہذا امامؑ کے فرمان کی مخالفت لازم آتی ہے کہنا صحیح نہیں اگر مفسر
امامؑ کی بعثت کے بعد یہ تفسیر کرتا تو مخالفت لازم آتی ہے کہنا صحیح ہوتا اس تفسیر سے تو مفسر کا صاحب کشف ہونا ظاہر ہوتا ہے اس لیئے کہ
اس نے امامؑ کی بعثت سے برسوں پہلے یہ شہادت دی ہے کہ جسطرح نبیؐ اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر تھے اسی طرح ثم
الولی یعنی المهدی الموعودؑ بھی اللہ کی طرف سے روشن دلیل پر ہونگے اور حضرت مہدیؑ گروہ نے بھی مفسر کے قول مذکور کو ماننے التقلید

پیش نہیں فرمایا ہے

فیهما من غریب وضعیف فثبت بهذا النقل ان من الحسان اصحها لم تبلغ غایة شرط الشیخین فی علو درجة من صحة الاسانید ودونها ما یکون من غریب وضعیف فلا یصلح فی کلا الوجهین للحکم قطعا فان قلت الست تمسکت بالحسان فیما مضی انه قال کیف تهلک امة انا فی اولها وعیسیٰ فی اخرها والمهدی من اهل بیتی فی وسطها قلت تمسکت بالصحیح وهو قوله ع هل سمعتم بمدینة جانب منها فی البر وجانب منها فی البحر الحدیث وایدته بالحسن لتوافق معناهما فی وجه التائید فما توافق الحسان بالصحاح فهو فی معناه والثانی ان التمسک بالحسان لمعارضة احادیثهم الحسانیة حتی یقابل الحسان بالحسان فیسقط ویبقی الحکم علی الصحاح الراجح للقانون الاصولی اذا تعارضت الدلیلان تساقطان ویبقی الحکم علی الراجح وان سلمنا بان الحسان معمولة نقلنا لا نحسن معانیها الا ما وافق کتاب اللّٰه تعالیٰ لقوله ع ما روی لکم عنی حدیثا فاعرضوه علی کتاب اللّٰه تعالیٰ فما وافق فاقبلوه وما خالف فردوه او حدیثا

ثابت ہوا کہ حدیث حسان سے وہ حدیث کہ جسکی صحت صحت اسناد کیساتھ بلند درجہ میں بخاری و مسلم کی غایت شرط کو نہیں پہنچی اور ان کے سوا وہ حدیث ہے جو غریب و ضعیف ہے پس احادیث حسان ان دونو وجہوں سے حکم قطعیت کی صلاحیت نہیں رکھتی ہیں۔ اگر کہے تو کہ کیا تو نے تمسک نہیں کیا ہے حدیث حسان سے گذشتہ بیان میں کہ آنحضرت نے فرمایا کیونکر ہلاک ہوگی امت میں اس کے اول میں ہوں اور عیسیٰ اس کے آخر میں ہے اور مہدی میری اہلبیت سے اسکے وسط میں ہے میں جواب میں کہتا ہوں کہ میں نے حدیث صحیح سے دلیل لی ہے وہ یہ ہے فرمایا ع نے کہ کیا تمنے ایسا شہر سنا ہے جسکی ایک جانب جنگل میں ہے اور ایک جانب دریا میں الخ اور اس صحیح کو میں نے حدیث حسن سے تائید دی ہے بسبب موافقت ہونے ان دونو کے معنی میں وجہ تائید میں اور جو حدیث حسن کہ موافق ہو حدیث صحیح کے پس وہ معنی میں حدیث صحیح کے ہے۔ جواب دوم یہ ہے کہ تمسک کرنا حدیث حسان کا خصم کے پیش کردہ احادیث حسان کے معارضہ کیلئے ہے تا کہ مقابلہ کیا جاوے حسان کا حسان سے تو دونو ساقط ہوجائینگی اور باقی رہیگا حکم صحاح پر کہ راجح ہے قانون اصول سے کہ جب متعارض ہوں دو دلیل تو دونوں ساقط ہوجائینگی اور باقی رہیگا حکم راجح پر۔ اگر ہم حدیث حسان کے تمسک کو سلامت رکھیں تو کہتے ہیں کہ ہم حسان کا معنی نہیں کرتے مگر کتاب اللہ کے موافق بفرمان رسول ع کہ تم سے جو روایت کی جاوے تم اس کو کتاب اللہ سے مقابلہ کرو اور جو موافق ہو اس کو قبول کرو ورنہ رد کرو۔ اور تمسک کرتے ہیں حدیث

المهدی الموعود فی اٰخر الزمان ولم
یثبت انهم کانوا مهدیئین وسیاتی
بیانه فی محله انشاء الله تعالیٰ ثم
المهدیة لا یقتصر بمجرد توافق الاسماء
والکنی بل له وجوه اخر فمنها ماذکرته
قبل ومنها ماسنذکرہ فی محله انشاء
الله تعالیٰ ومن ضروریاته ان یکون
ولیا تابعا لرسول الله کمال الاتباع
محضا فی الامور الدینیة لقوله علیه
السلام انه یقفو اثری ولا یخطی ای
یتابعنی کل المتابعة وهو فیما استخلف
فیه وهو اظهار علم الاحسان وان
یکون دعوته التی یدعو بها الخلق
الی الله تعالیٰ خالصا لله لا لغرض
الدنیا ومن ان یکون صاحب تاثیر
فی دعوته حتی ینشأ للخلق بکلامه
اشتیاق الی الله تعالیٰ وفی صحبته
یجذب الوارد منه ویزید محبة الله
تعالیٰ فی القلوب والتمنی فی البصیرة
والرویة والتجلیات والمشاهدات
ویحصل جلاء القلوب فی کل لحظة
ولمحة ویکشف له اسرار کتاب الله
تعالیٰ ودعوته تکون موافقة للکتاب
من حیث الشرائع والمعارف ویتبادر
الناس الی ترک الدنیا لصحبته ویرجع

تو پھر ظہور آخر تیرے لئے کیسے حجت ہوگا میں کہتا ہوں کہ حدیث
تو مہدی موعود آخر الزماں کے حق میں ظاہر ہونیکا حق رکھتی ہے
اور اُن لوگوں کا مہدی ہونا ہی ثابت نہیں ہوا اس کا بیان
قریب میں اسکے محل پر آئیگا اگر چاہے اللہ تعالیٰ اور محض نام
اور کنیت کی موافقت سے مہدیت ثابت نہیں ہو جاتی بلکہ اس
کیلئے دوسرے وجوہ بھی ہیں انمیں کے بعض وجوہ کا ذکر میں
نے پہلے کر دیا ہے اور بعض کا ذکر اُن کے محل پر کرونگا انشاء
اللہ تعالیٰ اور مہدیؑ کے ضروریات سے یہ ہیکہ وہ محض دینی امور
میں رسول اللہؐ کی کامل متابعت کرنیوالا ولی ہو رسولؑ کے
قول سے کہ مہدی میرے قدم بہ قدم چلیگا خطا نہیں کریگا
یعنی میری کامل متابعت کریگا اور وہ متابعت کرنا اس چیز
میں ہے جس کیلئے وہ خلیفہ بنایا گیا ہے اور وہ چیز علم احسان
کو ظاہر کرنا ہے اور یہ کہ اسکی دعوت (متابعت کرنی ہوگی وہ
متابعت کہ) جسکے ذریعہ مخلوق کو اللہ کی طرف بلائے خالص
اللہ کیلئے ہو نہ کہ دنیوی اغراض کیلئے اور اُن وجوہ سے یہ ہیکہ
مہدیؑ اپنی دعوت میں صاحب تاثیر ہوگا یہاں تک کہ مخلوق کو
اس کے کلام و بیان کے سننے سے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا
شوق پیدا ہوگا اور اُسکی صحبت میں آنیوالے کو جذبہ ہوگا اور
اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں زیادہ ہوگی اور بینائی دیدار
تجلیات و مشاہدات کی آرزو ہوگی اور ہر لمحہ اور ہر لحظہ
دلوں میں روشنی حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے
اسرار اس پر منکشف ہوں گے اور اس کی دعوت شرائع
و معارف کی حیثیت سے کتاب اللہ کے موافق ہوگی
اس کی صحبت کی تاثیر سے لوگ ترک دنیا کی جلدی کرینگے
اور مخلوق خالق کی طرف رجوع ہو جائیگی بجز اس شخص

المهدئيين وكما صلح في حق السبطين
كما هو في الحديث المشهور وان يدعى
بانه المهدى الموعود في أخر الزمان
في صحو وامر عليه حتى يموت وان يكون
من اولاد فاطمة بنت رسول الله صلعم
لتواتر الاخبار واجماع السلف عليه
واما ما يقال فيه بان يكون اسمه اسم
رسول الله واسم ابيه اسم ابيه و
كنيته كنيته في بعض الروايات
فهو بعد الظهور من الذى ادعى على
هذه الصفة يكون من شروطها
اللازمة لانه ثبت بالحسان الغير
المتواتر معنىً والثابت بما في خبر
الغيب بعد الظهور يصير صحيحا ثم
لا ينتظر ظهور أخر لان المجمل اذا فسره
الشارع لا يفتقر الى تفسير أخر وان كان
محتمل التفاسير الا ترى ان اٰية مسح
الراس كانت مجملة فلما فسرها
حديث مغيرة بن شعبة بالناصية لم
تفتقر الى تفسير أخر فان قلت بعض
الناس فيما مضى قد ادعوا المهدية
وهم كانوا بهذا الاسم فظهر معنى
الحديث في حق اولهم ثم لا ينتظر
ظهور أخر فكيف يكون ذلك حجة
قلت حق الحديث ان يظهر في حق

ذکر میں نے صلاحیت امامت وغیرہ (نبوت وولایت) کے
بیان میں کردیا ہے اور یہ بھی انہی شرائط سے ہے کہ اسم مہدی
اس کیلئے سزاوار ہو از روئے لغت جیسا کہ سزاوار ہے خلفاء
راشدین مہدیئین کے حق میں اور سبطین (حسن وحسین) کے
حق میں اور یہ بات حدیث میں مشہور ہے۔ اور یہ کہ مہدی آخر
زمانہ میں اپنے مہدی موعود ہونے کا دعوی حالت ہشیاری
میں کرے اور رحلت تک دعوی پر مصر رہے اور یہ کہ مہدی فاطمہ
بنت رسول اللہ ؐ کی اولاد سے ہو بسبب متواتر ہونے احادیث کے
اس باب میں اور اس پر اجماع سلف ہونے کی وجہ سے اور مہدی ؑ کے
حق میں یہ جو کہا جاتا ہے کہ مہدی ؑ کا نام رسول اللہ ؐ کا نام ہوگا اور
مہدی ؑ کے باپ کا نام رسول ؐ کے باپ کا نام ہوگا مہدی ؑ کی کنیت
رسول ؐ کی کنیت ہوگی بعض روایتوں میں پس وہ چیز اس شخص
سے ظاہر ہونے کے بعد جو اس صفت پر دعوی کیا ہے تو وہ صفت
اسکے شروط لازمہ سے ہوگی اسلئے کہ وہ از روئے معنی غیر متواتر حدیث
حسان سے ثابت ہوئی ہے اور جو چیز حدیث حسان سے خبر غیب میں
ثابت ہوتی ہے ظاہر ہونے کے بعد صحیح ہو جاتی ہے پھر اس کے ظہور
کا دوسرے بار انتظار نہیں کیا جاتا اس لئے کہ مجمل کی تفسیر شارع
کی طرف سے ہو جاتی ہے تو مجمل دوسری تفسیر کا محتاج نہیں رہتا
اگرچہ کئی تفاسیر کا احتمال رکھتا ہو۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ
مسح سر کی آیت مجمل تھی پس جب مغیرہ ابن شعبہ کی حدیث
سے اس آیت کی تفسیر ناصیہ سے ہوگئی تو وہ مجمل آیت دوسری
تفسیر کی محتاج نہ رہی پس اگر کہے تو کہ گذشتہ زمانہ میں بعض نے
مہدیت کا دعوی کیا ہے اور ان کا نام بھی تمہارے مہدی کے نام
کے جیسا تھا پس سب سے پہلے مدعی کے حق میں حدیث کا
معنی ظاہر ہوچکا پھر دوسرے کے ظاہر ہونے کا انتظار نہیں کیا جائیگا

الذین یدعون ربھم بالغداۃ و العشی یریدون وجھہ الی قولہ من الظالمین وقولہ تعالیٰ ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ الی قولہ بھتانا واثما مبینا۔ فالمراد بقولہ یوذون اللہ ای یوذون اولیاء اللہ کما ذکر فی المدارک فی تفسیر قولہ تعالیٰ انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ ای اولیاء اللہ وفی الحدیث یقول اللہ من اھان ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ ومنہ قولہ علیہ السلام حاکیا عن اللہ تعالیٰ من عاد ولیا فقد اذنتہ بالحرب وانا اغضب لاولیائی کما یغضب اللیث لجردہ واما الامر فی مصاحبۃ الاولیاء فقولہ تعالیٰ واصبر[1] نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ الاٰیۃ وقولہ علیہ السلام حاکیا عن اللہ تعالیٰ اولیائی

جزء ۷ رکوع ۱۲

جزء ۲۲ رکوع ۴

جزء ۶ رکوع ۹

جزء ۱۵ رکوع ۱۶

اللہ نے دنیا اور آخرت میں۔ یہ آیت بھتانا و اثما مبینا تک ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے قول "اللہ کو ایذا دیتے ہیں" کی مراد یہ ہے کہ اللہ کے اولیاء کو ایذا دیتے ہیں جیسا کہ تفسیر مدارک میں اللہ تعالیٰ کے قول "پس انکی سزا جو اللہ اور رسول سے لڑتے ہیں" کی تفسیر اولیاء اللہ سے لڑتے ہیں کی گئی ہے اور حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے ولی کی اہانت کی پس تحقیق کہ اس نے مجھسے جنگ کرنے کی جسارت کی۔ اور بعض ان احکام سے نبیؐ کا وہ قول ہے جس کی حکایت منجانب اللہ کی ہے کہ جو شخص عداوت رکھا ولی سے پس وہ مجھ سے جنگ کرنے کو آمادہ ہوا ہے اور میں اپنے اولیاء کیلئے ایسا ہی غضبناک ہوتا ہوں جیسا کہ شیر اپنے بچہ کیلئے غضبناک ہوتا ہے اور اولیاء کی صحبت میں رہنے کا حکم اللہ تعالےٰ کا یہ قول ہے کہ اور تھام رکھ اپنے آپ کو اور صبر کر اُن کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو صبح اور شام چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی ذات کو الخ اور آنحضرتؐ نے منجانب اللہ حکایت فرمائی ہے کہ۔ میرے اولیاء میری قبا میں ہیں میرے سوا دوسرا اُن کو

[1] واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عیناک عنھم تریدی زینۃ الحیوۃ الدنیا تھام رکھ اپنے آپ کو اور صبر کر ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو صبح و شام چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی ذات کو اور نہ دوڑیں تیری آنکھیں ان سے کہ تو طلب کرنے لگے دنیاکی زندگانی کی آرائش کو ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھوٰہ وکان امرہ فرطا اور نہ اطاعت کر اس کی جسکے دل کو ہمنے غافل بنا دیا اپنے ذکر سے وہ تو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اس کا کام حد سے گذر گیا ہے۔

الخلق الی اللہ تعالی الا من ضل وکفر بان عاند معہ واستکبر فہذہ المعانی املاء القسط والعدل فی قلوب اہل الارض ولا یجری علی لسانہ شطط ولاخلاف کتاب اللہ تعالی لانہ خلیفۃ اللہ وخلیفۃ رسولہ صلی اللہ علیہما وسلم فی اظہار المعرفۃ والدعوۃ الیہا وان یکون بعثہ فی المائۃ العاشرۃ من الہجرۃ لیصدق علیہ اسم مہدی اخر الزمان حقیقۃ فانہ من کان شانہ کذلک لا یجوز تکذیبہ لما خالف فی علاماتہ شی مما ذکر فی الاحادیث الحسان لضعف اسانیدہا بنسبۃ الصحاح او الاقوال الواہیۃ من بعض السلف وقوۃ ما ذکرنا من الحجج القاطعۃ ما ورد النہی فی اہانۃ الولی وتکذیبہ فیما شرع لہ ان یقول والامر فی ملازمۃ صحبۃ الاولیاء منہ قولہ تعالی[1] ولا تطرد

کے جو گمراہ اور کافر ہو کر اس سے دشمنی و تکبر کرے پس اہل زمین کے دلوں کو داد و عدل سے بھر دینگے یہی معانی ہیں اور اسکی زبان سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خلاف کوئی بات ظاہر نہوگی اسلئے کہ مہدی معرفت کو ظاہر کرنے اور مخلوق کو خدا تعالیٰ کی معرفت کی طرف بلانے میں اللہ و رسول ؐ کا خلیفہ ہو اور اُسکی بعثت (موافق حدیث ان المہدی یظہر علی خمس وتسعمائۃ سنۃ) دسویں صدی ہجری میں ہوگی تو جب کہیں مہدی پر مہدی آخر الزمان کا نام حقیقۃً صادق آتا ہو (محض نام اور کنیت سے کوئی شخص مہدی آخر الزمان نہیں بنجاتا) کیونکہ جس کی شان اسطرح ہو اور اس کی تائید میں احادیث صحاح اور حجج قاطعہ کی قوت اور اہانت ولی اور اس کے اقوال شرعیہ کی تکذیب کی ممانعت اور صحبت اولیاء کی پابندی کا حکم ہوتے ہوئے احادیث حسان ضعیف الاسناد بہ نسبت صحاح اور بعض سلف کے کمزور اقوال کی بنا پر اس کی تکذیب جائز نہیں بعض اُن احکام سے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اور مت دور کر اُن کو جو اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں صبح و شام خدا تعالیٰ کی ذات چاہتے ہیں یہ آیت شریفہ من الظالمین تک ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر لعنت کی

---

[1] ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ ما علیک من حسابہم من شیء وما من حسابک علیہم من شیء فتطردہم فتکون من الظالمین اور مت دور کر اُن کو جو اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں صبح اور شام خدا تعالیٰ کی ذات چاہتے ہیں نہیں ذمہ پر تیرے انکی جوابدہی ہے اور نہ تیری جوابدہی ان کے ذمہ کہ اُن کو دھکے دینے لگے تو ہو جائیگا ظالموں سے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا ○ والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا۔ جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر لعنت کی اللہ نے دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے تیار کیا ہے ذلت کا عذاب اور جو لوگ ایذا دیتے ہیں مومن مرد اور عورتوں کو تہمت لگا کر بغیر اس کے کہ انہوں نے قصور کیا ہو تو انہوں نے بوجھ اٹھایا بہتان اور صریح گناہ کا۔ چنانچہ امامؑ نے فرمایا کہ از خدا جز خدا مخواہ (خدا سے خدا کی ذات کے سوا اور کچھ بھی مت مانگ)۔

التکلیفات علیه فان محمد بن الحسن
العسکری رضی الله عنه ما ادعی انه
مهدی آخر الزمان وان کان هو الاهل
لذلك وقد ذکر وانه اختفی فی الغار
لخوف من الاعداء وهو ابن اربع سنین وعند
البعض ابن اربع عشر سنین وسیظهر فی آخر الزمان
فیدعی المهدیة ولا نعلم ما حکمة الله تعالی
فی خفائه ولیس لهم علی هذا القول
حجة منه ولا من رسول الله صلی
الله علیه وسلم ولا من غیره ای شارع
کان بل هو خیالاتهم فلم یعتبر علیه
السلف منها ما ذکر فی شرح المقاصد
زعمت الامامیة من الشیعة ان محمد
بن الحسن العسکری اختفی خوفا من
الاعداء ولا استحالة فی طول عمره کنوح
ولقمان وخضر علیهم السلام وانکر
ذلك سائر الفرق لانها ادعیت امرا
مستبعدا جدا اذ لم یعهد فی هذه
الامة مثل هذه الاعمار من غیر
دلیل علیه من العبارات والاشارات
من النبی علیه السلام ولان اختفاء
امام هذا القدر من الانام بحیث
لا یذکر منه الا الاسم بعید جدا
ولان بعثه مع الاختفاء عبث اذا
المقصود من الامامة اقامة الشرع بعة

مگر دعوی سے اُس شخص کے دعوی سے جو دعوی کی
صلاحیت رکھتا ہے ایسی حالتیں کہ اس پر تکلیفات
شرعی واجب ہوں (زمانۂ بلوغ میں دعوی کرے) پس
تحقیق کہ محمد بن عسکری نے مہدی آخر زماں ہونیکا دعوی
نہیں کیا گو وہ شیعہ و زعم میں دعوی کی زیادہ صلاحیت
رکھتے تھے اور شیعہ کہتے ہیں کہ محمد بن عسکری چار سال
کی عمر میں دشمنوں کے خوف سے غار میں چھپ گئے
اور بعض کے نزدیک چودہ سال میں اور ظاہر ہوں گے
آخر زمانہ میں اور مہدیت کا دعوی کریں گے ہماری سمجھ
میں نہیں آتا کہ انکو چھپا رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت
ہے اور شیعہ کیلئے ان کے اس قول پر کوئی حجت نہیں ہے خدا
سے نہ رسولؐ سے اور نہ غیر رسولؐ یعنے کسی شریعت پر
چلنے والے سے بلکہ یہ شیعہ کے ذاتی خیالات ہیں علماء
سلف کے پاس انکا کوئی اعتبار نہیں بعض ان خیالات
سے جو ذکر کئے گئے شرح مقاصد میں ہے کہ شیعہ میں امامیہ نے
گمان کیا ہے کہ محمد بن عسکری دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ
ہو گئے اور انکی عمر نوح لقمان اور خضر علیہما السلام کی طرح
دراز ہونا محال نہیں اور ان کے اس گمان کا انکار کیا ہے
تمام فرقہ والوں نے اس لئے کہ امامیہ نے ایک بہت
امر بعید کا دعوی کیا ہے جبکہ اس امت میں سید حسن عسکری کی
کی عمر مقرر نہوئی ان کی عمروں کی طرح بسبب نہونے
دلیل کے نبیؐ کی عبارت اور اشارت سے اسلئے کہ پوشید
رہنا امام کا اسقدر کہ نام کے سوا کسی قسم کا ذکر ہی
نہ کیا جائے تو یہ بعید از عقل ہے اور اس لئے کہ انکو
پوشیدہ رہنے کیلئے مہدی بنا کر بھیجنا فعل عبث ہے کیونکہ

تحت قبائي لا يعرفهم غيري ثم
مبدأ الانكار على مثل هذا الولي فيما
يمكن ان يشرع القول كفر لقوله تعالى
فمن اظلم ممن كذب على الله وكذب
بالصدق اذ جاءه اليس في جهنم مثوى
للكافرين والذي جاء بالصدق و
صدق به اولئك هم المتقون فان
(جزء ۲۴ رکوع ۱)
تكذيب الصادق الحاكي عن الله كفر
وعلامة الصدق تقواه وتقواه من
صدقه فهو الولي الصادق في
الاصطلاح قال الله تعالى فلما جاءهم
ما عرفوا كفروا به واما ما اقتصروا
على محمد بن العسكري فهو من مسالك
الشيعة لاسيما الامامية منهم ولو يشبه
احد من علماء اهل السنة والجماعة
ولا من سائر الفرق لانه ليس في عبارة
ولا اشارة من رسول الله عليه السلام
ولا من غيره من الصحابة والتابعين
وائمة السلف رضوان الله عليهم
اجمعين بل اطلقوها على واحد من
اولاد فاطمة بنت رسول الله صلى الله
عليه وسلم لان اقوال الشيعة تعالف
بعض الاحاديث ولا حجة لهم اصلا
فان المهدية لا يثبت الا بالدعوى
عمن يعلم له في حالة وجوب

نہیں پہچانتا پس اس قسم کے ولی کے قول کا جسکے
شرعی ہونے کا امکان ہو، انکار ظاہر کرنا کفر ہے
اللہ تعالیٰ کے قول سے کہ پھر اس سے بڑھکر ظالم کافر
کون جس نے جھٹلایا اللہ کو اور جھٹلایا سچ کو جو آئی اس
کے پاس کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے اور
جو سچ بات لیکر آیا اور جس نے اس کو سچ مان لیا تو
وہی لوگ متقین ہیں پس تحقیق کہ منجانب اللہ حکایت
کرنے والے صادق کو جھٹلانا کفر ہے اور سچائی کی علامت
اس کی پرہیزگاری ہے اور اس کی پرہیزگاری اسکی
سچائی سے ہے پس وہ ولی بزرگان صاحب کمال
کی اصطلاح میں ولی صادق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ پس جب آئی ان کے پاس وہ چیز جس کو وہ پہچانتے
تھے انہوں نے اس کا انکار کر دیا ولیکن مہدیت
کو محمد بن عسکری سے مقرر کرنا پس وہ شیعہ کے طریقہ
سے خصوصا امامیہ کے طریقہ سے ہے جو شیعوں میں
سے ہیں اور علماء اہل سنت وجماعت سے کسی
نے بھی محمد بن عسکری کے مہدی ہونے کا شبہ نہیں کیا اور
نہ دوسرے فرقوں سے کسی نے شبہ کیا اس لئے کہ
نہ رسول ؐ کی عبارت ہے اور نہ اشارت اور نہ غیر
رسول ؐ یعنے صحابہ تابعین اور ائمہ سلف رضوان اللہ علیہم
اجمعین کی عبارت ہے اور نہ اشارت بلکہ علماء سنت و
جماعت نے فرزندان فاطمہ رض بنت رسول اللہ ؐ سے ایک
فرزند پر مہدیت کا اطلاق کیا ہے اس لئے کہ
شیعہ کے اقوال بعض احادیث کی مخالفت کرتے ہیں انکے
لئے ہرگز کوئی حجت نہیں ہے پس مہدیت ثابت نہیں ہوتی

اعتقادهم فی املاء الجمع او الاکثر و
الثالثة یملاء الارض بضم اللام من حد
صغر کونه ملیأ بنفسه ای قویا عادلا
بالطبع من غیر نظر الی ان یعدل علی
غیره اولا وهذه لا یجوز علیه لانه
معصوم بالدلائل کما کان متبوعه علیه
السلام اولا ای یکون فی الارض
ملیا قویا بالطبع بالقسط والعدل قوله
علیه السلام کما ملئت جورا وظلما
ای کما خلق بعض اهل الارض
اقوی علی الجور والظلم بالطبع اما
ما دل علی عدم املاء الجمع او الاکثر
فهو علی معنی کتاب الله تعالی وسیاتی
بیانه انشاء الله تعالی ثم البحث
فی هذا الباب مذکور فی وجه التشبیه
فاعلم ان وجه التشبیه لا یخلو اما ان
یکون کیفیة العدل والجور او کمیتهما
ثم الکمیة علی نوعین کمیة نفس الاملا
او کمیة الافراد المملوء فیها الجور اما
الاول فمسلم من غیر نظر الی فرد او
جمیع الافراد المملؤ فیها الجور فعند
الخصم التشبیه فی کمیة الافراد المملوء
فیها الجور ای کما ملاء الجور والظلم فی
الارض ای افراد اهلها یملاء المهدیؑ
العدل بالقهر والغلبة فی جمیع افراد

کامل بھی باقی نہیں رہتا اور تیسری عبارت یملُأ کے
لام کے پیش سے 'بھر جائیگی زمین عدل سے یعنی مہدی بچپن
ہی سے عدل سے بھرا ہوا ہوگا یعنے اپنے غیر پر عدل کرتا ہو
یا نہیں اسکے ملاحظہ کے بغیر بالطبع قوی عادل ہوگا اور یہ بات
مہدیؑ کیلئے جائز نہیں (اسلئے کہ خود پر عدل کرنا اسوقت
ہوگا کہ جور وظلم کے کام جو کرتا ہے اس کو چھوڑ کر دینی امور
اختیار کرے) حالانکہ مہدیؑ دلائل سے ایسا ہی معصوم ہو
جیسا کہ اُسکے متبوع (رسولؑ) اول معصوم تھے یعنی مہدیؑ
زمین میں بالطبع قوی داد و عدل سے بھرا ہوا ہوگا بقول
رسولؑ جیسی کہ زمین از روی جور وظلم کے بھری گئی یعنے جیسا
پیدا کئے گئے بعض اہل زمین بالطبع زیادہ قوی جور اور
ظلم پر لیکن جو چیز کہ تمام یا اکثر زمین کے نہ بھرنے پر
دلالت کرتی ہے پس وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا معنی ہے
اس کا بیان قریب میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ پس جو
بحث اس باب میں مذکور ہوئی وہ وجہ تشبیہ میں ہے
پس جان کہ وجہ تشبیہ دو حال سے خالی نہیں یا تو عدل
وجور کی کیفیت میں ہوگی یا ان دونوں کی کمیت (مقدار)
میں ہوگی پھر کمیت کی دو قسمیں ہیں نفس املاء کی کمیت
ہوگی یا افراد کی کمیت ہوگی جنمیں جور بھر گیا ہے لیکن
اول یعنی نفس املاء ایک فرد یا تمام افراد میں جور بھرے
جانے پر نظر کرنے کے بغیر مسلّم ہے اور خصم کے پاس
تشبیہ افراد کی مقدار میں ہے جن میں جور بھر گیا ہے
یعنے جیسا کہ ظلم وجور بھر گیا ہے زمین میں یعنے اہل
زمین میں ویسا ہی بھر دیگا مہدیؑ عدل کو قہر و غلبہ و
تمام اہل زمین میں مشرق سے مغرب اور جنوب سے

وحفظ النظام ودفع الجور ونحو ذلك
ولو سلم فكان ينبغي ان يكون ظاهر
لا يظهر دعوى الامامة كسائر الائمة
من اهل البيت استظهر به الاولياء
وانتفع به الناس ولان اولى
الازمنة بالظهور هو هذا الزمان
بالقطع واليقين بانه يتسارع الى
الانقياد له والاجتماع معه النسوان
والصبيان فضلا عن الرجال والابطال
فثبت بهذا النقل ان انتظاره عبث
ثم انا رجعنا الى بيان ما استدلوا
بقوله عليه السلام يملاء الارض
قسطا وعدلا قالوا بان اللام في الارض
للاستغراق فيملاء الارض من مشرقها
الى مغربها وجنوبها الى شمالها بالقسط
والعدل قلنا للحديث ثلاث عبارات
وكل واحدة منها تنبيه الى شئ آخر
اما العبارة الاولى فهي ان تضاف
املاء الكل او الاكثر بفعل المهدي ع
والثانية ان يضاف الاملاء الى قدرة
الله تعالى في زمان المهدي ع من
غير نظر الى فعل المهدي ع وكل واحدة
منهما تخالف النقل اي كتاب الله و
الحديث الصحيح والعرف من حيث
اعتقدوه ولم يبق معموله بحسب

امامت کا مقصود شریعت کو قائم کرنا دین و احکام کی آراستگی
کی حفاظت ظلم کو دور کرنا اور اسکے مانند ہے اور اگر اسکے
وجود کو تسلیم کرلیا جائے تو ان کو ظاہر ہونا چاہئیے
تھا دعوی امامت کے بغیر تو لوگ ائمہ
اہل بیت کیطرح ان سے بھی نفع اٹھاتے اور اولیا مدد پاتے اور
اسلئے کہ قطعاً و یقیناً تمام زمانوں میں پسر عسکری کے ظہور
کا بہترین زمانہ تو یہی ہے تاکہ مردوں اور بہادروں
کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی اس کے مطیع ہوتے
اور اس کے پاس جمع ہونیکی جلدی کریں پس اس نقل
سے ثابت ہوا کہ پسر عسکری کا انتظار بالکل عبث ہے۔ اب
ہم منکرین کے اس بیان کیطرف رجوع کرتے ہیں جو وہ فرمان
رسول ع "مہدی ع زمین کو داد و عدل سے بھر دیگا" سے استدلال
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الارض میں لام استغراق کیلئے
ہے پس مہدی ع داد و عدل سے زمین کو مشرق سے
مغرب اور جنوب سے شمال تک بھر دیگا۔ ہم کہتے ہیں
کہ حدیث کیلئے تین عبارتیں ہیں اور ان میں کی ہر ایک
عبارت ایک دوسری شئی کی طرف اشارہ کرتی ہے
لیکن پہلی عبارت یہ ہے کہ تمام یا اکثر زمین کے بھرنیکی
اضافت مہدی ع کی طرف کی جائے اور دوسری وہ ہے
کہ زمین کو بھرنیکی اضافت مہدی ع کے زمانہ میں مہدی ع
کے فعل پر نظر کئے بغیر اللہ تعالی کی قدرت کی طرف
کی جائے اور ان دونوں عبارتوں میں سے ہر ایک
عبارت منکروں کے اعتقاد کی رو سے نقل یعنی کتاب
اللہ حدیث صحیح اور عرف عام کی مخالفت کرتی ہے اور
ان کے اعتقاد کے موافق تمام یا اکثر زمین کے بھرنے

من الكتاب والسنة لما سنذكره فلزم الصرف الى المجاز العرفي وهو البعض المطلق واستعملت الحقيقة في كيفية الاملاء من غير تعذر وتجهم فوجب العمل به وهذا من اخص الشرائط لثبوت المهدية دون كونه اميراً ذا قهر وغلبة في جميع العالم او اكثره لموانع اذكرها انشاء الله تعالىٰ فعلى هذه المقدمات اقوال اما العبارتان الاوليان فانه عليه السلام شبه القسط والعدل بالجور والظلم فاملاء الجور في بعض الارض ثابت ابد القوله عليه السلام لا تزال طائفة من امتي يقاتلون على الحق ظاهرين الحديث فان كون بعض الناس على الحق ابد اتبين بان بعضها على الباطل ابد ابديان الضرورة والباطل هو الظلم لانه وضع الشئ في غير موضعه والبعض مطلق فلزم ان يكون املاء القسط والعدل في بعض المطلق كميته فلم يبق وجه للاستغراق في العبارتين لان المطلق ادنى ما يتمكن به اداء الفعل او الامر او اي شئ يطلق عليه وهذا خلاف ما اعتقدوه من املاء

املاء الجمع اور الاكثر کے معنی میں آیاتِ قرآن وحدیث رسولؐ سے چنانچہ میں اس کا ذکر کروں گا قریب ہیں۔ پس املاء العدل کے معنی کو مجاز عرفی کی طرف پھیرنا لازم ہوا وہ بعض مطلق ہے (بھرنا بعض اہل زمین میں تھوڑے ہوں یا بہت) اور استعمال کی جائے گی حقیقت بھرنے کی کیفیت میں بغیر عذر و منع پس اس پر عمل کرنا واجب ہے اور یہ وجہ ثبوت مہدیت کیلئے خاص ترین شرائط سے ہے بغیر اس کے کہ ہووے مہدیؑ صاحب قہر وغلبہ تمام عالم یا اکثر عالم میں موانعات کے سبب سے میں اس کا ذکر کرونگا انشاء اللہ تعالےٰ پس ان مقدمات پر اقوال ہیں لیکن وہ دو عبارتیں جو مذکور ہوئیں پس تحقیق کہ پیغمبرؐ نے تشبیہ دی ہے داد و عدل کو جور وظلم سے بھرنے میں جور کے بعض زمین میں ثابت ہے ہمیشہ کیلئے بدلیل قولؐ ہمیشہ رہے گی ایک جماعت میری امت سے حق پر لڑنے والی غالب رہیگی الخ پس بعض لوگوں کا ہمیشہ حق پر ہونا بعض لوگوں کے باطل پر ہمیشہ ہونیکو ظاہر کرتا ہے ضرورت کے لحاظ سے اور جو باطل ہے وہ ظلم ہے کیونکہ ظلم کا معنی ایک چیز کا رکھنا ہے اسکے غیر مقام پر اور بعض جو حدیث میں مذکور ہے مطلق ہے قلت وکثرت کو شامل ہے پس لازم ہوا یہ کہ ہووے بھرنا داد و عدل کا بعض مطلق میں از روی کمیت پس باقی نہ رہی وجہ استغراق دونو عبارتوں (کیفیت و کمیت) میں جو اوپر مذکور ہوئیں اس لئے کہ مطلق سے کم سے کم جو چیز ثابت ہوتی ہے فعل یا امر کی ادائی ہے یا ہر وہ چیز جس پر اطلاق کیا جاوے اور

اهلها من شرقها الی غربها ومن جنوبها
الی شمالها فمن لا یکون بهذه الصفة
لا یکون مهدیا وان ادعی لا یصدقه
فی دعواه وقال المحققون التشبیه فی
الکیفیة بتمامها بالحقیقة وفی الکمیة
من وجه دون وجه فبای الکیفیة
یقال کما تمکن الظلم والجور فی قلوب
اهل الارض بالقوة کذلک یتمکن
العدل بدعوة المهدی الی الله تعالی
وهو یدل علی انه یکون صاحب
التاثیر فی القول والصحبة لیتبادر الناس
الی ترک الدنیا بصحبته والتجرد عن
الشهوات والزخارف ویفوضون
بتفویض الامور الی الله تعالی والتوکل
علیه وسائر الامور المفروضة فی طلب
الله تعالی من الاخلاق المحمودة لا
لظهور القهر والغلبة لان المهدی
علیه السلام شرطه ان یکون ولیا
بحیث لا ینکر علی ولایته اکثر الناس
لانه خاتم ولایة محمد علیه السلام و
الاحق للولایة هو التاثیر لا القهر و
الغلبة فعلم به ان الاملاء تاثیر
دعوته فی قلوب اهل الارض وقد
تعذرت الحقیقة وتجوزت الکمیة
فی املاء الجمع او الاکثر بالنصوص

شمال تک پس جسمیں یہ صفت نہ ہوگی وہ مہدی نہ ہوگا اگر وہ
مہدیت کا دعوی کرے تو اُسکے دعوی کی تصدیق نہیں کیجائے
گی ۔ اس اعتراض کا جواب محققوں نے یہ دیا ہے کہ
تشبیہ جو کیفیت میں ہے بجمیع وجوہ حقیقت میں ٹھیک
ہوتی ہے اور تشبیہ جو کمیت میں ہے ایک وجہ سے
ٹھیک ہوتی ہے بجمیع وجوہ ٹھیک نہیں ہوتی پس کیفیت کی
تشبیہ میں کہا جاتا ہے کہ جیسا کہ قرار پایا ہے ظلم و جور اہل
زمین کے دلوں میں قوت کیساتھ اسیطرح قرار پائے گا
عدل اُنکے دلوں میں مہدیؑ کی دعوت الی اللہ کے سبب سے
اور یہ بات اسبات پر دلالت کرتی ہیکہ مہدیؑ اپنے
قول و اپنی صحبت میں صاحب تاثیر ہوگا اسکی صحبت
کی تاثیر سے لوگ ترک دنیا کرنے اور شہوتوں
اور دنیا کی آرائش و زینت سے الگ رہنے کی
جلدی کرینگے اور اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ
کے تفویض کرنے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے
کی وجہ سے مقام ترقی (مقام دیدار) **کو پہنچینگے**
اور تمام امور جو فرض ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کی طلب
کیلئے اخلاق حمیدہ سے ہیں نہ کہ قہر و غلبہ ظاہر ہونیکے
لئے اس لئے کہ مہدیؑ کا ولی ہونا شرط ہے اس حیثیت
سے کہ اکثر لوگ اس کی ولایت کا انکار نہ کریں اسلئے
کہ مہدیؑ محمدؐ کی ولایت کا خاتم ہے اور ولایت کیلئے جو
چیز زیادہ سزاوار ہے وہ تاثیر ہے (جس کا ذکر اوپر ہوچکا)
قہر و غلبہ سزاوار نہیں پس اس بیان سے معلوم ہوا
کہ بھرنے سے مراد اہل زمین کے دلوں میں مہدی کی دعوت
کی تاثیر ہے پس متعذر ہوئی حقیقت اور منع ہوئی کمیت

نقد البلد فان کانت النقود مختلفۃ متساویۃ الاستعمال فسد البیع فالغالب فی لفظ الاملاء الوجود المطلق فیما لم یوجد غالبا والوضوح فیما لم یوجد واضحا علی حسب المقام ساذکرہ انشاء اللہ تعالی فان قلت شبہ القسط والعدل الذی فی زمان المھدیؑ بالجور والظلم الذی کان قبل زمانہ فی القلۃ والکثرۃ وبہ یلزم ان یکون الجور قبل زمانہ اکثر من العدل وفی زمانہ یکون العدل اکثر منہ والا لزم ان یکون زمان المھدیؑ اکثر جورا من العدل وھو لایصلح بحالہ فلو فرضنا ان زمان المھدیؑ قد مضی لوجب ان یکون العدل اکثر فی زماننا ھذا بنسبۃ الجور والظلم والآن بخلاف ذلک قلت التفصی عن ھذہ العھدۃ بوجوہ احدھا انا منعناک التشبیہ فی الکمیۃ من حیث الافراد المملوۃ فیھا الجور وھی القلۃ والکثرۃ الا فی البعض المطلق واثبتنا التشبیہ فی الکمیۃ مجازا وفی الکیفیۃ حقیقۃ و الکمیۃ من حیث نفس الاملاء من غیر نظر الی فرد او افراد کثیرۃ فما وجہ بتوجیہ آخر ومع ذلک تسأل عن تلک النبأ وھو

میں تو مطلق نقد واقع ہوگا اس تقدیر پر کہ جس کا رواج غالب ہو اس شہر میں پس اگر نقد مختلف ہوں جنس متساوی ہیں رواج اور استعمال میں تو فاسد ہو جائیگی بیع پس غالب لفظ املاء میں وجود مطلق ہے اس چیز میں جو پائی نہیں گئی غالب اور واضح کرنا اس چیز میں جو پائی نہیں گئی واضح موافق اس مقام کے ہیں قریب میں اس کا ذکر کرونگا انشاء اللہ تعالی پس اگر کہے تو کہ مہدیؑ کے زمانہ کے داد و عدل کو قبل زمانۂ مہدیؑ کے قلیل و کثیر جور و ظلم سے تشبیہ دیگئی ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ مہدیؑ کے زمانہ کے پہلے کا جور مہدیؑ کے زمانہ کے عدل سے زیادہ ہو اور مہدیؑ کے زمانہ کا عدل پہلے کے جور سے زیادہ ہو ورنہ یہ لازم آئیگا کہ مہدیؑ کے زمانہ کا جور عدل سے زیادہ ہو اور یہ بات مہدیؑ کے شایان شان نہیں اگر ہم فرض کریں تحقیق کہ زمانۂ مہدیؑ تو گذر چکا ہے البتہ واجب ہے کہ ہمارے زمانہ کا عدل زیادہ ہو جور سے حالانکہ اب اس کے خلاف ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس دشواری سے رہائی کئی وجوہ سے ہوتی ہے پہلی وجہ کہ ہمنے تجھکو منع کیا ہے اس تشبیہ کو کمیت میں تھوڑا اور بہت ظلم افراد میں بھرنے کی حیثیت سے مگر بعض مطلق میں اور ہمنے ثابت کی تشبیہ کو کمیت میں مجازا اور کیفیت میں حقیقۃ اور کمیت میں نفس کمیت کا بھرنا ہے بغیر نظر کرنے ایک فرد یا افراد کثیرہ کے پس دوسری توجیہ کرنے کی کیا وجہ ہے اور باوجود اس کے تو پوچھتا ہے خبر کو اور وہ جائز نہیں اور

الجمع او الاکثر والوجه فیه ان المراد بالارض اهل الارض لا الارض باسمها بل علی حذف المضاف کما فی قوله تعالیٰ واسئل القریة ای اهل القریة والاهل مطلق کمیة فیکتفی بادنی ما یقع علیه (جز ۱۳ ع ۴) اهل القریة لانه لم یرد به سوال جمیع اهل القریة واللام فی القریة للعهد لا للاستغراق ثم لفظ اهل فی اهل الارض مطلق فی بعض افراده لا فی کل افراده لانه بعض مخصوص من العام بتخصیص الشارع فکذلک اللام فی الارض فی الحدیث فان قلت المطلق ینصرف الی الکامل والکامل فی البعض هو الاکثر فینصرف الی اکثر اهل الارض قلت لا نسلم بان المطلق فی البعض ینصرف الی الکامل فانهما ضدان لان الکامل صفة التام والبعض ضده فلا ینصرف الیه والا لزم فی مسئلة مسح الراس علی اکثر الراس من غیر بیان فلا یستفاد من حدیث مغیرة بن شعبة رضی الله عنه ولم تبق حجة للحنفی لمسح ربع الراس والشافعی فی ثلثة اشعار بل المطلق ینصرف الی المتعارف الغالب ایضا لانه من اطلق النقد فی ثمن المبیع یقع علی غالب

یہ خلاف ہو اُس چیز کے جس کا اعتقاد منکران مہدی علیہ السلام نے کیا ہے تمام یا اکثر زمین بھرنے سے اور توجیہ اس میں یہ ہیکہ ارض سے مراد اہل ارض ہو نہ کہ اسم ارض بلکہ حذف مضاف ہی ہے کہ وہ لفظ اہل ہو (بھریگا بعض اہل زمین کو داد و عدل سے) چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ پوچھو قریہ کو یعنے اہل قریہ کو اور لفظ اہل مطلق ہے از روی مقدار افراد پس کفایت کرتا ہے تھوڑی اُس چیز کو جس پر لفظ اہل قریہ واقع ہوتا ہو اسلئے کہ تمام اہل قریہ سے سوال کرنا مراد نہیں لیا گیا اور القریہ میں جو لام ہو عہد ذہنی کیلئے ہے استغراق کیلئے نہیں پس لفظ اہل اہل الارض میں مطلق ہے بعض افراد زمین کیلئے اس کے کل افراد کیلئے نہیں اسلئے کہ بعض مخصوص ہے عام سے شارع (خدا تعالےٰ) کے خاص کرنے سے پس ایسا ہی ہے الف لام حدیث کے کلمہ الارض میں پس اگر کہئے تو کہ مطلق رجوع کرتا ہے کامل کی طرف اور بعض میں کامل اکثر ہے پس مطلق رجوع کریگا اکثر اہل ارض کی طرف میں کہتا ہوں ہم تسلیم نہیں کرتے کہ مطلق فی البعض رجوع کرتا ہے کامل کی طرف کیونکہ کامل اور بعض دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اس لئے کہ کامل صفت تمام ہے اور بعض ضد تمام پس بعض رجوع نہیں کرتا تمام کی طرف ورنہ لازم آئیگا مسح سر کے مسئلہ میں اکثر سر کا مسح کرنا حد سر کے بیان کے بغیر اور فائدہ حاصل نہو گا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور باقی نرہیگی حجت حنفی کیلئے چوتھائی سر کے مسح کی اور شافعی کے لئے تین بال کے مسح کی بلکہ مطلق رجوع کرتا ہے مجاز متعارف غالب کی طرف نیز اس لئے کہ جسنے مطلق کہا نقد کو کسی چیز کی قیمت

من الجور الذي قبل تلك السنة او
بعدها وفي قرية اخرى بخلاف ذلك
في سنة دون سنة لاختلاف الامراء
والسلاطين واحوال الناس وعلى هذا
المثال في جميع العالم وزمان المهدي
قليل وقدر خمس سنين الى تسع
سنين لاختلاف الاحاديث فلا يستفيد
بفيضه من اشتغل بتجسس قلة العدل
وكثرته في العالم بل يكفر بانكاره من
حيث انه اٰية من اٰيات الله تعالى
في اشتراط الساعة كنزول عيسىٰ وخروج
الدجال وغيرهما وقد صرح به في شرح
المقاصد ان عيسىٰ والمهدي عليهما السلام
كلاهما من اشراط الساعة ومن انكر
اٰية من اٰيات الله فقد كفر لقوله تعالى
ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او
كذب باٰياته . وقوله تعالى ان الذين
كفروا باٰياتنا سوف نصليهم نارا و
قوله تعالى ان الذين لا يومنون باٰيات
الله لا يهديهم الله ولهم عذاب اليم
انما يفتري الكذب الذين لا
يومنون باٰيات الله واولئك هم
الكاذبون ولقوله عليه السلام من
انكر المهدي فقد كفر كذا في صفات
الفقهاء بخلاف سائر الائمة من اهل

سال جور سے زیادہ ہوگا اُس جور سے جو اُس سال کے
پہلے یا بعد اُسکے ہوگا اور ایک دوسرے قریہ میں اسکے
خلاف ہوگا ایک سال میں بدون یکساں (دوسرے
قصبے میں جور وظلم عدل سے زیادہ ہوگا) امراء وسلاطین
کے اختلاف اور لوگوں کے مختلف ہونیکی وجہ سے
اور اسی طرح تمام عالم میں ہوگا اور مہدیؑ کی دعوت
کا زمانہ قلیل سے پانچ سال کی مقدار سے نو سال تک
احادیث کے اختلاف کی وجہ سے پس جو شخص عالم
میں عدل کی قلت وکثرت کی تلاش میں مشغول
ہوگا وہ امام مہدیؑ کی فیض سے مستفید نہوگا
بلکہ امام مہدی کی ذات کا انکار کرنیکی وجہ سے
کافر ہوجائیگا اسلئے کہ امام مہدیؑ کی ذات اللہ
تعالیٰ کی آیتوں سے ایک آیت ہے قیامت کی
شرطوں میں چنانچہ عیسیٰ کا اتر آنا اور دجال کا
نکلنا اور ان کے سوا ہے اور علامہ تفتازانی رح
نے شرح مقاصد میں تصریح فرمائی ہے کہ عیسیٰ اور
مہدی علیہما السلام دونو قیامت کی شرطوں
سے ہیں اور جسنے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں سے
ایک آیت کا پس تحقیق کہ وہ کافر ہوا اللہ تعالے
کے فرمان نداسے اور اس سے بڑھکر ظالم (کافر)
کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا اللہ کی
آیتوں کو جھٹلاوے نیز فرماتا ہے کہ جنھوں نے
انکار کیا ہماری آیتوں کا عنقریب ہم ان کو آگ
میں ڈالیں گے نیز فرماتا ہے کہ جو لوگ نہیں
ایمان لائے اللہ کی آیتوں پر ان کو اللہ ہدایت

لایجوز والثانی انک ادعیت املاء
الکل بصورة الاستغراق فتولیت عنها
واستدبرت عن اضافة الدعوی
الی القلة والکثرة فهذا انفعال اٰخر
لحقک فلا وجه للتوجیه مع هٰذا
لاُبین لک ما سألت انشاء الله تعالیٰ
فاعلم ان الجور والظلم الذی ذکر
فی الحدیث لایخلو اما ان یکون مطلقا
کالاصول الستة او مقیدا او هو احد
نوعی المطلق اما الجور والظلم علی
الغیر فهو القتل والغصب والضرب
والشتم والایذاء بغیر الحق اما الظلم
علی نفسه وهو الکفر والکذب والقتل
وعقوق الوالدین والفرار عن الزحف
والعبث لقوله تعالیٰ بئس الاسمُ
الفسوقُ بعد الایمان ومن لم یتب
فاولٰئک هم الظالمون وقوله تعالیٰ
جزو ۲۶ رکوع ۱۴
ومن یعص الله ورسوله فقد ضل
جزو ۲۲ رکوع ۲
ضلالا مبینا وقوله ومن یتعد حدود
الله فقد ظلم نفسه ۔ والعدل ایضا
جزو ۲۸ رکوع ۱۷
بمقابلة کل واحد منهما اما الاول
من المقید فهو انه لایحتوی بالعلم
ما فی العالم بالقلة والکثرة من حیث
افراد المملوء فیه الجور لانه لایخلو ان
یکون العدل فی قریة فی سنة اکثر

دوسری وجہ یہ کہ تو نے بصورت استغراق زمین بھرنے
کا دعویٰ کیا پھر اس سے روگردانی کی اور پھر اپنے دعویٰ
کو قلت وکثرت سے اضافت کرکے پسپا ہوا پس
یہ دوسری خجالت ہے جو تجھکو لاحق ہوئی پس نہیں ہے
کوئی وجہ توجیہ کیلئے باوجود اس کے میں تیرے
سوال کا جواب دیتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ پس جان
کہ جور اور ظلم کہ جس کا ذکر حدیث میں کیا گیا ہے
دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ ظلم مطلق ہوگا چھے
اصول کے مانند یا وہ ظلم مقید ہوگا اور وہ ایک قسم ہے
مطلق کی دو قسموں سے لیکن دوسرے پر ظلم وجور کرنا
پس وہ قتل کرنا غصب کرنا مارنا گالی دینا اور ناحق
ستانا ہے لیکن اپنی ذات پر ظلم کرنا اور وہ کافر ہونا جھوٹ
کہنا قتل کرنا۔ ماں باپ کو آزردہ کرنا کافروں کے جنگ
سے بھاگنا اور لایعنی کام کرنا ہے بفرمانِ خدا کہ۔ برا ہے
نام فسوق کا ایمان لانیکے بعد اور جو توبہ نہ کرے فسوق
سے تو وہی ظالمین ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ اور
جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ پڑگیا
صریح گمراہی میں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور جو
شخص آگے بڑھے اللہ کی حدوں سے تو اس نے
اپنے اوپر آپ ظلم کیا۔ اور عدل بھی اون دونوں میں سے
ہر ایک کے مقابلہ میں ہے (جور کی طرح عدل علی الغیر یا
عدل علی النفس ہوگا) لیکن مقید کی پہلی قسم (جور علی الغیر)
ہے پس وہ ایسا ہے کہ احاطہ نہیں کیا جاسکتا علم سے
عالم میں قلت وکثرت کا بحیثیت افراد جنمیں جور بھرا
گیا ہے اسلئے کہ یہ ممکن ہے کہ عدل ایک قریہ میں ایک

كمية الافراد والا يظهر الفساد في حاصل العبارتين لان الحقيقة في الكمية كثرة قد تعذرت فينصرف الى المجاز العرفي وهو العدل في بعض المطلق من اهل الارض وما ثبت في حق المهدیؑ بالتواتر بالهيئة المجموعية ثلثة اشياء احدها ظهور بعثه مطلقا في اى زمان كان بعد النبی عليه السلام والثانی كونه من بنی فاطمة بنت رسول اللهؐ والثالث كون بعثه نصرة لدين الله فما وراءها فهی بالاحاد المتفرقة غير المجموعة فمن انكر في حق المهدیؑ عن هذه الامور فقد كفر الاية والحديثين المذكورين في طبقات الفقهاء وفي فصل الخطاب فلا يصلح ما وراء الامور الثلثة حجة قطعية لان خبر الاحاد ان كان صحيحا لا يزيد الا على الظنون والشكوك كما هو المشهور في كتب اصول الفقه واما الثانی من المفيد فهو منصوص عليه بالكثرة ابدا لا بقلة زمان المهدیؑ وغيره وكتاب الله تعالیٰ مشحون بمثل هذه الآيات كقوله تعالیٰ ولكن اكثر الناس

سے بصورت مجموع ازروی معنی اگرچیکہ ہو اسکی تفاصیل احاد حدیثوں سے جیسا کہ نبیؐ کے بعض معجزوں اور علیؓ کی شجاعت اور حاتم کی سخاوت کی خبر احاد ہے ایسا ہی ہے شرح عقاید میں پس ثابت ہوا کہ کہا جاے کہ عدل سے بھرنے کی کیفیت میں تشبیہ حقیقی ہے اور کمیت افراد کے لحاظ سے اہل ارض کے بعض مطلق میں ہے ورنہ ہر دو عبارتوں کے ماحصل میں فساد پیدا ہوگا کیونکہ کمیت میں حقیقی معنی مراد لئے جائیں تو اس سے مراد کثرت ہوگی اور کثرت متعذر ہے لہذا مجاز عرفی کی طرف معنی پھریگا اور وہ عدل بعض مطلق اہل ارض میں ہے اور مہدیؑ کے حق میں بہیئت مجموعی بالتواتر جو بات ثابت ہوئی وہ تین امور ہیں ایک یہ کہ مہدیؑ کی مطلق بعثت کا ظہور نبیؐ کے بعد خواہ کسی زمانہ میں ہو اور دوسرا یہ کہ مہدیؑ فاطمہ بنت رسول اللہؐ کی اولاد سے ہو اور تیسرا اللہ کے دین کی نصرت کیلئے مہدیؑ کی بعثت ہو اور جو چیز ان تینوں[۵] چیزوں کے سواے ہے سو وہ غیر مجموع متفرق اور احاد حدیثوں سے ہے پس جس نے مہدیؑ کے حق میں ان تینوں امور سے انکار کیا پس تحقیق کہ وہ کافر ہوا آیت و طبقات الفقہا اور فصل الخطاب کی دونو مذکورہ حدیثوں کی رو سے پس ان تینوں امور متذکرہ کے سوائے کوئی چیز حجت قطعی کی صلاحیت نہیں رکھتی کیونکہ حدیث احاد اگر صحیح بھی ہے تو نہیں زیادہ کرتی مگر شک اور گمان کو چنانچہ یہ مشہور ہے اصول فقہ کی کتابوں میں اور دوسرا

---

[۵] مثلاً مہدیؑ کا بہت مال عطا کرنا۔ مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام کا ایک زمانہ میں جمع ہونا اور شہر قسطنطنیہ فتح کرنا وغیرہ جو بیان کرتے ہیں غلط ہے (از شرح فارسی)

البيت عند اهل السنة والجماعة ولويده
ماذكر الامام العالم الزاهد المتورع اكمل
المتاخرين وناقد آراء المتقدمين المشهور
بخواجه محمد پارسا فی کتابه فصل الخطاب
قال الشيخ ابوبكر بن ابی اسحاق الكلاباذی
صاحب كتاب التعرف فی کتابه معانی
الاخبار باسناده فقال محمد بن الحسن
بن محمد ابی عبد الله الحسين بن محمد
اسماعيل بن اويس مالك بن انس محمد
بن المنكدر عن جابر بن عبد الله رضی
الله عنه انه قال قال رسول الله صلعم
من انكر خروج المهدیؑ فقد كفر بما انزل
علی محمد ومن انكر خروج عيسیؑ فقد كفر
ومن انكر خروج الدجال فقد كفر ومن
لم يؤمن بالقدر خيره وشره من الله
تعالیٰ فقد كفر فان جبرئيل اخبرنی
بان الله يقول من لم يؤمن بالقدر
خيره وشره من الله تعالیٰ فليتخذ
ربا غيری وقد ثبت بعثه بالخبر المتواتر
فی الهيئة المجموعية معنی وان كانت
تفاصيله بالاحاد كخبر بعض معجزة النبی
عليه السلام وشجاعة علیؓ وجود حاتم
كذا فی شرح العقائد فثبت ان يقال
التشبيه فی كيفية املاء العدل حقيقة
وفی بعض المطلق من اهل الارض

نہیں دیتا اور اُنکے لئے دردناک عذاب ہو دلیسے جھوٹی
بات تو وہ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی
آیتوں پر اور وہی لوگ جھوٹے ہیں اور فرمان
رسولؐ سے جسنے مہدی کا انکار کیا پس تحقیق کہ
وہ کافر ہوا ایسا ہی ہے طبقات الفقہا میں بخلاف
باقی اماماں از اہل بیت (دوسری امامان اہل
بیت کی امامت کا منکر کافر نہیں) اہل
سنت وجماعت کے پاس۔ اس کی تائید دیتی
ہے وہ چیز جس کا ذکر امام عالم زاہد پرہیزگار متاخرین میں اکمل
متقدمین کی رائے کو پرکھنے والا المشہور بخواجہ محمد پارسا نے
اپنی کتاب فصل الخطاب میں کیا ہے کہ کہا ابوبکر ابن ابو اسحاق
کلاباذی صاحب کتاب التعرف نے اپنی کتاب معانی الاخبار
میں اپنی اسناد سے پس کہا محمد ابن حسن ابن محمد ابو عبداللہ
حسین ابن محمد اسماعیل ابن اویس مالک ابن انس محمد ابن
منکدر نے روایت سے جابر ابن عبداللہ کی کہا فرمایا رسول
اللہؐ نے کہ جسنے انکار کیا خروج مہدیؑ کا پس تحقیق کہ وہ کافر
ہوا اس چیز سے جو نازل ہوئی محمدؐ پر اور جس نے انکار کیا
خروج عیسیٰؑ کا پس تحقیق کہ وہ کافر ہوا اور جس نے انکار کیا
خروج دجال کا پس تحقیق کہ وہ کافر ہوا اور جو ایمان نہیں
لایا تقدیر پر کہ نیکی اور بدی اسکی منجانب اللہ ہے تو پس
وہ کافر ہوا اور تحقیق کہ جبرئیلؑ نے مجھکو خبر دی ہے اس
بات کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص ایمان نہیں لایا
تقدیر پر کہ نیکی اور بدی منجانب اللہ ہے تو اُسکو چاہئے
کہ میرے سوائے دوسرے کو اپنا پروردگار تجویز کر لے۔
پس تحقیق کہ ثابت ہوئی مہدیؑ کی بعثت حدیث متواتر

ينتفي قطع عن العالم في اي زمان كان
ولا يقل في زمان دون زمان وايده
قوله عليه السلام عن انس رضي الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلث
من اصل الايمان الكف عمن قال لا اله
الا الله لا تكفره بذنب ولا تخرجه من
الاسلام بعمل والجهاد ماض مذ بعثني
الله الى ان يقاتل آخر امتي الدجال
ولا يبطله جور جائر ولا عدل عادل و
الايمان بالاقدار كذا في المصابيح فان
قوله عليه السلام الجهاد ماض لا يبطله
جور جائر ولا عدل عادل نكرة وقعت
في حيز النفي فيعم جور جائر وان كان
دجالا وعدل عادل وان كان مهديا
فثبت ان العدل في زمان من
الازمنة لا يملاء جميع العالم كذا اجرت
الحكمة الالهية لا مانع لها شئ فلا يملاء
المهدي جميع العالم بالعدل ولقوله
تعالى ومن الذين قالوا انا نصارى
الى قوله فاغرينا بينهم العداوة و
البغضاء الى يوم القيمة وفي اليهود قوله
وليزيدن كثيرا منهم ما انزل اليك
من ربك طغيانا وكفرا والقينا بينهم العداوة
والبغضاء الى يوم القيمة ذكر في المدارك
فكلهم ابدا المختلفون وقلوبهم شتى لا نفع

انکے ماں باپ اور انکی اولاد قیامت تک مصر رہیگی مگر جسپر تیرا رب
رحم کرے سو وہ تیرے ساتھ ایمان اور اطاعت میں متفق رہا
اور کفر، برائیوں اور کثرت گناہ سے پرہیز کیا پس ثابت ہوا کہ
ظلم و جور کی کثرت دونوں وجہوں (وجہ کمیت وجہ کیفیت) میں
بحیثیت افراد عالم سے ہرگز منتفی نہیں ہو سکتی خواہ وہ کوئی زمانہ
ہو اور ہرگز اندک و قلیل نہو گی کسی زمانہ میں اسکی تائید دیتا ہے آنحضرت
کا فرمان جو انس رض سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ ایمان کی
اصل تین چیزیں ہیں ایک تو ہاتھ روکنا اس شخص سے جسنے لا اله
الا الله کہا گناہ کے سبب سے اس کو کافر مت کہو اور بدعملی کی
وجہہ سے اسکو اسلام سے خارج مت کرو دوسرا جہاد باقی ہے اس مد
سے کہ مجھکو اللہ نے بھیجا اس مدت تک کہ میری آخری امت دجال
سے جنگ کرے رد نہیں کرسکیگا اس جنگ کو کسی ظالم کا ظلم
اور نہ کسی عادل کا عدل تیسرا ایمان لانا قدر خیر و شر منجانب اللہ
ہونے پر اسیطرح ہے کتاب مصابیح میں پس آنحضرت صلعم کا فرمان جہاد
باقی ہے اسکو رد نہیں کرسکیگا ظالم کا ظلم اور نہ عادل کا عدل نکرہ ہے
نفی کے تحت واقع ہوا ہے پس شامل ہے وہ ظالم کے ظلم کو اگرچہ
دجال ہو اور وہ شامل ہے عادل کے عدل کو اگرچہ مہدی ہو پس
ثابت ہوا کہ عدل کسی زمانہ میں تمام عالم میں پر نہو گا حکمت الہی
ایسی ہی جاری ہوئی ہے حکمت الہی کی مانع کوئی چیز نہیں پس
مہدی تمام عالم کو عدل سے نہیں بھریگا اللہ تعالے کے فرمان
سے جو لوگ اپنے آپکو نصاری کہتے ہیں ان سے بھی ہمنے عہد ایمان
کیا تھا پھر وہ بھی بھول گئے ایک حصہ اس نصیحت سے جو ان کو
کیگئی تھی تو ہمنے لگا دی انکے آپسمیں دشمنی اور کینہ قیامت
کے دن تک ۔ اور یہودیوں کے حق میں اللہ تعالی فرماتا
ہے کہ ۔ اور وہ قرآن جو تجھپر نازل ہوا تیرے پروردگار کیطرف

لا یومنون وقوله تعالیٰ فقلیلا ما (جزء ۱۲ رکوع ۱) یؤمنون وقوله تعالیٰ وان کثیرا من الناس لفاسقون وقوله تعالیٰ وما وجدنا لاکثرهم من عهد وان وجدنا اکثرهم لفاسقین ذکر فی المدارک الضمیر (جزء ۳ رکوع ۳) للناس علی الاطلاق یعنی اکثر الناس نقضوا عهد الله ومیثاقه فی الایمان والآیة اعتراض وقوله تعالیٰ وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل الله الآیة وقوله تعالیٰ لقد حق القول علی اکثرهم فهم لا یؤمنون وقوله تعالیٰ وما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون (جزء ۱۳ رکوع ۶) ومثل ذلک قوله تعالیٰ ولو شاء ربک لجعل الناس امة واحدة ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک الآیة معناه ولو شاء ربک لجعل الناس امة واحدة ولا یزالون متفقین بک فی الایمان والطاعات ولکن لم یشاء ذلک فصاروا مختلفین حیث اختاروا الکفر والعصیان واصروا علیه هم وآبائهم وابنائهم الی یوم القیٰمة الا من رحم ربک فانه صار متفقا بک فی الایمان والطاعات واحترز عن الکفر والسیئات وکثرة العصیان فثبت ان کثرة الجور والظلم فی کلا الوجهین من حیث الافراد لا

مقید سے جو کفر ہے سو وہ منصوص ہی ہمیشہ کی کثرت پر نہ کہ قلت پر خواہ وہ زمانہ مہدئ کا ہو یا دوسرا زمانہ اور کفر کی کثرت کی آیتیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھری ہوئی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے نیز فرماتا ہے کہ بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں نیز فرماتا ہے کہ اور بیشک بہت سے لوگ البتہ فاسق ہیں نیز فرماتا ہے کہ اور ہمنے اگلی امتوں میں اکثر کو عہد میثاق پر برقرار نہ پایا بلکہ ہمنے انہیں اکثر ونکو عہد شکن پایا تفسیر مدارک میں ذکر کیا گیا ہے کہ ضمیر لوگوں کیلئے مطلق ہے یعنے اکثر لوگوں نے توڑ دیا اللہ کے عہد اور اقرار کو جو ایمان لانیکے باب میں کئے تھے اور یہ آیت اعتراض ہے (ان کے قول پر جو کہتے ہیں کہ مہدئ پر تمام لوگ ایمان لائینگے) نیز فرماتا ہے کہ۔ اور اگر تو کہا مانیگا اکثر اُن لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو وہ تجھے بھٹکا چھوڑینگے اللہ کی راہ سے الخ نیز فرماتا ہے کہ ثابت ہو چکا قول عذاب کا اکثر کافروں پر پس وہ ایمان نہیں لائینگے نیز فرماتا ہے کہ۔ اور نہیں ایمان لاتے بہتیرے لوگ اللہ پر مگر وہ شریک کرنیوالے ہوتے ہیں۔ اور اسیطرح فرماتا ہے کہ۔ اے محمد اگر تیرا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک امت کر دیتا اور ہمیشہ رہینگے آپسمیں اختلاف کرنیوالے مگر جسپر تیرا رب رحم کرے (وہی اختلاف سے بچیگا) الخ اور اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اے محمد اگر تیرا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک امت کر دیتا اور ہمیشہ تیرے ساتھ ایمان لانے اور اطاعت کرنے میں متفق رہتے ولیکن ایک امت کرنا نہیں چاہا پس اختلاف کرنیوالے ہوگئے اس حیثیت سے کہ انھوں نے کفر اور گناہ کو اختیار کیا اور اس پر وہ اور

الاسلام الجهاد ماض منذ بعثني الله الى
ان يقاتل اخر امتي الدجال الحديث
وغير ذلك فيترجح جانب الكتاب
ببيان من رسول الله عليه السلام فمثل
تلك الاحاديث التي ذكرت لا يغيره
فلا نحمل عليها بوجه وان سلمنا فلنا
نحمل عليها بوجه لا يتغير به حكم الكتاب
فمعنى دخول كلمة الاسلام في البيوت
اطاعة اهلها مع كثرة اهلها وبه لا
ينتفي كثرة الظلم لانه ان اسلم واحد
من بيت فقد دخل كلمة الاسلام في
البيت وبه يتم معنى الحديث ويستقيم
ومع ذلك غير مفيد بالمهدي بل
يكون بعد نزول عيسىؑ في اخر عهده
بدليل حديث عائشة رضي الله عنها
قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول لا يذهب الليل والنهار
حتى تعبد اللات والعزى قالت
قلت يا رسول الله اني كنت لاظن حين
انزل الله هو الذي ارسل رسوله
بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين
كله ولو كره المشركون. (جز ۱۰ رکوع ۱۱) ان ذلك تام
قال انه سيكون من ذلك ما شاء
الله ثم يبعث الله ريحا طيبة فتوفى
كل من في قلبه مثقال حبة من خردل

والی غالب رہیگی الخ اور آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جہاد باقی ہے
اُس مدت سے کہ مجھکو اللہ نے بھیجا اُس مدت تک کہ میری
آخری امت دجال سے جنگ کرے الخ ان کے سوائے
دوسرے احادیث ہیں اور قرآن کو رسولؐ کے بیان
سے ترجیح حاصل ہے پس اس قسم کے احادیث کہ جن کا ذکر
تونے کیا ہے قرآن کو ضرر نہیں پہنچا سکتے پس تو کسی وجہ
سے ان پر عمل مت کر اور اگر ہم اُن احادیث کو سلامت
بھی رکھتے ہیں تو ان پر اسطرح عمل کرتے ہیں کہ قرآن کے
حکم میں تغیر نہیں ہوتا پس گھروں میں کلمۂ اسلام داخل ہونیکا
معنی گھروں میں بکثرت رہنے والوں کے باوجود انہیں کے بعض
کا اطاعت کرنا ہے اور اس سے کثرت ظلم کی نفی نہیں ہوتی اسلئے
کہ ایک گھر والا بھی مسلمان ہوا تو کلمۂ اسلام گھر میں داخل ہوا
اور اس سے حدیث کا معنی بھی پورا ہو جاتا ہے اور حدیث مستقیم
رہتی ہے اسکے باوجود حدیث مہدیؑ سے مقید نہیں بلکہ احتمال رکھتی
ہے کہ اس حدیث کا ظہور عیسٰیؑ آنیکے بعد آپکے آخری زمانہ میں
ہو حضرۃ عایشہؓ کی حدیث کی دلیل سے بی بیؓ نے کہا میں
نے سنا رسولؐ فرماتے تھے کہ نہیں جائینگے دن اور رات
یہانتک کے پرستش کئے جائینگے لات وعزی۔ بی بیؓ فرماتی
ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ میں گمان کرتی تھی جبکہ اللہ تعالے
نے یہ آیت اتار دی۔ اسی نے بھیجا اپنے رسول کو قرآن اور
اسلام دیکر تا کہ غالب کرے اپنے دین کو تمام ادیان پر
اگرچہ مکروہ رکھیں اس کو مشرکین بیشک یہ فرمان پورا
ہونیوالا ہے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ اس فرمان
کا ظہور ہوگا جو کچھ خدا چاہیگا پس پیدا کرے گا اللہ ایک
خوشگوار ہوا تو مر جائے گا ہر وہ شخص جسکے دل میں رائی

بینهم توافق ولا تعاضد فان تابید
العداوة بینهم یدل علی تابید
وجودهم الی یوم القیمة وهو معنی
الحدیث فتوافقا ووجب العمل به فلا یلتفت
الی من قال بخلافه من الاقوال
الواهیة جدا فان قلت فما تقول فی
الاحادیث التی وقعت فی التفاسیر
فی قوله تعالی هو الذی ارسل رسوله
بالهدی ودین الحق الآیة قال المقداد
بن اسود سمعت رسول الله علیه السلام
یقول لا یبقی علی ظهر الارض بیت مدر
ولا وبر الا ادخله الله کلمة الاسلام
بعز عزیز وذل ذلیل وفی قصة نزول
عیسیٰ علیه السلام انه یکسر الصلیب
ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة الحدیث
فمثل هذا الکلام یدل علی ان القسط
والعدل یملاء جمیع العالم او اکثره و
انت تمنع ذلک قلت نجیب عن
ذلک بوجوه انشاء الله تعالی منها ان
الاحادیث احاد خالفت الکتاب فانه
لا یجوز نسخ الکتاب بها والکتاب مؤید
بالاحادیث الصحاح التی ذکرنا فیما قبل
من قوله علیه السلام لا تزال طائفة
من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین
الی یوم القیمة الحدیث وقوله علیه

سے ضروراُنمیں سے بہتروں کی شرارت اور کفر کے زیادہ ہونیکا باعث
ہوگا اور ہمنے ڈالدی انکے آپسمیں دشمنی اور بیر روز قیامت
تک۔ مدارک میں ذکر کیا گیا ہے کہ پس یہ سب ہمیشہ اختلاف
کرنیوالے رہینگے اور ان کے قلوب پراگندہ ہونگے نہ تو انمیں
موافقت ہوگی اور نہ معاونت پس ان میں ہمیشہ عداوت
کا ہونا قیامت تک انکے ہمیشہ ہونے پر دلالت کرتا ہے
اور یہ ہی معنی حدیث کے پس موافق ہوگئے قرآن وحدیث
اور حدیث پر عمل کرنا واجب ہوا پس اُسکے قول کیطرف توجہ نہیں کیجائے
گی جسنے از روی کوشش حدیث کیخلاف سست اقوال پیش کئے
پس اگر کہے تو کہ کیا کہتا ہے اُن احادیث کے متعلق جو اللہ تعالیٰ
کے قول ھو الذی ارسل رسولہ الآیۃ (اسی نے بھیجا
اپنے رسول کو قرآن اور اسلام دیکر) کی تفسیر میں واقع ہوئی ہیں
کہ مقداد ابن اسودؓ نے کہا میں نے سنا ہے رسولؐ فرماتے تھے کہ
باقی نہ رہیگا زمین پر مٹی کا گھر اور نہ خیمہ مگر داخل کریگا اسمیں اللہ
تعالیٰ کلمہ اسلام ایمان لانیوالا عزیز و صاحب عزت اور
انکار کرنیوالا خوار اور صاحب خسارت ہوگا اور عیسیٰؑ اتر
آنیکے قصہ میں ہے کہ توڑینگے صلیب کو اور قتل کریں گے خنزیر
کو اور جزیہ قائم کرینگے پس اس قسم کا کلام اس بات پر دلالت
کرتا ہے کہ عدل بھر جائیگا تمام یا اکثر عالم میں اور حالانکہ تو
منع کرتا ہے داد و عدل کے بھرنے کو میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب
چند وجوہ سے دونگا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ انمیں سے یہ ہے کہ
احادیث احاد ہیں قرآن کے مخالف ہوجائیں تو ان سے
قرآن کا منسوخ ہونا جائز نہیں صحیح احادیث سے قرآن کو تائید
دیجاتی ہے جن کا ذکر میں نے پہلے کردیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا
میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ قیامت تک حق پر لڑنے

فلم يسلم النبي عليه السلام حتى
قال فتقبض روح كل مؤمن ومسلم
ويبقى شرار الناس فثبت ان المؤمنين
والاشرار كانوا مختلطين في ذلك الزمان
ايضا ولم يخلص زمان لاملاء
الكل بالقسط والعدل ومنها ما مضى
من نقل تفسير الامام الثعلبي ان المراد
به دخول الاسلام في ديار حول النبي
عليه السلام لا في جميع العالم فمثل
ذلك يذكر مبالغة ويراد به افشاء
كلمة الاسلام وقد ذكرنا قبل غير
مرة ومنها ما قال الحسن ابن
الفضيل ليظهره على الاديان كلها
بالحجج الواضحة والبراهين اللائحة
فتكون حجة هذا الدين اقوى كذا
في حق المهديؑ وقال ايضا قد جعل
الله ذلك وجرت العادة لقوله تعالى
اليوم اكملت لكم دينكم واتممت
عليكم نعمتي الآية فلم تبق الاحاديث
(حزب ٦ ركوع ٥)
حجة في املاء الكل او الاكثر بالعدل
خصوصا في زمان المهديؑ وايد ما قلنا
ما ذكر القاضي شهاب الدين في تفسيره
في بيان قوله تعالى يضل به كثيرا۔
سوال۔ مہتدیاں را جای دیگر در قرآن صفت
بقلت کردہ وگمراہان را موصوف بکثرت آوردہ

فرمایا کہ ہر مومن و مسلمان کی روح قبض کریگی اور صرف
بُرے لوگ رہجائیں گے۔ پس ثابت ہوا
کہ مومنین اور اشرار اس زمانہ میں بھی ملے ہوے
رہینگے اور خالص نہ رہا کوئی زمانہ تمام زمین کو داد و
عدل سے بھرنے کیلئے اور بعض اس سے جو گذرا امام
ثعلبی کی تفسیر کی نقل ہے کہ مراد اس سے اسلام
میں ان کا داخل ہونا ہے جو نبیؐ کے اطراف کے شہروں
میں تھے نہ کہ تمام عالم میں پس اس قسم کا کلام مبالغہ
کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے اور اسکی مراد کلمۂ اسلام
کو ظاہر کرنا ہوتی ہے اس سے پہلے ہم نے
کئی بار اس کا ذکر کر دیا ہے اور بعض اس سے
وہ ہے جو حسن ابن فضیل نے کہا تاکہ غالب کرے
خدائے تعالیٰ اس کو تمام ادیان پر واضح حجتوں اور
روشن دلیلوں سے پس یہ دین کی زیادہ قوی حجت
ہوگی ایسا ہی ہے مہدیؑ کے حق میں اور
نیز کہا کہ اللہ تعالے نے ایسا ہی کیا اور ایسا ہی ہوتا آیا
ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان ہذا "آج میں نے کامل کیا
تمہارے لئے تمہارے دین کو اور تمام کیا اپنی نعمت
کو تم پر" الخ کی دلیل سے پس تمام یا اکثر اہل زمین کو
عدل سے بھرنے کے متعلق منکرین کی پیش کردہ حدیثوں
کی حجت باقی نہ رہی خصوصاً مہدیؑ کے زمانہ میں اور ہم
نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس کو تائید دیتی ہے وہ چیز جس
کو قاضی شہاب الدین نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالے کے
قول یضل بہ کثیرا کے بیان میں فرمایا ہے کہ سوال
ہدایت یافتہ لوگوں کو ایک دوسری جگہ قرآن میں قلت کی

من ایمان فیبقی من لاخیر فیہ فیرجعون
الی دین آبائھم رواہ مسلم فحاصل
قولہ علیہ السلام ثم یبعث اللہ ریحا
طیبۃ فتوفی من کان فی قلبہ مثقال
ذرۃ من الایمان مخصوص بعد نزول
عیسیٰؑ وبعد خروج یاجوج وماجوج
کما ھو المذکور فی المسلم والمشارق
والمشکوۃ فی قصۃ خروج الدجال
عن نواس بن سمعان قال ذکر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدجال فقال
ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ دونکم
وان یخرج ولست فیکم فامرء حجیج
نفسہ الحدیث بطولہ الی قولہ علیہ
السلام اذ بعث اللہ ریحا طیبۃ فاخذتھم
تحت آباطھم فتقبض روح کل مومن
وکل مسلم ویبقی شرار الناس فعلیھم
تقوم الساعۃ الی آخرہ قد اثبتنا لک
ان خروج المھدیؑ قبل خروج الدجال
بامد بعید وخلاصہ الاحادیث التی
ذکرت بعد موت الدجال وخروج
یاجوج وماجوج فلم یبق حجۃ فی زمان
المھدیؑ فی حقہ فلا یجوز لک
ان تحتج بہ فتامل ایھا العاقل الی
کنت قد سلمت لک بلجاجک حینا
من الدھر لاملاء الکل بالقسط والعدل

کے دانہ برابر ایمان ہو اور رہجائیگا وہ شخص جسمیں کوئی نیکی
نہو پس رجوع ہوں گے لوگ اپنے باپ دادا کے دین
کی طرف۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے پس آنحضرتؐ
کے فرمان ہذا "پس پیدا کریگا اللہ ایک خوشگوار ہوا تو
مرجائیگا وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو" کا
حاصل مخصوص ہے نزول عیسیٰؑ اور خروج یاجوج ماجوج کے
بعد چنانچہ اس کا ذکر کیا گیا ہے مسلم مشارق اور
مشکوۃ میں خروج دجال کے قصہ میں نواس بن سمعان
کی روایت سے نواس نے کہا رسولؐ نے دجال کا ذکر
کر کے فرمایا اگر دجال آئے اور اُس وقت میں تم میں موجود
ہوا تو میں تمہارے سامنے اس سے جھگڑونگا اور اگر دجال آئے
اور میں تم میں نہوا تو ہر ایک دی اپنی طرف سے حجت کریگا
حدیث طویل ہے آنحضرتؐ کے قول تک کہ یکایک اللہ تعالیٰ
ایک خوشبودار ہوا بھیجیگا وہ انکی بغلوں کے نیچے سے لیگی ہر
مومن و مسلمان کی روح کو قبض کریگی اور صرف بُرے
لوگ رہجائینگے اور انہی پر قیامت قایم ہوگی الخ ہمنے
تیرے لئے ثابت کیا ہے کہ مہدیؑ کا آنا دجال کے نکلنے
کے بہت زمانے پہلے ہے اور تو نے جن احادیث کا ذکر
کیا ہے انکا حاصل یہ ہے کہ دجال کی موت اور یاجوج و
ماجوج نکلنے کے بعد مہدیؑ کی آمد ہوگی پس باقی نرہی
تیری حجت مہدیؑ کے زمانہ میں مہدیؑ کے حق میں پس اُس
حدیث سے حجت لینا تیرے لئے جائز نہیں پس غور کر اے
عاقل کہ میں تجھسے بحث کرنے کے موقع پر کسی ایک زمانہ
میں داد و عدل سے تمام زمین بھر دینیکو تیرے لئے سلامت
بھی رکھا تو بھی ہم سلامت نہ رکھتے یہانتک کہ نبیؑ نے

منصوصاً عليه بالكثرة ابداً فصار المعنى
الذى اعتقدوه فى الحديث مخالفاً لكتاب
الله والاحاديث الصحاح وبطل فلا
يقبل وايضا دوام القتال كما ذكر فى
الحديث وهو قوله عليه السلام لا
تزال طائفة من امتى يقاتلون على
الحق ظاهرين الى يوم القيمة مما ينافى
القسط والعدل ابدا فى جميع الارض
او اكثرها باعتبار الآيات فظهر بان
بيان الحديث بهذين العبارتين متروك
العمل لمخالفة كتاب الله تعالى والحديث
الصحيح من المشاهير وصار الحقيقة
بالكمية فى الارض اذا المملوء بالجميع او الاكثر
مهجورة بالنصوص فلزم الصرف الى
المجاز المتعارف وهو الاملاء فى البعض
المطلق كمية وبالكيفية حقيقة من غير
تعذر وتهجر فثبت التشبيه بالكيفية
استعمالا واما فى الوجه المطلق باعتبار
الاصول الستة فبالاجمال كثرة الظلم
صار منصوصا عليه ابدا لا محالة لما
بينا فثبت ان وجه التشبيه هو
الكيفية فى البعض المطلق من اهل
الارض بيانه ان حد الظلم وضع
الشئ فى غير موضعه وهو منهى عنه
شرعا لانه قبيح فان اقتضاء صفة

ہونا منصوص ہے پس حدیث کا وہ معنی کہ جس پر
منکروں کا اعتقاد ہے کتاب اللہ اور احادیث
صحیح کے مخالف ہو باطل ہو گیا پس لائق قبول نہیں
اور نیز اہل حق و باطل کا ہمیشہ بایکدیگر جنگ کرنا
جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا
میری امت سے ایک جماعت حق پر لڑنے والی ہمیشہ
غالب رہیگی روز قیامت تک ایسی چیز ہے جو آیات
کے اعتبار سے تمام یا اکثر زمین میں ہمیشہ اد و عدل
بھرنے کی نفی کرتی ہے پس ظاہر ہو گیا کہ حدیث
یملاء الارض کو ان دونو عبارتوں (تمام یا اکثر کے
معنوں میں) بیان کرنا کتاب اللہ اور حدیث
صحیح مشہور کی مخالفت کے سبب سے متروک
العمل ہے تمام یا اکثر افراد کے بھرنے کی مقدار کی
حقیقت دلائل واضحہ سے ممنوع ہو گئی پس مجاز
متعارف کی طرف رجوع ہونا لازم ہوا اور وہ بعض
مطلق میں بھرنا ہے از روی کمیت اور کیفیت میں
از روی حقیقت کے بغیر عذر و منع پس ثابت ہوئی
تشبیہ کیفیت میں از روی استعمال اور توجہ مطلق میں
اصول ستہ کے اعتبار سے پس مجملاً ظلم کی کثرت
منصوص ہو گئی ہے ہمیشہ کیلئے لامحالہ اُس چیز کی
وجہ سے جس کا ذکر ہمنے کیا ہے پس ثابت ہوا کہ وجہ
تشبیہ کہ وہ ایک کیفیت ہے اہل زمین کے بعض
مطلق کی اس کا بیان یہ ہے کہ ظلم کی تعریف ایک
چیز کو اس کے غیر مقام پر رکھنا ہے اور وہ شرعاً ممنوع
ہے اسلئے کہ وہ زبون ہے اور صفت بد کا اقتضا ہے

قال الله تعالیٰ منهم المومنون واکثرهم
الفاسقون وقال الله تعالیٰ وقلیل
من عبادی الشکور وقوله تعالیٰ
وان کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضهم
علی بعض الآیة اینجا هر دو فریق را صفت
بکثرت کرده یضل به کثیرا ویهدی به
کثیرا آورده اینجا خلاف آن محلی است وجه
چیست جواب تواند بود جماعتی بذات
خویش کثیر بود وجماعتے دیگر ازوے
اکثر باشد این کثیر را بنسبت آن اکثر
قلیل و متصف بصفت قلت میدارند
جواب دیگر آنکه مهتدیان چنانچه نصوص بر
آن ناطق ست قلیل اند از جهت قلت
چون بر حکم فان حزب الله هم
الغالبون بر گمراهان غلبه دارند قلیل الشان را
بمنزله کثیر میشمارند بدین اعتبار کثیر خوانند
چنانچه متنبی گفته۔ ثقال اذا لاقوا
خفاف اذا دعوا کثیر اذا شدوا
قلیل اذا عدوا۔ فثبت بهذا النقل
ان القسط والعدل قلیل ابدا والظلم
کثیر ابدا فلا یکون املاء القسط و
العدل کثیرا علی حسب اعتقادهم
فی زمان من الازمنة علی حسب الرؤس
ولان الوجه الاول المقید باعتبار
العصیان لا ینفک عن الثانی فصاعدا

صفت سے یاد کیا ہے اور گمراہوں کو کثرت سے موصوف کیا ہے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان میں کے تھوڑے مومن ہیں اور
انہیں کے اکثر فاسق (کافر) ہیں نیز فرماتا ہے کہ میرے بندوں
میں سے تھوڑے شکر کرنیوالے ہیں نیز فرماتا ہے کہ۔ اور تحقیق کہ
اکثر شریکوں میں سے جو مال آپس میں خلط کرتے ہیں البتہ
ظلم کرتے ہیں بعض بعض پر۔ یہاں دونو فریق کو کثرت سے
متصف کیا ہے۔ اللہ گمراہ کرتا ہے ایسی مثال سے بہتیروں
کو اور ہدایت دیتا ہے بہتیروں کو۔ لایا ہے۔ یہاں خلاف
اُس محل کے ہے اسکی وجہ کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے
کہ ایک جماعت اپنی ذات سے کثیر تھی تو ایک دوسری جماعت
اُس سے اکثر ہوگی اس کثیر کو اُس اکثر کے بہ نسبت قلیل
اور قلت کی صفت سے متصف رکھتے ہیں۔ دوسرا جواب
یہ ہے کہ ہدایت یافتہ جنکے شاہد آیات قرآنی ہیں قلت
کی جہت سے قلیل ہیں چونکہ حکم خدا بیشک تحقیق کہ خدا کا گروہ
وہی غالب ہے سے گمراہوں پر غلبہ رکھتے ہیں ان تھوڑوں
کو کثیر کے درجہ میں جانتے ہیں چنانچہ متنبی نے کہا کہ۔
گراں ہیں جب کافروں سے جنگ کیلئے ملتے ہیں حقیر
ہیں جب جنگ کو چھوڑتے ہیں۔ کثیر ہیں جب مقابلہ کرتے
ہیں قلیل ہیں جب گنے جاتے ہیں۔ بس اس نقل سے
ثابت ہوا کہ داد و عدل ہمیشہ قلیل ہے اور ظلم ہمیشہ کثیر
ہے پس منکروں کے اعتقاد کے موافق داد و عدل سے
بھرنا بر حسب اعداد کسی زمانہ میں کثیر نہ ہوگا اور اس
لیئے کہ وجہ اول کہ ظلم مقید ہے عصیان (گناہ صغیرہ
وکبیرہ) کے اعتبار سے جدا ہو گا دوم سے (کفر و شرک
ونفاق کے اعتبار سے) پس ظلم کا ہمیشہ کثرت سے

لتقیید الظلم علی الغیر فقط فیبقی
مطلقا فلا یجوز تقییده بالرأی لانه
نسخ فالمقصود من هذا البیان
ان اطلاق لفظ الظلم فی الحدیث
مما یشتمل هذه الانواع لکونه وضع
الشیٔ فی غیر موضعه وذلک مما
نص علیه فی الکتاب والسنة بالتابید
والکثرة فلا یقید بزمان دون
زمان ولفظ الحدیث من حیث
اعتبار مفهومه یدل انه یزول فی زمان
المهدی او یقل بخلاف الکتاب
والسنة الصحیحة فلا یقبل والحدیث
الحسانی من الاحاد لا یجوز نسخ
الکتاب به فلا یکون معمولا بهذا
الوجه وحاصل الحدیث شیئان
اما ان یکون المهدی رجلا عادلا
بالطبع بحیث یوجد العدل عنه
مطبوعا وهو مجبول علیه لا یحتاج
الی الظلم شیئا من غیر نظر الی قلة
العدل فی العالم وکثرته کما هو
المذکور فی معنی العبارة الثالثة
هو یملاء الارض قسطا وعدلا بضم
اللام من حد الصغر ای کونه ملیا
ای قویا بنفسه ووجه التشبیه هو
الکیفیة فی الاملاء ای کما تمکنت

غیر محل پر رکھی جاے وہ ظلم مطلق ہے اور حدیث
میں فقط ظلم علی الغیر کو ترجیح دینے والی کوئی بات
نہیں ہے پس باقی رہا ظلم مطلق (خواہ ظلم نفس پر ہو یا غیر
پر) پس ظلم کو اپنی عقل و راے سے مقید کرنا جائز نہیں
اس لئے کہ اس کو اپنی راے سے مقید کرنا حکم حدیث
کو منسوخ کرنا ہے پس اس بیان کا مقصد یہ ہے
کہ حدیث میں ظلم کا لفظ مطلق ہونا اس چیز سے
ہے جو شامل ہوتی ہے ان تمام اقسام کو بسبب ہونے
اس چیز کے وضع شئی در غیر موضع اور یہ از انجملہ ہے کہ اس
پر ہمیشہ اور بہت ظلم ہونے کا حکم صریح کتاب اللہ اور حدیث
رسولؐ میں ہے پس مقید نہوگا ظلم کسی زمانہ میں اور تم نے
(منکروں نے) لفظ حدیث کا معنی جو کچھ لیا ہے اس بات
پر دلالت کرتا ہے کہ ظلم زائل ہوگا مہدیؑ کے زمانہ میں یا
کم ہوگا یہ تمہارا مطلب لینا کتاب خدا اور حدیث صحیح
کے خلاف ہے پس لایق قبول نہیں اور حدیث
حسانی احاد ہے اسکے ذریعہ کتاب کا منسوخ ہونا جائز
نہیں اور وہ لایق عمل نہوگی اس توجیہ سے حاصل حدیث
دو چیزیں ہیں یا یہ کہ مہدی بالطبع مرد عادل ہوگا اس حیثیت
سے کہ مہدیؑ میں طبعی طور پر عدل پایا جائیگا (صفت عدل پیدا
ہونے کے بعد حاصل نہیں کریگا) اور وہ اس کا جبلی عدل
ہے عالم کے قلیل و کثیر ظلم پر نظر کرنیکے بغیر کسی شئی کے ظلم
کا محتاج نہوگا جیسا کہ یہ بات مذکور ہوئی تیسری عبارت
کے معنی میں اور وہ یہ کہ یملأ کے لام کے پیش سے داد و
عدل سے بھر جائیگی زمین بچپن ہی سے یعنے ہونا مہدیؑ ملیاً
یعنے بذات خود قوی ہوگا بھرنے میں وجہ تشبیہ کیفیت میں

القبیح للمنهی عنه ضرورة لحکمة الناهی
وهو اما ان یکون قبیحا لنفسه
وذلك نوعان وضعا وشرعا
اما ما قبیح وضعا فهو الاصول الستة
وهی الکفر والکذب والقتل و
عقوق الوالدین والفرار عن
الزحف واخذ المال بلا حق والزنا
والعبث والجور مطلقا داخل تحت
هذه الاصول لان واضع اللغة
وضع هذه الاسماء قبیحة فی ذاتها
عقلا واما ما قبیح شرعا فهو مثل
بیع الحر والمضامین والملاقیح لان
البیع مبادلة مال بمال شرعا والحر
لیس بمال والمضامین ما فی اصلاب
الاٰباء والملاقیح ما فی ارحام الامهات
من الجنین فلا یتصور المالیة علیها
فصار هذا البیع عبثا لحلوله فی
غیر محله فتحقق قبحه وضعا لان
العبث من القبیح وضعا لما ذکرنا
وبعدم واسطة المحل شرعا والنهی
عن الافعال الخبیثة کالزنا والقتل
وشرب الخمر وغیر ذلك مما یتعلق
بالقبیح فی نفسه وضعا فصار الکل
وضع فی الشیء غیر محله وجور
الظلم المطلق وما جاء فی الحدیث

کہ وہ منع کرنے والے کی حکمت کی رو سے منع
کی جاے اور وہ یعنے ظلم یا بذاتہ برا ہوگا اس کی دو
قسمیں ہیں ایک از روی وضع اور دوسری از روے
شرع لیکن جو چیز از روی وضع بری ہے پس وہ چھے
اصول ہیں یعنے کافر ہونا جھوٹ کہنا کسی کو ناحق قتل
کرنا ماں باپ کو آزردہ کرنا کافروں کے جنگ سے
بھاگنا کسی کا مال ناحق لینا اور زنا کرنا ہے اور ظلم و
عبث مطلقاً ان اصول کے تحت داخل ہیں اسلئے
کہ واضع لغت نے ان اسمائے قبیحہ کو شش اصول
مذکورہ کی ذات میں عقلاً وضع کیا ہے اور جو چیز از
روی شرع بری ہے سو وہ آزاد کا بیچنا اور آبا کے
اصلاب کے پانی کو بیچنا اور رحم میں جو بچے
ہیں ان کو بیچنا ہی (یہ بیع عبث وبیہودہ ہی) اس لئے
کہ بیع مال کو مال سے شرعاً بدلنا ہی اور آزاد مال نہیں
اور مضامین وہ جو آبا کے صلب میں ہے اور ملاقیح جو
مادروں کے رحم کے بچے ہیں پس ان اشیاء مذکورہ پر
مالیت متصور نہ ہوگی پس یہ بیع عبث اور بیہودہ
ہوئی اپنے غیر مقام پر اترنے کی وجہ سے پس از روی
وضع اس بیع کی برائی ثابت ہوئی اس لئے کہ عبث
از روی وضع برا ہے بسبب اس کے کہ جس کا ذکر ہم نے
کیا ہے اور از روی شرع غیر محل ہونے کی وجہ سے
اور منع کرنا افعال خبیثہ کا جس کی برائی عقل سے
معلوم ہو چنانچہ زنا کرنا ناحق قتل کرنا شراب پینا ان
کے سوائے اور دوسرے افعال فاحشہ ہیں جو از روی
وضع بذاتہ برائی سے تعلق رکھتے ہیں پس ہر وہ چیز جو

العذاب وجبال القطر والكبريت
ومع هذا لم تكن ممتلية لقوله تعالى
يوم نقول لجهنم هل امتلأت وتقول
هل من مزيد (جزو ۲۶ رکوع ۱۷) وفي الحديث من
المسلم والبخاري عن النبي انه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لاتزال جهنم يلقى فيها وتقول هل
من مزيد حتى يضع رب العزة
فيها قدمه فينزوي بعضها الى
بعض فتقول قط قط بعزتك و
كرمك الخ فثبت ان مثل هذا
الكلام محمول على العرف لا الحقيقة
والذي يطلب الحقيقة غافل عن
هذه المعاني فليتامل الغافل ان
يعلمه واعتقاده ان المهديؑ لا
يظفر على ياجوج وماجوج وهما
في سبع الارض بقول وفي ثلثها بقول
فمالك والاستغراق وما تفردت بهذا
البيان بل السلف اجمعوا على انه
ان يكون اماما عادلا من غير نظر
الى املاء عدله في اكثر العالم
او اقله والقهر والغلبة لا يشترط
لصحة الامامة كما هو المذكور في
التمهيد شرعا وبلهم في هذه المعاني
بعضها ماذكرنا وبعضها سنذكره في

کہیں گے دوزخ سے کہ کیا تو بھرپور ہوچکی اور وہ
کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے مسلم اور بخاری کی
حدیث میں انس رض سے مروی ہے کہا فرمایا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوزخ میں ہمیشہ
(کچھ نہ کچھ) پڑتا رہیگا اور یہی کہتی رہیگی کہ کیا کچھ اور بھی
ہے یہاں تک کہ رب العزت اسمیں اپنا قدم رکھدیگا
اسی وقت اس کے بعضے ٹکڑے بعض کی طرف
سمٹ جائیں گے اور وہ کہیگی بس بس قسم ہے تیری
عزت اور بزرگی کی الخ پس ثابت ہوا کہ اس قسم کا
کلام حمل کیا گیا ہے عرف ومجاز پر نہ کہ حقیقت پر
اور جو شخص حقیقت کو طلب کرتا ہے وہ ان معانی
سے (حقیقت ومجاز کے معانی سے) غافل ہیں
غافل کو غور کرنا چاہیئے تاکہ اس کو معنی عرفی اور
اپنے اعتقاد کی حقیقت معلوم ہو کہ مہدیؑ یاجوج و
ماجوج پر فتح نہ پائے گا کیونکہ وہ دونوں ایک قول سے
زمین کے ساتویں حصہ میں ہیں اور ایک قول سے
تیسرے حصہ میں کیا ہوا تجکو جو استغراق کے پیچھے
پڑا ہوا ہے نہ صرف یہ میرا ذاتی بیان ہے بلکہ
علماء سلف نے بھی اس بات پر اجماع کیا ہے کہ
مہدی امام عادل ہوگا اکثر یا کمتر عالم میں مہدیؑ
کے عدل سے بھرنے پر نظر کئے بغیر اور مہدیؑ
کی صحت امامت کیلئے ظاہری بادشاہوں کی
طرح قہر وغلبہ کی شرط بھی نہیں چنانچہ یہ بات ابو
شکور سالمیؒ کی تمہید میں مذکور ہے پس اس معنی میں
منکرین کے بعض اقوال کا ذکر میں نے کر دیا ہے

الجور والظلم فی قلوب اهل الارض یمکن المهدی العدل بتاثیره فی دعوته وصحبته وذلک مما ینافی القهر والغلبة التی اعتقدتموها باطلا ونظائره فی العرف کثیرة یقال ملأ خزانة الامام بالجواهر لا یتصور من هذا الکلام ان الجواهر فی خزانته اکثر من سائر الامتعة او یقال ملاء السوق بالبر من غیر نظر بان البر اکثر من سائر الاطعمة التی فی السوق وغیر ذلک مما لا یخفی بل المقصود وجودها وجودا ظاهرا غیر مختف فالمقصود ان الاملاء الذی ذکر فی الحدیث هو الاملاء العرفی المجازی لا الحقیقی لان الحقیقة اذا تعذرت صارت مهجورة فیصرف الحکم الی المجاز العرفی الا تری الی قوله تعالی لاملئن جهنم منک وممن تبعک منهم اجمعین حیث وعد الله
جز ۲۳ ر ۱۶ ع ۱۴
املاء جهنم من متابعی الشیطان اجمعین ولم یکن هذا الاملاء حقیقة بحیث لا یبقی فیه موضع الا وهو مشغول بها اذ فیها ثعابین وحیات وعقارب و آلات

ہے یعنی جیسا کہ جور وظلم اہل زمین کے دلوں میں قرار پایا ہے اسیطرح مہدی اپنی دعوت وصحبت کی تاثیر سے عدل بھریگا اور یہ بات منجملہ اسکے ہے جو قہر وغلبہ کی نفی کرتی ہے وہ قہر وغلبہ کہ تمنے مہدی کے ساتھ ہونیکا باطل اعتقاد باندھ لیا ہے اس کی مشہور مثالیں بہت سی ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ بادشاہ کا خزانہ جواہر سے بھرا ہوا ہے اس سے یہ بات متصور نہیں ہوتی کہ بادشاہ کے تمام مال ومتاع سے زیادہ اسکے خزانہ میں جواہر ہیں یا کہا جاتا ہے کہ بازار گیہوں سے بھرا ہوا ہے بغیر نظر کرنے اس بات کے کہ تمام غلوں سے جو بازار میں ہیں اور ان کے سوا جو پوشیدہ نہیں ہیں ان سے گیہوں اکثر ہیں بلکہ مقصود گیہوں کا وجود ظاہری ہے جو مخفی نہیں ہے بس مقصود وہ املاء (پری) ہے جس کا ذکر حدیث میں کیا گیا ہے وہ املاء (پری) عرفی مجازی ہے حقیقی نہیں کیونکہ جب حقیقت متعذر ہوتی ہے تو چھوڑ دی جاتی ہے پلٹنا ہے حکم مجاز عرفی کی طرف کیا تو نہیں دیکھتا اللہ تعالے کے قول کی طرف کہ میں ضرور دوزخ بھرونگا تجھسے اور ان لوگوں سے جو تیری پیروی کریں " اللہ تعالے نے سب شیطان کی پیروی کرنے والوں سے جہنم بھرنیکا وعدہ کیا ہے اور یہ جہنم کو بھرنا حقیقۃً اسطرح نہیں ہے کہ نہ باقی رہے جہنم میں کوئی جگہ مگر وہ کافر سے بھرا ہو اس لئے کہ جہنم میں جو الدار عذاب کے فرشتوں سانپوں بچھوؤں آلات عذاب گندک کے پہاڑ اور ہڑتال کے مقامات بھی ہیں باوجود ان کے پر ہونے کی جہنم اللہ کے فرمان ندا سے [illegible]

وسلم فالآن جمع فتح الامراء فتكثروا وبه لايلزم المزية امابعتبار الواحد ان فتحه اكثر وهو فی عشر سنين والثانی انهم قدروا امكنة غاية تسع سنين وانه يسير ولا يقدر سياحة جميع الارض فی تلك المدة فكيف الغزو والفتح وليس لهم نقل من الاحاديث الصحاح انه يسيح فی الارض كالريح او يكون له طی الارض كما هو المنقول فی حق الدجال بحديث صحيح ولو سلم فانه لايستطيع ان يملاء القسط والعدل وحدانا بالقهر والغلبة وهم قدروا انه جيشا عظيما يقاتل به الناس ممن لايطيعه فلا يكون لجيشه سياحة الريح ولا طی الارض فثبت ان لايملاء الجميع ولطن اسند لا لهم بالقهر والغلبة ووجب ان يملاء قلوب اهل الارض ممن يطيعه بالقسط والعدل وهو التاثير فی القول والصحبة ويبدل عن قلوبهم الجور والظلم بالموعظة الحسنة والدعوة الی الله والثالث انه علم من اقوالهم ان فتنة الدجال تقوم فی حيات المهدیؑ وفی عدله و

پس اب اگر جمع ہو امیروں کی فتح تو بہت ہونگے فتوحات اس اعتبار سے زیادتی لازم نہیں آتی بلکہ باعتبار واحد کے آپکی فتح اکثر ہے کہ وہ دس سال میں ہوئی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ انھوں نے مہدیؑ کے دعوی میں نہایت نو سال ٹھیرنیکا اندازہ کیا ہے اور یہ مدت تھوڑی ہے تو پھر اس مدت میں تمام زمین کی سیر کرنا اور کافروں سے جنگ کرکے فتح پانا کیسے ممکن ہوسکتا ہے اور ان کیلئے احادیث صحیحہ سے کوئی نقل بھی نہیں ہے کہ مہدیؑ ہوا کی طرح زمین پر گھوم جائیگا یا اس کے لئے زمین طے ہوجائیگی جیسی کہ صحیح حدیث سے دجال کے حق میں نقل منقول ہے اور اگر ہوا کی طرح مہدیؑ کے سیر کرنے اور زمین کے طے ہونیکو تسلیم کرلیا جائے تو مہدیؑ محض اپنی ایکذات سے ساری زمین کو بذریعہ قہر وغلبہ داد وعدل سے نہ بھر سکیگا کیونکہ مخالفانِ مہدیؑ نے تو مہدیؑ کے متعلق یہ مقرر کیا ہے کہ مہدیؑ کے ساتھ بڑا لشکر ہوگا اور اس لشکر کی ذریعہ اپنے مخالفوں سے جنگ کریگا نہ تو مہدیؑ کے لشکر کے لئے ہوا کی طرح سیر ہوگی اور نہ زمین طے ہوگی پس ثابت ہوا کہ مہدیؑ تمام زمین کو داد وعدل سے نہیں بھر یگا اور مہدیؑ کے ساتھ قہر وغلبہ ہونے کے دلائل جو پیش کرتے ہیں باطل ہوگئے اور واجب ہوا کہ مہدیؑ اہل زمین سے اپنی اطاعت کرنیوالوں کے دلوں میں اپنے قول اور اپنی صحبت کے اثر سے داد وعدل بھرے اور اپنی دعوت الی اللہ اور نیک نصیحت کے ذریعہ اہل زمین کے دلوں سے ظلم وجور دور کرے اور تیسری

محله ان شاء الله تعالیٰ هذا اما ثبت بالنقل واما بالعرف فنقول فیه وجوها الاول فان المهدی تابع رسول الله فاما متبوعه لما لم یستقم فی جمیع الارض او اکثرها بنفسه فی حیاته بالقسط والعدل بل آثار الکفر والظلم فی البلدان باقیة بعده فان فی الهند بلدانا ما نحن فیه انه لم یر اهلها اثر الاسلام من عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم الی زماننا هذا اقرب بیب الف سنة من الهجرة فکیف یستقیم امر تابعه فی خمس سنین او فی تسع سنین فلو استقام للزم مزیة التابع علی المتبوع فیضا وهو باطل وهذا خلاف ما اعتقدوه فی العبارة الاولی فان قلت کیف یلزم مزیة التابع علی المتبوع وقد کان الاسلام فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم اقل مما هو فی زماننا فلو لزم مزیة التابع علی المتبوع للزم مزیة الخلفاء الراشدین علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو باطل قلت هذا اذا کان لفة الخصم من واحد کما حدث عن رسول الله صلی الله علیه

اور بعض کا ذکر اس کے محل پر کروں گا انشاء اللہ تعالےٰ یہاں تک تو نقلی ثبوت تھا اب میں حدیث کے مجازی معنی کو کئی وجوہ سے بیان کرتا ہوں وجہ اول جان کہ مہدیؑ رسولؐ کا تابع ہے جبکہ داد و عدل آپکی ذات سے آپکی حیات میں تمام یا اکثر زمین میں مستقیم نہوا بلکہ آپ کے بعد کفر او ظلم کے آثار کئی شہروں میں باقی ہیں پس ہند میں ایسے بھی شہر ہیں کہ جن کو تو جانتا ہے کہ رسول علیہ السلام کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک ہجرت سے تقریباً ہزار سال گذرے ان شہروں میں کسی نے اثر اسلام نہیں دیکھا تو پھر تابع (مہدیؑ) کا امر پانچ یا نو سال میں کیونکر مستقیم ہوگا اور اگر مستقیم ہو جائے تو تابع کے اثر فیض و دعوت کی زیادتی متبوع پر لازم آئے گی اور وہ باطل ہے اور یہ خلاف ہے اس چیز کے جس کا اعتقاد انہوں نے کیا ہے پہلی عبارت میں پس اگر کہے تو کہ تابع کی زیادتی متبوع پر کیسے لازم آتی ہے حالانکہ رسولؐ کے زمانہ کا اسلام ہمارے زمانہ کے اسلام سے بہت کم تھا پس اگر اس سے تابع کی زیادتی متبوع پر لازم آتی ہے تو خلفاء راشدین کی زیادتی رسولؐ پر بالضرور لازم آئے گی اور یہ باطل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تیرا یہ اعتراض اس وقت ثابت ہو جب کہ تمام فتوحات ایک شخص کے ہاتھ سے ہوتے جیسا کہ دعوا ہوا رسول اللہ کی ذات سے

ولقوله تعالیٰ قل سیروا فی الارض
فانظروا کیف کان عاقبة الذین
من قبل کان اکثرهم مشرکین۔
جزو ۲۱ رکوع ۸
وغیر ذلك من الآیات واما فی
جمیع الآخرین فلاستجابة دعوة
سلیمان علیه السلام حیث قال رب
اغفر لی وهب لی ملکا لا ینبغی لاحد
جزو ۲۳ رکوع ۱۲
من بعدی انك انت الوهاب
واما فی مطلق الزمان فلقوله تعالیٰ و
لو شئنا لآتینا کل نفس هدیٰها
ولکن حق القول منی لاملئن
جهنم من الجنة والناس اجمعین
جزو ۲۱ رکوع ۱۵
حیث شرط المشیة بحرف لو وهو
لانتفاء الشیٔ لانتفاء غیره فلا یوجد
مشروطه ابداً کما عرف فی النحو مثاله
لو کان فیهما آلهة الا الله لفسدتا
جزو ۱۷ رکوع ۲
ثم اضاف الهدیٰ الی النفوس
کلها وهو هدیٰ یوم المیثاق لقبول
الربوبیة ولکن ما آتیناه فیها لانه
ماجری مشیتی علی ذلك بل جری
مشیتی حق القول منی لاملئن
جهنم من الجنة والناس اجمعین
جزو ۲۱ رکوع ۱۵
ای من بعضها فان فی دار الدنیا
یعم هدیٰ کل نفس بمناسبتها فیکون
هدیٰ الکافر الاسلام وهدیٰ المسلم

سے پہلے ہو گذری ہیں انمیں ایسے سمجھدار لوگ نہوے
جو زمین میں فساد کرنے سے منع کرتے مگر تھوڑے سے
جن کو ہم نے بچالیا (وہ فساد سے منع کرتے تھے) اور
نیز فرمان ہے کہ۔ اور ہمنے اگلی امتوں میں اکثر کو عہد میثاق
پر برقرار نہ پایا بلکہ ہمنے ان میں اکثر کو عہد شکن پایا اور
نیز فرمان ہیکہ۔ کہدے کہ سیر کرو زمین میں اور دیکھو کہ
کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے ہو گذرے
انمیں بہتیرے مشرک تھے۔ ان کے سوائے اور
دوسری آیتیں ہیں۔ اور تمام آخرین کے متعلق سلیمانؑ
کی دعا قبول کرنے کے سبب سے جہاں کہ۔ کہا اے میرے
پروردگار مجھے بخشدے اور مجھکو عطا فرما ایسی بادشاہت
کہ کسیکو سزاوار نہو میرے بعد بیشک تو بڑا عطا فرمانیوالا ہے
اور مطلق زمانہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ۔ اور اگر
ہم چاہتے تو عطا کر دیتے ہر شخص کو اس کی ہدایت ولیکن
ثابت ہو چکا ہے مجھسے یہ حکم کہ میں ضرور بھرونگا دوزخ
کو جنات اور آدمی سب سے جہاں کہ شرط کیا مشیت کو
حرف لو کے ساتھ اور لو انتفاء شی لانتفاء غیرہ کے لئے
ہے پس ہمیشہ کیلئے مشروط (تمام لوگونکا ہدایت پانا)
نہیں پایا جائیگا چنانچہ اسکی مثال نحو میں جانی گئی (وہ
یہ کہ) اگر ہوتے زمین اور آسمان میں دو خدا خدا کے
سوائے تو دونو فاسد ہوتے پس اضافت کیا ہدایت
کی تمام لوگوں کی طرف اور وہ ہدایت روز میثاق کی ہے
ربوبیت قبول کرنیکے متعلق ولیکن (روز میثاق میں سکو
راہ راست نہیں دکھلایا بنا بریں) ہمنے دنیا میں اسکو
ہدایت نہیں دی اسلئے کہ ان کی ہدایت پر ہماری

فتنته فی اکثر العالم لا محالة فکیف یثبت عدل المهدی فی جمیع العالم او اکثرہ اذا قد کونهما فی زمان واحد لان عیسیٰ ینزل فی اخر ایام الدجال فیقتله و یکون الامر بعدہ لعیسیٰؑ لانه ثبتت امامته بالحدیث المشهور وهو قوله علیه السلام والذی نفس محمد بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم اماما مقسطا وحکما عدلا فیکسر الصلیب الحدیث و ثبت النهی ببیعة الامامین فی بلد واحد و ولایة واحدة فظهر بطلان اقوالهم بالجمع بین عیسیٰ والمهدی علیهما السلام وبملاء جمیع الارض بالقهر والغلبة فان قلت الیس الله بقادر ان یملاء الجمیع او اکثرها فی زمانه بلا فعله بالقسط والعدل قلت بلی ولاکن ما جرت سنة الالٰهیه ان یفعل ذلك فی اکثر الاولین وجمیع الاخرین اما فی اکثر الاولین لقوله تعالیٰ فلولا کان من القرون من قبلکم اولو بقیة ینهون عن الفساد فی الارض الا قلیلا ممن انجینا منهم الایة ولقوله تعالیٰ

جزو ۱۲ رکوع ۱۰

وما وجدنا لاکثرهم من عهد وان وجدنا اکثرهم لفاسقین

جزو ۹ رکوع ۴

وجہ یہ کہ مخالفوں کے اقوال سے معلوم ہوا کہ مہدیؑ کی حیات اور آپکے عدل کے وقت دجال کا فتنہ قائم ہوگا اور دجال کا فتنہ لا محالہ اکثر عالم میں پھیل جائے گا تو پھر مہدیؑ کا عدل تمام یا اکثر عالم میں کیونکر ثابت ہوگا جبکہ انھوں نے ایک ہی زمانہ میں مہدیؑ اور دجال لعین کے ہونیکو مقرر کرلیا ہے اسلئے کہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کی بادشاہت کے آخری ایام میں اتر آئیں گے اور اسکو قتل کرینگے اس کے بعد امر خلافت عیسیٰؑ کو ہوگا (عیسیٰؑ زمین پر امام وخلیفہ ہونگے) اسلئے کہ عیسیٰؑ کی امامت حدیث مشہور سے ثابت ہے وہ یہ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا خدا کی قسم جس کی قدرت کے ہاتھ میں محمد کی ذات ہے قریب ہے اتر آئیں تمہارے درمیان فرزند مریمؑ درانحالیکہ امام عادل ہے اور عدل کا حکم کرنے والا ہے اور توڑے گا صلیب کو الخ اور ثابت ہوگئی ہے ممانعت دو اماموں کی بیعت کی ایک ہی شہر اور ایک ہی ولایت میں پس اُن لوگوں کے اقوال کا بطلان اور فساد ظاہر ہوگیا جو مہدیؑ اور عیسیٰؑ علیہما السلام کے جمع ہونے اور تمام زمین کو قہر وغلبہ سے بھرنے کے متعلق پیش کرتے ہیں۔ اور اگر کہے تو کہ کیا مہدیؑ کے زمانہ میں مہدیؑ کے داد و عدل کے فعل کے بغیر تمام یا اکثر زمین کو بھر دینے کی قدرت اللہ تعالےٰ نہیں رکھتا تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس پر قادر تو ہے لیکن مہدیؑ سے پہلے اکثر اہل زمین کو بھرنے پر سنت الٰہی جاری نہوئی اور نہ مہدیؑ کے بعد آخرین میں جاری ہوگی لیکن اولین میں اکثر نہ بھرنے پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تو جو امتیں تم

علی الغیر واما بالظلم علی نفسه فی
مطلق الزمان وايد هذا المعنی قوله
ولقد ذرانا لجهنم کثیرا من الجن (جزء ۹ رکوع ۱۲)
والانس الاية وهذه الايات خلاف
ما اعتقدوه بالعبارتین الاولی املاء
المهدی الارض بالقسط والعدل
بنفسه والثانية املاء الله بقدرته
فی زمانه فان قلت دلت الايات
علی اکثر اهل النار فربما يجتمع من
القرون الماضية وبه لا يمتنع صفاء
جميع الارض فی زمان من الازمنة
من اهل النار وهو زمان المهدی
قلت نعم ولکن قد ذکرت الجواب
عن الايات والاحاديث مما يوجب
الجنة فتعارضا والحديث جسمانی
من الاحاد لا يجوز نسخ الکتاب به
فترجح جانب الکتاب فثبت بان
اهل النار الی الازمنة السابقة بالوجه
المنقول بالاجمال مما فهمته فالان
افصل لك ما سألت انشاء الله تعالی
فاعلم ان قوله تعالی ولو شاء ربك
لجعل الناس امة واحدة ولا يزالون [illegible]
مختلفين الی قوله [illegible] (جزء ۱۲ رکوع ۱۰)
[illegible]
[illegible]

سے ہے اس کے ذریعہ کتاب کا منسوخ ہونا جائز نہیں اور
ترجیح کتاب کو حاصل ہے اور ثابت ہوا کہ اہل دوزخ اکثر ہیں
اور یہ مطلقاً ظالم ہیں غیر پر یا اپنی ذات پر ظلم کرنیکی جہت
سے مطلق زمانہ میں اور اس معنی کی تائید کرتا ہے اللہ تعالے کا
فرمان۔ اور ہمنے پیدا کیا ہے دوزخ کیلئے بہت سے جنوں
اور آدمیوں کو اور یہ آیتیں خلاف ہیں اس چیز کے جس پر
مخالفان مہدی نے اعتقاد کیا ہے دو عبارت میں پہلی یہ کہ
مہدی کا بذاتہ زمین کو داد و عدل سے بھرنا دوسری یہ کہ خدائے
تعالیٰ کا مہدی کے زمانہ میں اپنی قدرت سے بھرنا پس اگر کہے
تو کہ آیتیں دلالت کرتی ہیں اہل نار کی کثرت پر پس گذشتہ
زمانوں میں اہل نار کی کثرت رہی ہے اور اس سے اہل نار کی
صفائی ممتنع نہیں ہے کسی زمانہ میں اور وہ مہدی کا زمانہ ہے
(لہذا تمام زمین کو داد و عدل سے بھرنا چاہیئے) میں کہتا ہوں
ہاں لیکن میں نے ان آیتوں اور حدیثوں کا جواب ذکر کردیا
ہے جو جنت کو واجب کرتی ہیں پس وہ دونو متعارض ہیں
حالانکہ حدیث جسمانی احاد سے ہے اس سے آیت قرآن
کا منسوخ ہونا جائز نہیں اور قوی رہیگا حکم قرآن پس
ثابت ہوا کہ اہل نار تا زمانہ سابق مجملاً بیان کی ہوئی منقول
وجہ کے موافق ہیں جسکو تم سمجھ چکے ہو اب میں اس کو
مفصل بیان کرتا ہوں انشاء اللہ تعالی پس جان کہ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد اگر تیرا پروردگار چاہتا تو سب
لوگوں کو ایک امت کر دیتا اور ہمیشہ رہینگے آپس میں
اختلاف کیے ہوئے بجز اسکے کہ جو لوگ تیرے رب کو
[illegible] ان سے ہمنے عہد و پیمان کیا تھا
پھر وہ بھول گئے ایک حصہ اس نصیحت سے جو

الثبوت على التكليفات الشرعية
وباب العدل والقسط منها وبعدها
طلب التقرب الى الله تعالى في الدنيا
حتى انتهى الامر الى ان حسنات
الابرار سيآت المقربين فلو املأ
الارض بالقسط والعدل جميعا او
اكثرها بحسب الافراد المملوء فيها
الجور والظلم لورد الخلف في كتاب
الله تعالى وذلك باطل بيانه ان الله تعالى
نفى مشية الهداية عن الكل فثبت
الهداية في حق البعض على رفع
سلب الكل والبعض محتمل في القلة
والكثرة ثم استدرك باملاء جهنم
ولكن اكده باجمعين من الفريقين
في حق البعض الذي دونه منهما
اي الجن والانس فصار مفسرا بالاكثر
وهو قول الخصم في معنى الاملاء
فثبت ان اهل النار اكثر ولفظ
الحديث يدل على كثرة العدل في
زمان المهدي عليه السلام باعتبار تقسيم من حيث
الافراد وذلك مما يوجب الجنة
متعارضا والحديث حمل على من
الاحاد لا يجوز نسخ الكتاب به فترجح
جانب الكتاب فثبت ان اهل النار
اكثرهم الظالمين مطلقا اما [illegible]

مشیت جاری نہوئی بلکہ جاری ہوئی میری مشیت کہ
ثابت ہوچکا مجھسے یہ حکم کہ میں ضرور بھرونگا دوزخ کو جنات
اور آدمی سب سے یعنی بعض جن وانس سے اس لئے کہ
دار دنیا میں ہر ایک ذات کیلئے اس کی ذات کے موافق
ہدایت ہوگی پس کافر کو اسلام لانے کی ہدایت ہوگی اور
مسلمان کو تکلیفات شرعیہ پر قایم رہنے اس کے متعلقات
باب داد وعدل پر ثابت رہنے اس کے بعد دنیا میں خدا
کا قرب طلب کرنیکی ہدایت ہوگی یہانتک کہ پہنچے گا امر
اس حد تک کہ ابرار کی نیکیاں مقربونکی برائیاں ہیں پس
اگر مہدی علیہ السلام تمام یا اکثر زمین کو داد وعدل سے باعتبار
افراد پر کرے وہ افراد کہ جن میں جور وظلم پر کیا گیا ہے
تو وارد ہوگا خلاف کتاب اللہ میں اور یہ باطل ہے اس
کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالے نے تمام جن وانس سے
مشیت ہدایت کی نفی کی ہے پس تمام ہدایت دور ہونے
کے اعتبار سے بعض کے حق میں ہدایت ثابت ہوئی
اور بعض قلت وکثرت دونوں کا احتمال رکھتا ہے پھر
خبر دیا جہنم بھر نیکی ولیکن تاکید کیا اسکی لفظ جمع سے فریقین
کیساتھ بعض کے حق میں وہ بعض کہ سوا سے بعض کے
ہیں ان دونوں یعنے جن وانس سے پس تفسیر کیگئی
اکثر سے اور وہ مدعی کا قول ہے معنی میں املاء کے پس
ثابت ہوا کہ اہل دوزخ اکثر ہیں اور ان لفظوں کے اعتقاد
سے حدیث کا لفظ مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں بحیثیت افراد
اکثرت عدل پر دلالت کرتا ہے [illegible] سے ہے جو
واجب کرتی ہے جنت کو [illegible] یہاں دو حدیثیں
باہم بغیر تعارض قایم ہوتا ہے اور حدیث حسانی احاد

منتهی کماله وهو یدرک الابصار
کما هی فان قلت بعض الفقهاء منعوا
رویة الله تعالی فی الدنیا فما وجه
نفی الامکان فی الدنیا قلت قول
الفقهاء مختلف فیه فبعضهم منعوا
الجواز وبعضهم منعوا الوقوع فاما من
منع الجواز فلیس له ان یمنع لان
منع الجواز یدل علی منع وجود الله تعالی
فی الدنیا والآخرة من وجه لان
اهل السنة والجماعة ما عللوا الرویة
الا الوجود وهو فی الدنیا والآخرة
سواء واما من منع الوقوع فهو من
خشیة نفسه یعنی علم نفسه انه
مومن صافی القلب فما لم یر نفسه
فکیف یری غیره وهو الظن الفاسد
فان رویة الله فی الدنیا مرویة
عن کثیر من الصحابة والتابعین
رضی الله عنهم والیه اشار الامام
علی الاصغر زین العابدین بن
حسین بن علی رضی الله عنهم
انی لاکتم من علمی جواهره الی
آخره کما مر ذکره وهذا اعلم
الاحسان الذی فی الحدیث
قوله علیه السلام ان تعبد الله
کانک تراه فان لم تکن تراه فانه

کہ وہ ہیں پس اگر کہے تو کہ بعض فقہا نے دار دنیا میں
دیدار کو منع کیا ہے تو پھر دنیا میں دیدار ممکن ہونیکی کیا
وجہ ہے میں کہتا ہوں کہ فقہا کا قول اس مسئلہ میں مختلف
فیہ ہے انہیں کے بعض نے رویت کے جواز کو دنیا
میں منع کیا ہے اور بعض نے وقوع رویت کو منع کیا
ہے اور جس نے جواز رویت کو منع کیا ہے پس اسکے
لئے مطلق رویت کے منع پر کوئی دلیل نہیں اسلئے کہ
مطلق رویت کے جواز کو منع کرنا دنیا اور آخرت میں
وجود خدا کے منع پر من وجہ دلالت کرتا ہے اس لئے
کہ سنت وجماعت نے رویت کی علت نہیں بیان
کی مگر وجود خدا کو اور وہ دنیا اور آخرت میں یکساں ہے
اور جس نے وقوع رویت کو منع کیا ہے پس وہ اسکی
ذات کے خوف کی وجہ سے ہے یعنی وہ اپنی ذات کو
جانا کہ مومن صاف دل والا ہے پس جبکہ اس نے نہیں
دیکھا اپنے نفس کو تو جانا کہ کیسا دیکھے گا اپنے غیر کو
اور یہ گمان فاسد ہے اور دنیا میں اللہ کا دیدار اکثر صحابہ
وتابعین رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اسی کی طرف اشارہ
فرمایا ہے امام علی اصغر زین العابدین ابن امام حسین
ابن علی رضی اللہ عنہ نے کہ میں اپنے علم کے جواہر کو پوشیدہ
رکھتا ہوں الخ چنانچہ ان اشعار کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور
یہ خدا کو دیکھنے کا علم علم احسان ہے جس کا ذکر حدیث
شریف میں ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت
اس طرح کر گویا کہ تو اللہ کو دیکھتا ہے اور اگر تو اللہ کو
نہیں دیکھ سکتا تو یہ سمجھ کہ اللہ تجھکو دیکھ رہا ہے پس
میں اللہ تعالے کی توفیق سے منکرین دیدار کے گمان

القیمة وقولہ ع لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیمة وقولہ علیہ السلام الجھاد ماض مذ بعثنی اللہ الی ان یقاتل اٰخر امتی الدجال. دل علی استمرار الفریقین ای الکافر والمسلم الی یوم القیمة مع کثرة الکفر والظلم وھذا المعنی یمنع خلوص زمان من الازمنة عن الکفر والظلم فلم یستقم السوال لان بقاء العداوة فیما بینھم یدل علی وجودھم الی یوم القیمة ویمنع خلو زمان منھم وکذلک امضاء الجھاد فی الاحادیث وقد ذکرت فیما مضیٰ من غیر مرة فان قلت ثبت املاء جھنم فی حق الکافر والعاصی فما وجہ تارک تقرب التجلیات فانہ مومن قلت جھنمہ عدم الوصول الی مراتب الذین یتمنیٰ مکانھم فی الدنیا بل ھو احراق النیران ولم یتم لاحد منزلة بحیث لا یدرک وراءھا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالےٰ وراء کل وراء لا یتجلی فی صورة مرتین ولا یتجلیٰ فی صورة الاثنین وذلک من عظیم شانہ لا تدرک الابصار

اُن کو لگی تھی تو ہم نے لگا دی اُن کے آپس میں دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑنے والی غالب رہیگی قیامت تک نیز فرمایا کہ جہاد باقی ہے اُس مدت سے کہ مجھکو اللہ نے بھیجا اُس مدت تک کہ میری آخری امت دجال سے جنگ کرے۔ یہ حدیث کفر اور ظلم کے ساتھ دونو فریق یعنے کافر و مسلم کے ہمیشہ روز قیامت تک رہنے پر دلالت کرتی ہے اور یہ معنی کسی ایک زمانہ میں بھی کفر و ظلم سے خالی ہونیکو منع کرتا ہے پس تیرا سوال قایم نرہا اس لئے کہ انکے درمیان عداوت کی بقا، روز قیامت تک انکے موجود ہونے پر دلالت کرتی ہے اور انسے زمانہ کے خالی ہونیکو بھی منع کرتی ہے اور اسی طرح جنگ و جہاد باقی رہنے پر احادیث دلالت کرتی ہیں اور میں نے اس بات کا ذکر سابق میں کئی بار کر دیا ہے پس اگر کہے تو کہ جہنم کا بھرنا کافر اور عاصی کے حق میں ثابت ہے پس قرب تجلیات حق کے تارک کیلئے دوزخ قرار دینے کی کیا وجہ ہے حالانکہ وہ مومن ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دوزخ اس کے حق میں نہ پہنچنا اُس کا اُن کے مراتب کیطرف جن کے مقام کی آرزو دنیا میں کی جاتی ہے بلکہ وہ نہ پہنچنا اُن کے مکان کو اُسکے حق میں دوزخ میں جلنا ہے اور کسی کو ایسا مرتبہ نہیں ملا کہ اُس کے اوپر کوئی مرتبہ متصور نہو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ وراء الوراء ہے انہیں تجلی کیا ایک صورت میں دو مرتبہ اور نہ تجلی کیا دو کی صورت میں اور یہ اُسکی بزرگ شان سے ہے آنکھیں نہیں پاتی ہیں اس کے انتہائی کمال کو اور وہ پاتا ہے آنکھوں کو جیسی

لبلال انی سمعت خسف نعليك
بين يدی فی الجنة ويروی دق
نعليك ومنها الاحاديث فی ثواب
الادعية والاعمال الصالحة ان من
فعل كذا وكذا من الاعمال فانه
لا يخرج من الدنيا حتى يرى مقعده
فی الجنة فاعلموا ان من استحق رؤية
الجنة ودخولها فی حيوته استحق
رؤية الله تعالى فی الدنيا بروحه و
على هذا قال بعضهم رؤية الله تعالى فی
المنام جائزة وذكر فی شرح العقايد
بعد الجواب فی مناظرة اهل الاعتزال
فقال وهذا مشعر بامكان الرؤية
فی الدنيا ولهذا اختلف الصحابة
رضی الله عنهم فی ان النبی عليه
السلام هل رای ربه ليلة المعراج و
الاختلاف فی الوقوع دليل الامكان
فثبت ان الوقوع ممكن وهذا
جواب الفريقين من المنكرين
للجواز والوقوع واما الكيفية فهو من
المتشابهات فی رؤية الدنيا والآخرة
كما ذكره الامام البزدوی فی النوادر
والله اعلم اما قوله تملك سبع
سنين فالمتوكل على الله والمؤمن
المتقی الذی لا يشك احد فی ولايته

سنی خسف نعلیک کی بجاے دق نعلیک بھی مروی
ہے اور بعض اُن احادیث سے جو نیک اعمال اور دعاؤں
کے ثواب میں وارد ہوئی ہیں یہ ہے کہ اگر کوئی شخص
ایسے اور ایسے نیک اعمال کرے پس وہ دنیا سے
کوچ نہیں کریگا جبتک کہ وہ اپنی جاے نشست کو
جنت میں نہ دیکھ لے پس جان جو شخص کہ اپنی حیات
میں جنت کو دیکھنے اور اس میں داخل ہونے کا مستحق
ہو سو وہ دار دنیا میں اپنی روح سے رویت اللہ کا
مستحق ہوگا اسی اعتبار سے ان میں کے بعض نے
کہا کہ خواب میں خدا کو دیکھنا جائز ہے اور شرح عقاید
میں معتزلوں کے مباحثہ کا جواب دینے کے بعد
ذکر کیا گیا ہے پس کہا کہ یہ بات دار دنیا میں رویت
کے ممکن ہونے کی خبر دینے والی ہے اور اسی معنی
کے لئے صحابہؓ نے معراج کی رات میں آنحضرتؐ کے
خدا کو دیکھنے کے متعلق وقوع رویت میں اختلاف کیا
ہے وقوع رویت میں اختلاف کرنا امکان رویت
کی دلیل ہے پس ثابت ہوا کہ وقوع رویت ممکن ہے
اور یہ جواز رویت اور وقوع رویت کا انکار کرنیوالے
دو فرقوں کا جواب ہے لیکن دنیا اور آخرت میں دیدار کی
کیفیت متشابہات سے ہے چنانچہ بزدوی نے نوادر
میں ذکر کیا ہے اور اللہ بہتر جاننے والا ہے کیفیت کا
مگر آنحضرتؐ کا قول کہ (مہدیؑ) سات سال بادشاہت
کرے گا یعنے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنیوالا ہوگا اور پرہیزگار
مومن ایسا ہوگا کہ اس کی ولایت میں کسی قسم کا شک
وشبہ نہیں کیا جائیگا بادشاہان زمین اُسکی اطاعت

يراك ثم لا فتح مطان المنكر بين
بتوفيق الله تع بيانه ان من انكر
روية الله تعالے في الدنيا ويرى
روية في الآخرة فلا يخلو اما ان
يرى النقصان من جهة المرئي فقد
كفر لانه تعالى لا يتغير بذاته ولا
بصفاته بحدوث الاكوان وهو
الآن كما كان والتغير من صفات
الحدوث والله برى منه او لم يرى
الله تعالى وجودا في الدنيا كما ان
الروية معلومة بالوجود عند اهل
السنة والجماعة وكلاهما كفر اما من
جهة الرائي فان راى فيه نقصانا
في الدنيا دون الآخرة فالصفة التي
استحق بها الروية في الآخرة دون
الدنيا ليست بحصلة الا في الدنيا
لانها بعد الموت لا يحصل الترقي
الا ما حصل في الحيوة فاستحقاق
الروية في الآخرة هو الاستحقاق
في الدنيا ولانه يعرج روحه
الى الجنة ويدخل فيها في حيوته
وعليه آثار واخبار لا يحتمل هذا
المختصر منها ما ذكر في المسلم والبخاري
عن ابي هريرة رضي الله عنه انه قال
قال رسول الله صلے الله عليه وسلم

کو دور کرتا ہوں اس کا بیان یہ ہے کہ جسنے انکار کیا وار دنیا
میں خدا کے دیدار کا اور آخرت میں دیکھنے کا اعتقاد رکھتا ہے
تو خالی نہیں ہے یا تو اعتقاد رکھتا ہے دکھلائی دینے
والے کی طرف نقصان کا (اللہ تعالیٰ اپنے طالبوں کو دنیا میں
خود کو دکھا نیکی طاقت نہیں رکھتا ہے) پس اس اعتقاد
سے کافر ہو جاتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات
سے متغیر نہیں ہوتا مخلوقات کے توپیدا ہونے سے اب
وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا متغیر ہونا مخلوقات کی صفات
سے ہے اور اللہ تعالیٰ تغیر سے بری ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ از
روی ذات دنیا میں دکھتا نہیں جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی
ذات کو دیکھنا معلوم کیا گیا ہے اہل سنت وجماعت
کے پاس اور وہ ہر دو کفر ہیں اور یا اعتقاد رکھتا ہے دیکھنے
والے کی طرف نقصان کا پس اگر اعتقاد رکھتا ہے رائی
کے نقصان کا دنیا میں آخرت کے سوائے تو جس صفت
سے آخرت میں دیدار کا مستحق ہوا ہے سوائے دنیا کے
وہ ایسی صفت ہے کہ دنیا ہی میں حاصل ہوتی ہے
اسلئے کہ موت کے بعد ترقی حاصل نہیں ہوتی مگر وہی
جو زندگی میں حاصل کیا پس آخرت میں دیدار کا مستحق
ہونا دنیا میں بھی مستحق ہونا ہے اس لئے کہ اس کی روح
جنت کی طرف صعود کرتی ہے اور اس میں داخل
ہوتی ہے اپنی زندگی میں اور اس پر اقوال واحادیث
دلیل ہیں یہ مختصر ان کا متحمل نہیں منجملہ ان احادیث
کے وہ ہے جو ذکر کیگئی ہے مسلم اور بخاری میں ابوہریرہ
کی روایت سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے بلال رضی سے
کہ میں نے تیرے نعلین کی آواز جنت کے سامنے

خادم ایضا قال فانت من الملوک
او یملک امرہ سبع سنین وامر الامامة
وارشاد الناس والدعوة الی الله
تعالیٰ فلا مانع عن کونه ملکا ثم
رجعنا الی بیان اشارة الحدیث
فنقول ان قوله یملاء الارض قسطا
وعدلا کما ملئت جورا وظلما یشیر
الی ان المهدیؑ متبوع الخلق ومطاعه
بالایجاب الشرعی لانه منصوص للقسط
والعدل فی جمیع الدنیا وان لم
یقسط فی جمیعها بالفعل وجب
علی الخلق ان یطیعوه ویتبعوا امرہ
وان کان دعوته علی حسب شرع
محمد علیه السلام من غیر عدوله
عنه کنبیؐ اذا ارسل الی قوم وجب
علیهم ان یطیعوه وان کان دعوته
علی حسب شرع رسول اخر من
غیر عدوله عنه ثم انه خلیفة
الله وخلیفة نبینا علیه السلام
واطاعة الخلیفة واجب بل فرض
کما ذکر فی التمهید ثم نذکر علیها
الدلائل العقلیة والنقلیة فنقول
ان اخبار النبی علیه السلام باملاء
القسط والعدل علی سبیل المدح
نظیرہ قوله تعالیٰ کنتم خیر امة اخرجت

عبداللہ ابن عمرو نے کہا کہ پس تو بادشاہوں سے ہے یا
مالک ہوگا مہدیؑ اپنے امر کا سات سال اور امر امامت
اور ارشاد اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا امر سات
سال ہوگا پس مہدیؑ کے بادشاہ ہونے میں کوئی
امر مانع نہیں اب ہم رجوع کرتے ہیں اشارہ
حدیث کے بیان کی طرف اور کہتے ہیں کہ قول
رسولؐ کہ بھریگا مہدیؑ زمین کو داد و عدل سے جیسی
کہ بھر گئی جور و ظلم سے، اشارہ کرتا ہے اس بات
کی طرف کہ مہدیؑ خلق کا متبوع ہے اور مہدیؑ کی
اطاعت کرنا امر شرعی کو قبول کرنا ہے اسلئے کہ
مہدیؑ تمام دنیا میں داد و عدل کرنیکے لئے منصوص
ہے اگرچہ کہ تمام دنیا میں بالفعل عدل نکرے اور
اگر ہے اس کی دعوت شرع محمدؐ کے موافق اس کی
روگردانی کے بغیر تو مخلوق پر اس کی اطاعت اور
اسکے حکم کی پیروی واجب ہے چنانچہ نبی جب کسی
قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے تو اس قوم پر اسکی اطاعت
واجب ہوتی ہے اگر ہے اسکی دعوت رسول آخر
کی شرع کے موافق بغیر روگردانی کے پس تحقیق کہ
مہدیؑ اللہ کا اور ہمارے نبیؑ کا خلیفہ ہے۔ اور
خلیفہ کی اطاعت واجب بلکہ فرض ہے چنانچہ
اس کا ذکر تمہید میں کیا گیا ہے پھر میں ان کے
دلائل عقلیہ و نقلیہ کا ذکر کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ
احادیث نبیؐ داد و عدل سے بھرنیکے متعلق بر سبیل
مدح ہیں اس کی نظیر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے
کہ تم بہتر ہو ان امتوں میں جو پیدا ہوئیں۔

مطاع ملوك الارض لا مانع عن كونه
ملكا لقوله تعالى ولقد كتبنا في الزبور من
بعد الذكر ان الارض يرثها عبادي
الصالحون . ثم ان كان المراد به
(جزء ۱۷ رکوع ۷) ارض الجنة فهو على حقيقة لفظه وان
كان يراد به ارض الدنيا فيقال
ان جميع الارض ميراث الصالحين
وملوك الزمان ان كانوا فساقا فهم
متغلبون كذا في بعض التفاسير
وهذا المعنى يدل على ان الامام
ان يكون صلحا وتفسير الامام الزاهد
في تفسير قوله تعالى واذ قال موسى
لقومه يا قوم اذكروا نعمة الله عليكم
اذ جعل فيكم انبياء وجعلكم ملوكا
(جزء ۶ رکوع ۸) قال ابن عباس رضي الله عنهما من
كان له مسكن وعيال وخادم ولا
يدخل احد في بيته الا باذنه فهو
من جملة الملوك روي عن النبي
عليه السلام قال من كان له بيت
وخادم وزوجة فهو ملك سأل
رجل عبد الله بن عمرو بن العاص
السنا من الفقراء المهاجرين فقال
له الك امرأة تأوي اليها قال نعم
قال الك مسكن تسكنه قال نعم
قال فانت من الاغنياء قال ولي

کریں گے پس مہدی کے بادشاہ ہونے میں کوئی امر مانع
نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فرمان سے ۔ اور ہم لکھ چکے
ہیں زبور میں نصیحت کے بعد کہ زمین کے وارث میرے
بندے صالحین ہوں گے پس اگر زمین کے وارث
ہونیکی مراد بہشت کی زمین ہے تو وہ ازروی لفظ حقیقی
مراد ہے اور اگر اس سے مراد زمین دنیا ہے تو کہا جائے
گا کہ تمام زمین صالحین کی میراث ہے اور بادشاہان زمانہ
اگر بدکار ہوں تو فساد میں غلبہ کریں گے ایسے ہی معنی ہیں
بعض تفاسیر میں اور یہ معنی اسبات پر دلالت کرتے ہیں
کہ امام نیکوکار اور پرہیزگار ہوگا اور امام زاہد کی تفسیر میں
فرمان خدا اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے
قوم یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہوا کہ اُسنے تم ہی میں
پیغمبر بنائے اور تمکو بادشاہ کر دیا۔ کی تفسیر میں ابن
عباس رضی نے فرمایا ہے کہ جس کے لئے گھر عورت بچے
اور خادم ہوں اور اُس کے گھر میں کوئی شخص اس کی اجازت
کے بغیر نہ داخل ہوتا ہو تو وہ شخص جملہ بادشاہوں سے
ہے آنحضرت ؐ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جسکے
لئے گھر خادم اور عورت ہو پس وہ بادشاہ ہے عبد
اللہ ابن عمرو بن العاص سے ایک مرد نے سوال کیا
کہ کیا ہم مہاجرین فقراء سے نہیں ہیں تو عبد اللہ ابن
عمرو نے اُس سے کہا کہ کیا تیرے لئے عورت ہے
کہ جاتا ہے تو اسکی طرف کہا ہاں عبد اللہ ابن عمرو نے
کہا کیا تیرے لئے جای سکونت ہے تو کہا اُس مرد
نے ہاں عبد اللہ ابن عمرو نے کہا پس تو تو انگروں سے
ہے اُس مرد نے کہا میرے لئے خادم بھی ہے تو

علیه بمتابعة القرآن و آثار النبی علیه
السلام ومع کونه من عترة الرسول
وحلیته حلیته واسمه اسمه و
اسم ابیه اسم ابیه واسم امه اسم
امه مؤیّد ابهذه الاحادیث
عن جابر رضی الله عنه قال رأیت
رسول الله علیه السلام فی حجة
یوم عرفة وهو علی ناقة القصوی
یخطب فسمعته یقول یا ایها الناس
انی ترکت فیکم ما ان تمسکتم
به لن تضلوا بعدی کتاب الله
وعترتی اهل بیتی. وعن زید
بن ارقم قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم انی تارک فیکم ما
ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی
احدهما اعظم من الآخر کتاب
الله حبل ممدود من السماء الی
الارض وعترتی اهل بیتی ولن
یتفرقا ابدا حتی یردا علی الحوض
فانظروا کیف تخلفونی فیهما ومن
المسلم عن زید بن ارقم قال
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اما بعد یا ایها الناس انما انا بشر مثلکم
یوشک ان یاتینی رسول ربی
فاجیب وانی تارک فیکم الثقلین

دعوی پر قرآن اور رسولؐ کے احادیث کی متابعت کی
شہادت پیش کرتا ہے اور باوجود مہدیؑ کے عترت رسولؐ
سے ہونے اور اُس کا حلیہ جسم یعنی صورت مثل صورت
رسول اور اُس کا نام رسولؐ کے نام اور اُسکے باپ کا
نام رسولؐ کے باپ کا نام اور اُسکی ماں کا نام رسولؐ کی
ماں کے نام کے موافق ہونیکے تائید دینے والی حدیثوں
سے یہ حدیث ہے جو جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہا میں نے دیکھا رسول اللہؐ کو ایک حج میں عرفہ
کے دن اور آپ اپنی ناقہ قصوی پر خطبہ پڑھتے تھے
پس میں نے اُس خطبہ کو سنا فرما رہے تھے اے
لوگو میں نے چھوڑی ہے تم میں وہ چیز اگر تم اُس کو
پکڑے رہو (اُسکی پیروی کرو) تو ہرگز گمراہ نہوگے
میرے بعد وہ چیز خدا کی کتاب اور میری عترت اہل
بیت ہے۔ اور زید ابن ارقمؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول
اللہؐ نے بیشک میں چھوڑنیوالا ہوں تم میں ایسی چیز
اگر تم اُس سے دلیل لوگے (اپنے ہر فعل و اعتقاد پر) تو
ہرگز گمراہ نہوگے میرے بعد اُن دونوں میں سے ایک زیادہ
بڑی ہے دوسری سے کتاب اللہ کھینچی ہوئی رسی ہے
آسمان سے زمین تک اور دوسری میرا فرزند (مہدیؑ)
میرا اہل بیت ہے اور یہ دونو (قرآن اور مہدیؑ) ہمیشہ
ہرگز جدا نہونگے یہانتک کہ آئینگے حوض کوثر پر۔
پس غور کرو کہ تم اُن دونوں میں کیونکر خلیفہ ہوتے ہو
(یعنی میرے بعد تم اُنھیں کسطرح مانتے ہو اچھی طرح
یا بری طرح) اور مسلم سے زید ابن ارقمؓ کی روایت سے
کہا فرمایا رسول اللہؐ نے بعد حمد و صلوٰۃ کے اے لوگو

للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله الآیة (جزو ۴ رکوع ۳) وھو الاخبار بمعنی الامر ای مروا بالمعروف وانھوا عن المنکر وآمنوا بالله کما سیجئ بیانہ والمدح لا یحصل الا بتحصیل ما یرضی الله تعالیٰ بہ وذلک بوجھین اما بالوجوب واما بالتطوع والعدل مما یشتمل الطرفین العادل والمعدول علیہ فما وجب فیہ فھو علیھما وما تطوع فھو کذلک والمعدول علیہ من یحصل عنہ العصیان و العدول عنہ واجب فوجب العدل علی العادل ثم الوجوب لا یتصور الا بامر الشارع او اثرہ وثبوتہ بالنقل قولہ تعالیٰ اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ الآیة (جزو ۶ رکوع ۶) وقولہ تعالیٰ ان الله یامر بالعدل والاحسان الآیة (جزو ۱۴ رکوع ۱۹) فصار العدل مامورا بہ واجب الاطاعة کاولی الامر لقولہ تعالیٰ اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (جزو ۵ رکوع ۵) ثم ما ذکرنا کان حکما عاما ما اختص فی حق المهدیؑ لوجوہ منصوصة احدھا دعوی المهدیة علی سبیل الخلافة عن الله ورسولہ بامر الله امرا بلیغا واستشھادہ

لوگوں کے لئے تم امر کرتے ہو نیک کام کا اور منع کرتے ہو بُرے کام سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔ اور وہ اخبار معنی میں امر کے ہیں یعنے تم امر کرو نیکی کا اور منع کرو برے کام سے اور ایمان لاؤ اللہ پر چنانچہ اسکا بیان قریب میں آئیگا اور مدح حاصل نہیں ہوتی مگر خدا کی خوشنودی کے کام کی تحصیل سے اس کے دو وجوہ ہیں یا واجب ادا کرنے سے یا مستحب کے ادا کرنے سے۔ اور عدل کرنا اُس چیز سے ہے جو شامل ہوتا ہے دونو طرف یعنی عدل کرنیوالے پر اور عدل کئے گئے پر اور جو کچھ واجب ہو عدل میں پس وہ عادل اور معدول علیہ دونوں پر واجب ہے اور جو مستحب ہے وہ بھی اسیطرح دونو پر مستحب ہے اور معدول علیہ وہ شخص ہے جس سے گناہ سرزد ہوتا ہے اُسپر گناہ سے رجوع کرنا واجب ہے پس عادل پر عدل کرنا بھی واجب ہوا پس کسی چیز کا واجب ہونا متصور نہیں ہوتا مگر شارع کے حکم یا قول سے اور وجوب کا ثبوت نقل سے ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ عدل کرو کہ عدل ہی پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے نیز فرماتا ہے کہ اللہ حکم کرتا ہے عدل کرنے اور احسان کرنیکا پس عدل مامور بہ واجب الاطاعت ہوگیا اولوا الامر کی طرح اللہ تعالیٰ کے قول سے۔ اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور تم میں کے صاحب امر کی پس ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے حکم عام ہے جو خاص کیا گیا ہے مہدیؑ کے حق میں چند منصوصہ وجوہ سے۔ اُن وجوہ منصوصہ سے ایک وجہ مہدیت کا دعوٰی کرنا اللہ و رسولؐ کا خلیفہ ہو کر اللہ کے امر بلیغ سے اور اپنے

فی زمان المهدیؑ لا یکون فی غیرہ فوجب اطاعته خاصة للاحادیث بخلاف سائر العلماء فانهم غیر منصوصین عند وجود العترة و ان کان اطاعتهم اطاعة کتاب الله لان العترة من حیث الخلافة افضل واولیٰ للاتباع وثمرة الاختلاف یظهر فیما اذا اختلفا فی الاجتهاد مع استوائهما فی شرائط الاجتهاد فاتباع العترة اولیٰ للحدیث والثانی ثبوت الامامة فکل امام متبوع واجب الاتباع حتی امام الصلوٰة والثالث نفی هلاک الامة بظهورہ فمن لم یات باطاعته فقد عصیٰ امر الشارع فیما وجب علیه وهی الاطاعة و هلک بعدم قبوله خلیفة من غیر نظر الی خلافة امر الشارع مطلقا بل لانکار هذه الذات تهاونا لانه المنصوب علیٰ ذلک باشتهار العلامات وذلک بوجهین اما بالتقصیر فی المتابعة بعد قبوله واما بالتهاون والتمرد وعدم رضائه فالاول مؤمن عاص والثانی کافر لانه انکر امر الرسول علیه السلام بعد ما تمیز بالعلامات ثم من کان منصوبا

ان کے تمسک کرنے اور انکے تمسک طلب کرنیکی شرط ان کے (عترت واہل بیت کے) احوال و افعال اللہ کی کتاب سے جانچنا ہے اور لفظ اہل بیت افراد میں مطلق ہے پس مطلق کتاب اللہ سے تمسک کے اعتبار سے فرد کامل کی طرف پلٹتا ہے اور یہ تمسک مہدیؑ کے زمانہ میں ہے غیر مہدیؑ کے زمانہ میں نہیں اور مہدیؑ کی اطاعت خاص ان احادیث کے سبب سے ہے جو اس باب میں وارد ہیں تمام علماء کے خلاف ہیں اسلئے کہ علماء کی فرمانبرداری غیر منصوص ہے مہدیؑ کی موجودگی میں اگرچہ کہ علماء کی اطاعت کتاب اللہ کی اطاعت ہے لیکن مہدیؑ خلافت کی حیثیت سے افضل واولیٰ ہے اطاعت کیلئے اور اختلاف کا ثمرہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ دو مجتہد باوجود شرائط اجتہاد میں برابر ہونے کے کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں پس مہدیؑ کی اطاعت بدلیل حدیث (انه یقفو اثری ولا یخطی) اولیٰ ہے۔ وجہ دوم امامت کا ثابت ہونا ہے جب امامت ثابت ہوجائے تو ہر ایک امام متبوع ہے واجب الاتباع حتی کہ امام نماز وجہ سوم مہدیؑ کے ظہور سے ہلاکت کا دور ہونا ہے پس جس نے مہدیؑ کی اطاعت نہیں کی پس تحقیق کہ اس نے اپنے فرض منصبی کی ادائی میں صاحب شرع کے حکم کی نافرمانی کی اور وہ مہدیؑ کی اطاعت کرنے کا حکم ہے اور وہ خود خلیفہ کو نہ قبول کرنے سے ہلاک ہوا بغیر خلافت کیطرف نظر کرنیکے، شارع نے مطلقاً حکم کیا ہے بلکہ وہ ذات مہدیؑ کو ازروی اہانت قبول نہ کرنے سے ہلاک ہوا اسلئے کہ مہدیؑ اپنے امر منصب پر علامتوں کی گواہی کیساتھ قایم ہے اور

اولهما كتاب الله فيه الهدى والنور فخذوا بكتاب الله واستمسكوا به و اهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي وثانيا في الاستمساك بكتاب الله ثم وعدم التجاوز عنه لمحة ولا لحظة فوجب على الخلق ان يطيعوه و ينقادوا امره لانه ثبت خلافته لاعماله واحواله ومن انكر عن خلافته بعد ما راى ما يوافق قول الرسول عليه السلام فقد عصى امر الله وامر رسوله قال الله تعالى ومن يَّعصِ الله ورسوله ويتعدَّ حدودَه يدخله نارا خالدا فيها۔ (جزو ۴ رکوع ۱۳)
فثبت انّ من كان بهذه الصفة فهو مهدى اخر الزمان وجب على الخلق ان يطيعوه لان المعطوف والمعطوف عليه لابد بينهما من جامع وهو لفظ الاستمساك في الحديث ولما ان التمسك والاستمساك بكتاب الله فرض فكذا بالعترة و اهل البيت وشرط تمسكهم واستمساكهم بكتاب الله بالافعال والاحوال ثم اهل البيت مطلق في الافراد فينتهي الى كاملهم تمسكا بكتاب الله وهو

سوائے اسکے نہیں کہ میں بشر ہوں تمہارے مانند قریب ہیکہ آئیگا میرے پاس میرے رب کا رسول (ملک الموت) میں اس کی دعوت کو قبول کرونگا اور میں تم میں دو نفیس اور اچھی چیزوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں ان دونوں میں سے پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے جسمیں ہدایت اور نور ہے پس لو تم دلیل اللہ کی کتاب سے اور پکڑے رہو اسکو اور میری اہل بیت کو میں تمہیں اپنی اہل بیت میں خدا کو یاد دلاتا ہوں میں تمہیں اپنی اہل بیت میں خدا کو یاد دلاتا ہوں اور دوسرا کتاب اللہ سے تمسک کرنے اور مہدیؑ سے ایک لمحہ و لحظہ روگردانی نہ کرنیکا امر کیا گیا ہے پس مخلوق پر مہدیؑ کی اطاعت اور اسکے امر کی فرمانبرداری واجب ہے اسلئے کہ مہدیؑ کی خلافت مہدیؑ کے اعمال و احوال نبیؑ کے احوال و اعمال کی موافقت سے ثابت ہے اور جس نے مہدیؑ میں قول رسولؑ کی موافقت دیکھنے کے بعد مہدیؑ کی خلافت سے انکار کیا پس اسنے حکم رسولؑ کی نافرمانی کی چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہیکہ۔ اور جو نافرمانی کریگا اللہ اور اُسکے رسول کی اور بڑھیگا اس کی حدوں سے تو اس کو داخل کریگا آگ میں ہمیشہ رہیگا اسمیں۔ پس ثابت ہوا کہ جو ذات اس صفت سے موصوف ہے پس وہی مہدی آخر الزماں ہے خلق پر واجب ہیکہ اس کی فرمانبرداری کرے اسلئے کہ معطوف او معطوف علیہ کے درمیان موافقت پیدا کرنیوالے کا ہونا ضروری ہے اور وہ حدیث کا لفظ استمساک ہے یعنے جسطرح کتاب اللہ سے تمسک کرنا اور تمسک طلب کرنا فرض ہے پس اسی طرح عترت و اہل بیت (مہدیؑ) سے تمسک کرنا او تمسک طلب کرنا فرض ہے

ما ارسلناك الا لعدان او حينا علی
الخلق اطاعتك فتكون بهم بشيرا
و نذيرا و قوله تعالى و ما ارسلنا من
رسول الا ليطاع باذن الله ـ فان جزو ۵ رکوع ۶
لم يوصل دعوته بنفسه الی الكافة
لا يمنع من كونه بشيرا و نذيرا للكافة
فكذلك المهدی ان لم يقسط بنفسه
فی جميع الارض لا يمنع من كونه
مليا جميع الارض بالقسط و العدل
لان المقصود بعثته لذلك الامر
ثم لا يخلو اما ان يراد بالكافة
من كان فی زمانه بحيث يمكن
عليه تبليغ الرسالة فقط او من
كان فی زمانه او بعد زمانه
بحيث يمكن او لا يمكن و ايضا اما
ان يراد بالتبليغ تبليغ بنفسه
فقط او بتبليغ بنفسه و كتابه و
رسوله فی حيوته فقط او مبلغ
مطلق الی يوم القيمة فان اريد
القسم الاول من الوجه الاول
انتقض بصحة ايمان من كان فی
غاية البعد عنه و من لم يكن
فی زمانه و ان اريد القسم الثانی
منه ينتقض بصحة ايمان من لم
يكن فی زمانه و ان اريد القسم

بذات خود مخصوص ہے چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں سیاہ و سرخ (عرب و عجم) کی طرف بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا قول ما ارسلناك الا كافة للناس اسیا کیطرف اشارہ کرتا ہیکہ ہمنے مخلوق کو تیری اطاعت کرنیکی وحی کرنیکے بعد تجھکو بھیجا ہے پس تو ان کیلئے بشیر و نذیر ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہیکہ۔ اور ہمنے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسواسطے کہ اُسکی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے پس اگر محمدؐ بذات خود تمام مخلوق کو دعوت نہ پہنچائیں تو آپکے بشیر و نذیر ہونیکے مانع نہیں پس اسیطرح مہدیؑ اگر بذات خود تمام زمین کو عدل سے پر نہ کرے تو مہدیؑ کے داد و عدل سی تمام زمین کو بھرنیوالے ہونیکا مانع نہیں اس لئے کہ مہدیؑ کی بعثت کا مقصود یہی ہے پس نہیں خالی ہے یا یہ کہ کافہ سے مراد وہ لوگ ہونگے جو اسکے زمانہ میں ہیں اس حیثیت سے کہ اُس پر رسالت کا پہنچانا ممکن ہوگا فقط یا وہ لوگ ہوں گے جو اُسکے زمانہ میں ہونگے یا اسکے بعد ہونگے اس حیثیت سے کہ تبلیغ ممکن ہوگی یا نہوگی اور نیز یا تبلیغ سے مراد تبلیغ بذات خود ہوگی فقط یا تبلیغ اپنی ذات اور اپنی کتاب اور اپنے رسول کے ذریعہ اپنی حیات میں ہوگی فقط یا مبلغ مطلق (از روی کثرت و قلت) ہوگا روز قیامت تک پس اگر ارادہ کیا جاے قسم اول کا وجہ اول سی تو مبلغ سی نہایت دور رہنے والے اور اسکے زمانہ میں نہونیوالوں کے ایمان کی صحت سے تمہارا قاعدہ (مبلغ کے زمانہ میں کافہ یعنی تمام لوگوں کے ایمان لانے کا قاعدہ) ٹوٹ جائیگا اور اگر ارادہ کیا جاے

على العدل والقسط بين جميع الناس
بامر الخلافة يقسط فيمن يتبعه البتة
ويقصد الى من لم يطيعه فى الاوامر
والنواهى ودفع من تعارض وتعاند
باحسن الوجوه كما كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم فى هذا الامر
الى ان يؤمر بالقتال وذلك بعد
بعثه باثنى عشر سنة لانه كان هاديا
وداعيا الى الله جميع اهل الدنيا
فقصده عليهم لتبليغ الرسالة على
العامة ينزل منزلة التبليغ على
الجميع بالفعل فمعنى الحديث باملاء
المهدى القسط والعدل فى جميع الارض
معتبر بهذا المعنى ونظيره قوله تعالى
وما ارسلناك الا كافة للناس
بشيرا ونذيرا. وحاصل العبارة
جزء ۲۲ رکوع ۹
ما ارسلناه الا لتبليغ الرسالة الى
كافة الناس فيكون لهم بشيرا و
نذيرا والمراد بالرسالة ههنا الاوامر
والنواهى بقرينة بشيرا ونذيرا
الامة يخاطب الرسول لانه مخصوص
بذاته وقوله عليه السلام بعثت
الى الاسود والاحمر اى الى العرب
والعجم ثم قوله تعالى ما ارسلناك
الا كافة للناس بشيرا الى انه

جو لوگ اسکی اطاعت نہیں کرتے اس کی دو وجہیں ہیں یا تو
تصدیق کرنیکے بعد مہدیؑ کی پیروی میں قصور کرنے سے یا
اہانت کرنے سرکشی کرنے اور مہدیؑ کی خلافت سے راضی نہ
ہونیسے پس پہلا مومن عاصی ہے اور دوسرا کافر ہے اس لئے
کہ اس نے علامات سے مہدی کو مہدی موعود معلوم کرنے کے بعد
حکم رسولؐ کا انکار کیا ہے اور جو ذات عدل و انصاف تمام
لوگوں کے درمیان کرنے کیلئے عہدہ خلافت پر مامور ہو
تو وہ انھیں لوگوں میں عدل کریگی جو اس کے پیرو ہیں اور
جو لوگ اوامر و نواہی میں اسکی اطاعت نہیں کریں گے اور جو
اس سے خلاف اور دشمنی رکھینگے تو باحسن وجوہ انکی ہدایت
کیطرف توجہ فرمائیگی جیسے کہ تھے رسولؐ اس کام میں حکم جنگ
ہونے تک اور یہ حکم جنگ دعوی کے بارہ سال بعد ہوا اس
لئے کہ رسولؐ تمام اہل دنیا کو دعوت الی اللہ کرنیوالے تھے
او تمام دنیا کے لوگوں پر آپ کا تبلیغ رسالت کا ارادہ فرمانا
گویا بالفعل تمام دنیا کے لوگوں کو تبلیغ فرمانا ہے پس اس
معنی کے اعتبار سے حدیث ہذا باملاء المہدی القسط و
العدل فی جمیع الارض کے معنی معتبر ہیں اور اسکی نظیر
اللہ تعالے کا فرمان ہے کہ اور ہم نے تجھکو بھیجا ہے تمام لوگوں
کیلئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا عدل سے۔ حاصل عبارت
یہ ہے کہ ہمنے محمدؐ کو تمام لوگوں کی طرف محض رسالت
پہنچانے کیلئے بھیجا ہے پس ہوگا ان کیلئے بشارت دینے
والا اور ڈرانیوالا یہاں بشیر و نذیر کے قرینہ سے رسالت
سے مراد اوامر و نواہی ہیں (ماننے والوں کو نجات کی بشارت
دینے والا انکار کرنیوالوں کو عذاب سے ڈرانیوالا ہے) اور
امت امور دین میں رسولؐ سے مخاطب ہے اس لئے کہ رسولؐ

او تبليغ بالرسول او تبليغ بالكتاب
او بالشرع الذي شرع للناس
فان التبليغ الذي بعده هو الشرع
والذي يدرس ترجمانه وليس
مبلغا ولئن سلمنا الجمع بين
الحقيقة والمجاز قلنا لا باس به فانه
لا يجوز في مذهب دون مذاهب
وان مذهب المهديؑ مذهب
رسول الله عليه السلام والمذاهب
الاربعة تابعة لان الحق واحد
يدور بينهم فتارة يصيب هذا
وتارة يصيب ذلك والمذاهب
الاربعة طالب الحق وتابعه وهو
المذهب للمهديؑ كما كان الحق
مقرونا لرسول الله عليه السلام
لانه خليفة الله ياخذ العلم من
الله تعالى واليه اشارة قوله عليه
السلام تمسكوا بكتاب الله وعترتي
اهل بيتي الحديث فان الواو في
عترتي تقتضي المصاحبة بقولهؑ
ولن يتفرقا ابدا حتى يردا علي
الحوض اي استمسكوا بهما نے كتاب
الله التي هي بمصاحبة عترتي او
بالعكس عترتي فيهما المعنى اخص
المهديؑ من سائر العترة في زمانه

یا کتاب سے یا شرع سے وہ جو لوگوں کے لئے شرع
کی گئی ہے اور جو تبلیغ رسول کے بعد کی ہے سو وہ
شرع ہی اور جس تبلیغ کا درس دیتے ہیں اُس
کے ترجمان سو وہ مبلغ نہیں ہیں۔ اگر ہم حقیقت و
مجاز کے جمع ہونے کو تسلیم بھی کرلیں تو کوئی خوف
کی بات نہیں کیونکہ یہ ایک مذہب میں جائز ہے
تو دوسرے میں جائز نہیں اور جو مذہب مہدیؑ کا
ہے وہی مذہب رسولؐ کا ہے چار مذہب والے
پیروی کرنے والے ہیں (اسی ایک مذہب کی)
اس لئے کہ حق ایک ہی جو ان چاروں مذاہب میں
دائر و سائر ہے کبھی یہ امام صواب کرتا ہے اور
کبھی وہ امام اور چاروں مذہب والے طالب حق
ہیں اور حق کی پیروی کرنیوالے ہیں اور وہ مذہب
حق مہدیؑ کے لئے ہی جیسا کہ تھا رسولؐ کیلئے اس
لئے کہ مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں (ائمہ مجتہدین خلفاء
اللہ نہیں ہیں) اور مہدیؑ خدا تعالےٰ سے علم
حاصل کرتا ہے اور اسی کی طرف رسولؐ کے فرمان
کا اشارہ ہے کہ دلیل لو تم اللہ کی کتاب اور میری
عترت اہل بیت سے الخ اور وعترتی میں واؤ
مصاحبت کو چاہتا ہی (واؤ معنی میں مصاحبت کے
ہو) آنحضرتؐ کے فرمان سے کہ۔ کتاب خدا اور میری
اولاد جو اہل بیت ہیں باہم یکجا ہمیشہ ہرگز جدا نہوں گے
یہاں تک کہ آئیں گے ہر دو حوض کوثر پر (میری
اولاد کا قول و فعل و حال کتاب اللہ کے موافق ہوگا
مخالفت ... جدائی واقع نہوگی دونو میں روز قیامت

الثالث منه لم یکن التبلیغ منه بنفسه
فی حق من لم یکن فی زمانه ومن
کان فی غایة البعد عنه وکذلک
ان اراید القسم الاول من الوجه
الثانی انتقض بصحة ایمان من
امن برسوله ومن لم یکن فی
زمانه وان اراید القسم الثانی
من الوجه الثانی انتقض بصحة
ایمان من امن بعده فبقی القسم
الثالث من الوجهین اذا عرفت
هذا فاعلم ان العدل والقسط
الذی ذکر فی الحدیث فی حق
المهدیؑ من القسم الثالث من
الوجه الثانی فانه لا یقتضی الحکم
علی نفسه ولا علی زمانه بل یراد
الحکم علی نفسه وعلی تابعه الی
نزول عیسیٰؑ وهذا البیان کاف
علی تسلیم قول الخصم انه یملاء الارض
جمیعا بالقسط والعدل فانبتنا
بانه یمکن ان یکونا بالوجه الذی
ذکرناه دون ما سواه لورود
المحظور انه فیه فان قلت حینئذ
یلزم الجمع بین الحقیقة والمجاز
قلت لا مجاز فی نفس التبلیغ لان
التبلیغ انواع منها تبلیغ باللسان

قسم ثانی کا وجہ اول سی تو جو شخص اسکے زمانہ میں نہوگا تو اسکے
ایمان کی صحت سی تمہارا قاعدہ ٹوٹ جائیگا اور اگر ارادہ
کیا جائے قسم سوم کا وجہ اول سی تو مبلغ کی تبلیغ بذاتہ نہ ہوگی
ان اشخاص کے حق میں جو اسکے زمانہ میں نہوں اور جو اس
سی بہت دور رہنے والے ہوں اور اسیطرح اگر ارادہ
کیا جائے قسم اول کا وجہ ثانی سے تو تمہارا قاعدہ ٹوٹ جائیگا
اس شخص کے ایمان کی صحت سے جسنے اپنے رسول پر
ایمان لایا اور اس رسول پر ایمان لایا جو اس کے زمانہ
میں نہیں تھا اور اگر ارادہ کیا جائے قسم ثانی کا وجہ ثانی
سے تو تمہارا قاعدہ ٹوٹ جائیگا اس شخص کے ایمان کی
صحت سی جو ایمان لایا اسکے بعد پس باقی رہی قسم ثالث
دو وجہوں سے جب تو یہ سمجھہ گیا تو جان کہ داد و عدل جو
مہدیؑ کے حق میں حدیث میں مذکور ہے وہ قسم ثالث وجہ
ثانی سے ہے اس لئے کہ منحصر نہوگا حکم اس کی ذات پر اور
نہ اس کے زمانہ پر بلکہ ارادہ کیا جائے گا حکم کا اسکی ذات
اور اس کی پیروی کرنے والے پر عیسیٰؑ کے اتر آنے
تک اور یہ بیان کافی ہے مدعی کے قول "بھرے گا مہدیؑ
تمام زمین کو داد و عدل سے" کو تسلیم کرنے کیلئے پس ہم
نے ثابت کیا ہے داد و عدل کو اسطرح کہ ممکن ہے اسی
وجہ سے جس کا ذکر کر دیا ہے نہ مدعی کے دعوی کی طرح کہ
جس پر کئی موانعات وارد ہوتے ہیں. اور اگر کہے تو کہ
تمہارے اس ثبوت کو تسلیم کر لیا جائے تو اس سے
حقیقت و مجاز کا جمع ہونا لازم آتا ہے میں کہتا ہوں کہ
نفس تبلیغ میں مجاز نہیں ہے اسلئے کہ تبلیغ کی چند قسمیں
ہیں ان میں سے تبلیغ زبان سے ہے یا تبلیغ قاصد سے

المذاهب الاربعة من الحق ولان
الاولياء دونه لا ينبغي لهم ان يظهروا
ولايتهم بل يستحب لهم ان يكتموها
ويستتروا و لهذا لم يظهر احد
ولايته الا في السكر فلم يجب عليهم
اظهار الشرائع في الخلق ولا اخذهم
عن الله ورسوله الا المهدي ع
لانه بعث خاصة على خلافة الله
وخلافة رسول الله بامر الله دون
غيره ووجب عليه اظهار الولاية
واثبات الشرائع وازالة البدعة
والضلالة واقامة السنن على مناهجها
كما كانت في زمان النبي ص فثبت
ان الولي الذي على بينة من
ربه بعد النبي ص هو المهدي ع و
لانه على بصيرة من ربه بقوله تعالى
قل هذه سبيلي ادعو الى الله على
بصيرة انا ومن اتبعني الاية (جزء ۱۳ رکوع ٦)
فالتابع الكامل خلافة في زمانه
هو المهدي ع لا ينصرف الحكم الى
غيره الا قبل زمانه بعموم الاية
فان المطلق ينصرف الى الكامل و
لا يكون في زمانه ولا بعد زمانه
من الاولياء اكمل منه لانه خاتم
الولاية خليفة الله وخليفة رسول

پس تو غور کامل کر کہ ولی جسکے بارے میں آیت مذکورہ کہی گئی ہے
وہ وہی مہدی ہیں اُن احادیث کی بنا پر جن کا ذکر ہم نے
کیا ہے اور اسلئے کہ مہدی اس حجت پر قایم کیا گیا ہے
برخلاف تمام اولیاء اللہ کے کیونکہ تمام اولیاء اللہ پر خلق
کی دعوت واجب نہیں اور اولیاء بھی سنتے ہیں اور تحقیق
کرتے ہیں اللہ سے اگرچہ انہوں نے بھی اپنے واقعات و
معاملات میں اللہ تعالے سے سنا ہے اور مہدی ع کیلئے ضروری
کہ اصحاب مذاہب اربعہ نے جو کچھ اختلاف حقانیت کیساتھ
کیا ہے معلومات خدا سے امر حق مقرر کرے اور اسلئے کہ مہدی
کے سوائے جو اولیاء ہیں اپنی ولایت کو ظاہر کرنا ان کے
لئے سزاوار نہیں بلکہ ان کیلئے ولایت کو پوشیدہ اور
در پردہ رکھنا مستحب ہے اسی لئے کسی ولی نے بھی اپنی ولایت
کو ظاہر نہیں فرمایا مگر سکر کی حالت میں اور ان کیلئے شرایع
کو خلق پر ظاہر کرنا اور اللہ اور اس کے رسول سے علم حاصل
کرنا واجب نہیں مگر مہدی ع پر واجب ہے اسلئے کہ مہدی ع
بھیجا گیا ہے خاص اللہ و رسول اللہ کی خلافت کیلئے
خدا کے حکم سے نہ کہ غیر خدا کے اور واجب ہے مہدی پر
اپنی ولایت کو ظاہر کرنا شرایع کو ثابت کرنا بدعت اور
ضلالت کو دور کرنا اور سنتوں کو قایم کرنا اسی طریق پر
جیسی کہ تھیں نبی ع کے زمانہ میں پس ثابت ہوا کہ وہ ولی
جو نبی ص کے بعد اپنے پروردگار کی طرف سے
بینہ پر ہے مہدی ہے اور اس لئے کہ مہدی اپنے پروردگار
کی طرف سے دعوی بصیرت پر مامور ہے اللہ تعالے کے
اس فرمان سے کہ کہدو اے محمد کہ یہ میری راہ ہے
بلاتا ہوں لوگوں کو اللہ کی طرف بینائی پر میں اور جو میرا

لانہ اکمل المفسرین بکتاب اللہ
ولیصرف المطلق الی الکامل لانہ یاخذ
المعانی من اللہ تعالے فیکون تفسیرہ
تفسیرا لرسول علیہ السلام وعلامۃ
اہل الشریعۃ وہو المذاہب الاربعۃ
لاہل السنۃ والجماعۃ بل یزید
بخلاف مافسرت الشیعۃ باہوائہم
افتراءً علی اولاد الرسول ع واخترعوا
مذہبا وسموہ اماميا وغیرذلک
نعوذ باللہ منہا ویؤیدہ ماذکرنا من
التفسیر الدیلمی فی تفسیر قولہ تعالیٰ
افمن کان علی بینۃ من ربہ الآیۃ
جزء ۱۲ رکوع ۲
فاما الذی علی بینۃ من ربہ فہو
النبی ثم الولی الذی یستفتی من
اللہ ما یشکل علیہ فیجیبہ ربہ جل
وعلا ویسمع منہ فہو الذی علی
بینۃ من ربہ فافہم جدا ان
الولی الذی احری ان یقال فیہ
ذلک ہو المہدی ع بماذکرنا من الاحادیث
ولانہ منصوب علی ذلک بخلاف
سائر الاولیاء لانہ لاحاجۃ لہم الی
دعوۃ الخلق بالوجوب فیستمعون
ویتحققون عنہ تم وان استمعوا
وتحققوا ولابد لہ ان یستفتی من
اللہ تعالے ما اختلف فیہ من احکام

تک ۱ یعنے تمسک کرو کتاب خدا کے معنی کو وہ معنی جو
میری اولاد کی مصاحبت میں ہے یا جو کچھ تفسیر میری
اولاد کرتی ہے پس اس معنی سے مہدی ع خاص
کیا گیا ہے تمام عترت سے اپنے زمانہ میں اسلئے کہ
مہدی ع کتاب اللہ کی تفسیر کرنیوالوں سے کامل ترین
ہے اور مطلق پھیرا جاتا ہے فرد کامل کی طرف (اور وہ فرد
کامل مہدی ع کی ذات ہے) اس لئے کہ مہدی ع اللہ
تعالے سے معانی قرآن حاصل کرتا ہے پس مہدی ع
کی تفسیر رسول ع کی تفسیر ہوگی۔ شریعت پر چلنے والوں
کی علامت اہل سنت وجماعت کے چار مذاہب
بلکہ چار سے زیادہ ہیں اس کے برخلاف شیعہ نے اولاد
رسول ع پر افترا کرکے اپنی خواہشات سے تفسیر کی
ہے اور ایک نیا مذہب اختراع کرکے اس کا نام
امامیہ رکھ لیا ہے اور اس کے سوائے دوسرے
مذاہب بنالئے نعوذ باللہ منہا۔ اور تائید دیتی ہے اس
کی وہ چیز جو تفسیر دیلمی سے اللہ تعالے کے فرمان
"آیا پس جو شخص کہ ہو حجت پر اپنے پروردگار کی طرف
سے" کی تفسیر میں ہمنے پیش کی ہے (مفسر نے کہا
کہ) جو شخص پروردگار کی طرف سے حجت پر (روشن
دلیل پر) ہے پس وہ نبی ع ہے پھر ولی ہے وہ ولی کہ
اللہ تعالے سے اطمینان حاصل کرتا ہو اس چیز کے متعلق
جس کا کشف اس کو مشکل نظر آئے پس جواب دیتا
ہے اس کو اس کا پروردگار کہ بزرگ و برتر ہے اور وہ
سنتا ہے اپنے پروردگار کے جواب کو پس وہ ولی
حجت پر (روشن دلیل پر) ہے اپنے پروردگار کیطرف سے

الظاهرة انه من ادعىٰ اخذ العلم
من الله تعالىٰ فقد ادعىٰ النبوة و
ذلك بادعاء النبوة يشير الى تجديد
الشريعة او امضاء حكم لم يحكم
به رسول الله ؐ ولم ينقل عن السلف
بل المهدی ؑ مبين بيانا بحيث يوافق
افعال رسول الله عليه السلام و
الخلفاء الراشدين المهديين
رضوان الله عليهم اجمعين من
غير تعليم من الناس وهو العلم
اللدنى كما ذكر فى المدارك
العلم اللدنى ما حصل بطريق
الالهام ويهدى الى الرشد والرشد
خلاف الغى الا ترى فى قصة موسىٰ
وخضر عليهما السلام هل اتّبِعُكَ
علىٰ ان تُعَلِّمَنِّ مما عُلِّمْتُ رُشْدًا
جزء ۱۵ رکوع ۲۱
فان الالهام يهدى الى الرشد
هو العلم من الله تعالى والالهام ما يقع
فى القلب من الخير ثم اذا تغلظ
ينطبق فى الخيال فيتصور بصورة
لطيفة نورانية اليها ميل كل روح
بنعت الشوق اليها يوجد منها
كلام يسمع الملهم بحسب ما وقع
فى قلبه او يهتف هاتف من غير
كيف و يؤيده ما ذكر فى العرائس

عالم ربانی محفوظ عن الخطاء ہے اور نبی ؑ کی پیروی کرنے میں
سیدھے بائیں جانب نہیں دیکھیگا اور نبی ؑ کے قدم بقدم چلیگا
اور نبی ؑ کی کامل پیروی کریگا پس مہدی ؑ کا بیان از روی
خلافت رسول ؑ کا بیان ہی اسلئے کہ قرآن کے معانی
مہدی ؑ کیساتھ رہینگے ان احادیث کی حجت سی جو مہدی ؑ
کے حقمیں وارد ہوئی ہیں چنانچہ ہمنے انکا ذکر کر دیا ہے نہ
اسطرح جیسا کہ گمان کیا ہی ظاہری علوم رکھنے والوں نے
کہ جسنے خدا سی علم حاصل کرنیکا دعوی کیا پس اس نے نبوت
کا دعوی کیا اور وہ دعوی نبوت سی نئی شریعت کیطرف
یا جو حکم رسول ؑ نے نہیں کیا ہی سو وہ حکم جاری کرنیکی طرف
اشارہ کرتا ہی اور یہ بات علماء سلف سی منقول نہیں (مخالفان
مہدی ؑ کا یہ گمان صحیح نہیں) بلکہ مہدی ؑ قرآن کا بیان
اسطرح بیان کرتا ہیکہ تمام افعال رسول ؑ اور آپکے ہدایت
یافتہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے
افعال کے موافق ہوتا ہے لوگوں سی تعلیم حاصل کیئے بغیر
مہدی ؑ کا بیان ہی اور یہ علم لدنی ہی چنانچہ تفسیر مدارک میں
ذکر کیا گیا ہیکہ علم لدنی ایسا علم ہے جو بطریق الہام
حاصل ہوتا ہی اور ہدایت کرتا ہے رُشد یعنے نیک راہ
پر چلنے کی اور رشد خلاف ہی غیٔ یعنی گمراہی کے کیا تونے
نہیں دیکھا موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے قصہ میں موسیٰ
نے خضر سے کہا کہ (اجازت دو) تو میں تمہاری پیروی
کروں اس شرط پر کہ تم مجھکو سکھا دو جو کچھ تمکو سکھائی گئی
ہے راہ یابی پس تحقیق کہ الہام ہدایت کرتا ہی رشد کی
اور وہ علم من اللہ ہے اور الہام وہ ہے جو مومن کے
دل میں خیر سے واقع ہوتا ہے پھر جب سخت ہوتا ہی

الله فيخبر الناس بما علم من الله
تعالیٰ وبما يسمع من رسول الله ع
بمشاهدة روحه ولا يفهمه الفقهاء
فيعاندونه وهذا معنى ما ذكر
فی فتوحات المكی انه قال لا يكون
له الاعداء الا الفقهاء خاصة فانه
لا يبقى رياستهم فيقولون ان زمان
الاجتهاد قد مضى فمن اين يقول
هذا الرجل يشبهونه بالبدعة
والضلالة والحال انه ياخذ
العلم من الله تعالے ورسولهٔ
يعنی ياخذ العلم من الله تع وبيان
كتاب الله بحيث يجتمع فيه
الشرائع والحقائق لما هو من
خصائصه لقوله تع ثم ان علينا
بيانه ۔ وقد فسر المفسرون بان
البيان علىٰ لسان العلماء فان
المهدیؑ اجدر العلماء بيانا لانه
عالم ربانی محفوظ عن الخطاء و
لا يلتفت عن اتباع النبیؐ يمينا
وشمالا ويقفو اثره ويتبعه كمال
المتابعة ثم بيانه بيان رسول
الله ع خلافة عن الله لان معانی
الكتاب مصحوب به للاحاديث
كما ذكرنا لا كما ظن اهل العلوم

متابع تام ہی پس ازروی خلافت کامل پیروی کرنیوالا اپنے
زمانہ میں وہی مہدیؑ ہی نہیں پلٹتا ہی حکم غیر مہدیؑ کی طرف
مگر مہدیؑ کے زمانہ کے پہلے عموم آیت کے لحاظ سے
پس مطلق پلٹتا ہے فرد کامل کی طرف اور مہدیؑ کے زمانہ
میں اور نہ مہدیؑ کے زمانہ کے بعد اولیاء میں سے کوئی
ولی مہدیؑ سے زیادہ کامل نہوگا اس لیئے کہ مہدیؑ خاتم
ولایت محمدی خلیفۃ اللہ اور خلیفۂ رسول اللہؐ ہے پس
حق تعالے سے امور شریعت اور امور حقیقت سے
جو کچہہ معلوم کرتا ہی اور بمشاہدۂ روح رسولؐ رسولؐ سے جو
کچہہ سنتا ہی لوگونکو خبر دیتا ہی مہدیؑ کے زمانہ کے فقہاء اور مشایخوں
نے مہدیؑ کو نہیں سمجہا اور آپ کے ساتہ دشمنی کی اسی معنی کا
ذکر حضرت شیخ محی الدینؒ نے فتوحات مکی میں فرمایا ہیکہ
مہدیؑ کے دشمن ہونگے مگر خصوصاً فقہاء اسلئے کہ ان کی
سرداری مہدیؑ کے روبرو باقی نرہیگی پس کہیں گے کہ
اجتہاد کا زمانہ تو گذرچکا پس یہ مرد کہاں سے یہ احکام
بیان کرتا ہی مہدیؑ کے احکام کو بدعت اور ضلالت سے
مشابہت دیں گے اور حقیقت حال تو یہ ہیکہ مہدیؑ علم
حاصل کرتا ہی اللہ اور اللہ کے رسول سی اللہ تعالے سے
علم اخذ کرنے سی ہماری مراد قرآن کا بیان کرنا ہی اس
حیثیت سی کہ وہ بیان شرائع اور حقایق کو جامع ہوتا ہی
بہ سبب اسکے کہ اس قسم کا بیان مہدیؑ کے خصایص سی ہی
اللہ تعالے کے فرمان سی کہ پہر تحقیق ہم پر ہے قرآن کا
بیان مفسروں نے تفسیر کی ہے کہ یہ بیان علماء کی زبان
سے ہوگا اور مہدیؑ کیلئے قرآن کا بیان کرنا بہت زیادہ
سزاوار ہی علماء کے بیان کرنے سے اسلئے کہ مہدیؑ

بالانبياء بل الاولياء من امة محمد
عليه السلام مشحونون بهذه العلوم
اللدنية فمن لم يغلب بصيرته على
عقله ولم يغلب عقله على نفسه
كيف يفهم هذا المعنى فلا بد ان
ينكره فاما من برز له من سطوات
حاله شيء من هذه العلوم لا
يجوز تكفيره لاسيما فيما لا يختلف
الشرع ثم فقال ابوعثمان من كان
على بينة من ربه لا يخفى عليه
سره وقال الرويم البينة هو الاشراف
على القلوب والحكم على الغيوب
وقال الجنيد البينة حقيقة يؤيدها
ظاهر العلم وقال ابوبكر بن طاهر
من كان من ربه على بينة كانت
جوارحه وقفا على الطاعات و
الموافقات ولسانه مرقوما بالذكر
ونشر النعماء وقلبه منورا بنور
التوفيق وضياء التحقيق وسره و
روحه في مشاهدة الحق في جميع
الاوقات عالما بما يبدو من مكنون
الغيب ومستوره ورويته للاشياء
روية اليقين لا شك فيه و
حكمه على الخلق كحكم الحق لا
ينطق الا بالحق ولا يعي الا بالحق

اللہ ؔ علم حاصل کرنا اسکو کہتے ہیں پس یہ اخذ علم انبیاؑ
سیؔ مخصوص نہیں بلکہ امت محمدؐ کے اولیا علوم لدنی سی لبریز
ہیں پس جسکے دل کی بینائی اسکی عقل پر غالب نہو اور
جسکی عقل اسکے نفس پر غالب نہو تو وہ اس معنی کو کیونکر
سمجھیگا پس ضرور ہیکہ مدعی اس معنی کا انکار کرے پس جسپر
اسکے غلبہ حال سی جو چیز علوم لدنی سی ظاہر ہو تو اسکو چھپانا
اور اس کا انکار کرنا جائز نہیں خصوصًا اس چیز میں کہ وہ علوم
شرعی امور و احکام کے مخالف نہوں پس ابوعثمان نے کہا کہ
جو شخص اپنے رب کی طرف سے بینہ پر ہو تو اس پر خدا کے
اسرار پوشیدہ نہیں رہتے اور رویم نے کہا کہ غیب کے
راز و اسرار کو کاملوں کے دلوں پر روشن کرنا اور معلومات الہی
سے غیب پر حکم کرنا بینہ ہے۔ اور جنید نے کہا کہ بینہ حقیقت
ہے قوی کرتا اس کو علم ظاہر اور ابوبکر ابن طاہر نے کہا کہ جو
شخص اپنے پروردگار کی معلومات سی نبی کی اتباع پر ہو
تو اس کے تمام اعضا حق کی طاعتوں اور موافقتوں میں
لگے رہتے ہیں اور اس کی زبان ذکر اللہ سے مرقوم اور
اللہ کی نعمتوں اور بخششوں کو مومنوں پر آشکارا کرنے میں
مشغول رہتی ہے اور اس کا دل تحقیق کی ضیا اور توفیق کے
نور سے منور ہوتا ہے اور اس کا باطن اور اسکی روح ہمیشہ حق
کے مشاہدہ میں رہتی ہے درحالیکہ جاننے والا ہے غیب کی پوشیدہ
اور چھپی ہوئی باتوں کو اس کا اشیاء کو دیکھنا یقینی دیکھنا ہیکہ
اس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور خلق پر اس کا حکم کرنا خالق
کے حکم کی مانند ہے کلام نہیں کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے
معلومات سے نہیں سمجھتا ہے مگر اللہ کے حکم سے اسلئے کہ وہ
حق کے مشاہدہ میں ڈوبا ہوا ہے نہیں ہے اسکے لئے جائے

فی تفسیر قولہ تعالیٰ افمن کان علیٰ بینۃ من ربہ ای افمن کان علیٰ معرفۃ من ربہ وولایتہ علامۃ من کراماتہ وکل عارف اذا شاہد من الحق بقلبہ وروحہ وعقلہ وسرہ وادرک فیض انوار جمالہ وقربہ ویؤثر ذلک فی ھیکلہ حتیٰ یبرز من وجہہ نور اللہ الساطع ویراہ کل صاحب نظر قال اللہ تعالیٰ ویتلوہ شاہد منہ۔ جزو ۱۲ رکوع ۲ فالبینۃ بصیرۃ المعرفۃ والشاہد بروز انوار المشاہدۃ منہ وایضاً البینۃ کلام المعرفۃ والشاہد الکتاب والسنۃ ومن کان بھذہ المثابۃ یریٰ لعین الحق مکنون الغیب واسرار القلوب ومشاہدتہ غالب علی یقینہ ویقینہ غالب علیٰ بصیرتہ وبصیرتہ غالب علی عقلہ وعقلہ غالب علیٰ نفسہ بحیث لایزاحم ھواجسہا علے مناطق الغیب وظلمتہا لایغشی انوار القرب بل ھی فانیۃ بجملتہا تحت وارد الحق من الکشف والعیان والبیان وذلک اخذ العلم من اللہ تعالیٰ فلیس ھو مخصوص

الہام تو نقش پذیر ہوتا ہے خیال میں اور ایک لطیف نورانی صورت میں متصور ہوتا ہے تو اسکی طرف ہر ایک روح کو صفت شوق سے رغبت ہوتی ہے کلام سنتا ہے الہام دیا گیا اس چیز کے موافق جو اس کے دل میں واقع ہوئی ہے یا آواز کی جاتی ہے اسکے دل میں ہاتف کیطرف سے بغیر کسی کیفیت کے اور اسکی تائید دیتی ہے وہ چیز جو ذکر کیگئی ہے تفسیر عرائس میں اللہ تعالےٰ کے قول افمن کان علیٰ بینۃ من ربہ کے تحت آیا پس جو شخص کہ ہو معرفت پر اپنے پروردگار کی طرف سے اور اسکی ولایت اسکی کرامتونکی علامت ہو اور ہر ایک عارف جب مشاہدہ کرتا ہے حق کا اپنے دل اپنی روح اپنی عقل اور اپنے باطن سے اور پاتا ہے اُسکے قرب جمال کا فیض اور وہ فیض اسکے جسم میں اثر کرتا ہے یہانتک کہ اسکے چہرے سے خدائے تعالیٰ کا نور روشن ہوتا ہے اور اس نور کو ہر صاحب نظر دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور آتا ہے اسکے پیچھے شاہد اللہ کیطرف سے پس بینۂ معرفت کی بینائی ہے اور شاہد اسکے مشاہدہ کے انوار کا اس سے ظاہر ہونا ہے اور نیز بینّہ معرفت کا کلام ہے اور شاہد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہیں اور جو شخص اس مرتبہ پر ہو پس وہ حق کی آنکھ سے غیب کے چھپے ہوئے راز اور بندوں کے دلوں کے بھید کو دیکھتا ہے اور اُس کا مشاہدہ غالب ہوتا ہے اسکے یقین پر اور اس کا یقین غالب ہوتا ہے اسکی بصیرت پر اور اسکی بصیرت غالب ہوتی ہے اسکی عقل پر اور اسکی عقل غالب ہوتی ہے اسکے نفس پر اس حیثیت سے کہ نفسانی خطرے غیب کی باتوں کے مزاحم نہیں ہوتے اور اسکی تاریکیاں انوار حق کو ڈھانپ نہیں سکتیں بلکہ وہ تمام تاریکیاں کشف سے حق کے وارد ہونے اور ظاہر ہونے اور حق کے بیان کرنیکے تحت فنا ہو جاتی ہیں

العذاب فی الدنیا بین اظہرهم
ولانہ جعل اطاعۃ الرسول طاعتہ
قولہ تعالی من یطع الرسول فقد
اطاع اللہ ولقولہ علیہ السلام من
اطاع امری فقد اطاعنی ومن
عصا امری فقد عصانی وفی روایۃ
رسولی فکذلک المہدی یملاء الارض
قسطا وعدلا ای یبعث فیملاء
الارض قسطا وعدلا وھذا یشیر
الی انہ المامور بہ والخلق
باطاعتہ والا لم یکن لملاء الارض
وجہ لما ان ظاہر الحدیث من
حیث اعتقدوہ بخلاف النصوص
ویؤیدہ ماذکرنا فی تفسیر الایۃ
قولہ تعالی فلا رفث ولا فسوق ولا
جدال فی الحج ای لا ترفثوا ولا
تفسقوا ولا تجادلوا فی الحج فانہ اخبار
بمعنی النہی وکذلک قولہ تعالی و
یعلمہم الکتاب والحکمۃ ای تعلموا
منہ الکتاب والحکمۃ لانہ اخبار
بمعنی الامر وکذلک فی قولہ ع یملاء
الارض قسطا وعدلا ای یملاء
قلوبکم بالقسط والعدل بامرہ و
تعلموا منہ القسط والعدل لانہ
منصوب علیہ والمنصوب لابد من

کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دی ہے چنانچہ اللہ تعالی
فرماتا ہے کہ جس نے اطاعت کی رسول کی پس تحقیق
اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور آنحضرتؐ فرماتے
ہیں کہ جسنے اطاعت کی میرے امر کی پس اس نے میری
اطاعت کی اور جسنے نافرمانی کی میرے امر کی پس اسنے
نافرمانی کی میری اور ایک روایت میں رسولی آیا ہے
پس اسیطرح مہدیؑ زمین کو داد و عدل سے بھریگا یعنے
مہدیؑ بھیجا گیا ہے زمین کو داد و عدل سے بھرنے کیلئے
اور یہ کلام اسبات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مہدیؑ کو
داد و عدل سے زمین بھرنیکا امر کیا گیا ہے اور خلق کو
مہدیؑ کی اطاعت کرنیکا امر کیا گیا ہے اور اگر ایسا نہ
ہو تو زمین کو بھرنیکی کوئی وجہ نہوگی بسبب اسکے کہ مخالفوں
نے ظاہر حدیث کا جس حیثیت سے اعتقاد کر لیا ہے
نصوص قرآن و احادیث کے خلاف ہے اور تائید دیتی ہے
اسکی وہ چیز جس کا ذکر ہمنے آیت کی تفسیر میں کیا ہے
اللہ تعالی فرماتا ہے کہ۔ تو نہ عورت کے پاس جانا ہے اور
نہ کوئی گناہ کا کام اور نہ جھگڑا ایام حج میں۔ یعنی ایام حج
میں عورت کے پاس مت جاؤ اور نہ بدکاری کرو اور
نہ جنگ کرو پس تحقیق کہ یہ اخبار معنی میں نہی کے ہیں اور
اسی طرح اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اور انکو سکھاتا ہے
کتاب اور حکمت۔ یعنے اس سے کتاب کا علم اور حکمت
سیکھو اسلئے کہ یہ اخبار معنی میں امر کے ہیں اسی طرح آنحضرت
کا قول بھریگا زمین کو داد و عدل سے یعنے بھریگا تمہارے
دلوں کو داد و عدل سے اپنے امر سے اور سیکھو تم اس سے
داد و عدل اس لئے کہ مہدیؑ داد و عدل پر مبعوث ہوئے ہیں

لانه مستغرق في الحق فليس له
المرجع الا الى الحق ولا اخبار الا
عنه وهذا معنى اخذ العلوم من الله
تعالى - ولكن اكثر الناس لا يعلمون
يعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا
وهم عن الآخرة هم غافلون (جزء ۲۱ رکوع ۴) - فالهدى
شانه ما ذكر في العرائس ممن
كان شانه كذلك يثبت الايمان
باطاعته والكفر بعصيانه تهاونا
قوله تعالى فمن اظلم ممن كذب
على الله وكذب بالصدق اذ جاءه
اليس في جهنم مثوى للكافرين (جزء ۲۴ رکوع ۱)
واما ما ذكر في تفسير الآية وما
ارسلناك الا مبشرا ونذيرا (جزء ۲۲ رکوع ۱۲) - و
ما ارسلناك الا بعد ان اوحينا
على الخلق اطاعتك. فتكون لهم
بشيرا ونذيرا فانه تعالى ما ارسل
رسولا الا اوجب على امته
اطاعته والا فلا يكون في بعثه
فائدة لانه حينئذ يدعوهم
الى ما لا يجب عليهم اجابته فيكون
ظلما منه وهو برئ منه ويؤيده
قوله تعالى وما ارسلنا من رسول
الا ليطاع باذن الله الآية (جزء ۵ رکوع ۶) حتى
ان لم يطيعوه هلكوا وحل عليهم

رجوع مگر جانب حق اور نہیں ہے اس کا خبر دینا مگر حق تعالیٰ
سے پس یہ ہیں معنی اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرنیکے - ولیکن بہتیرے
آدمی جانتے نہیں یہ لوگ جانتے ہیں دنیا کی زندگی کے
ظاہر کو اور وہ آخرت سے بالکل بے خبر ہیں - جو کچھ تفسیر
عرائس میں ذکر کیا گیا ہے ہدیٰ کی شان ہی سے
پس جسکی شان ایسی ہو ثابت ہوتا ہے ایمان اس کی
اطاعت میں اور ثابت ہوتا ہے کفر از روی اہانت
اس کی نافرمانی میں - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر اس
سے بڑھکر ظالم کون جسنے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچے
کلام کو جبکہ وہ اسکے پاس آیا کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ
نہیں ہے اور جو کچھ ذکر کیا گیا ہے تفسیر میں اس آیت
کے کہ - اور ہمنے تجھکو نہیں بھیجا مگر خوش خبری دینے والا
اور ڈرانیوالا یعنی نہیں بھیجا ہمنے تجھکو مگر بعد اس کے کہ ہمنے
مخلوق پر تیری اطاعت کرنیکی وحی کی (پس انکو خوشخبری
دینا اور ڈرانا تیرے لئے سزاوار ہے) پس تحقیق کہ اللہ
تعالیٰ نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اسکی امت پر اس کی
اطاعت واجب کی ورنہ اس کا بھیجنا بے فائدہ ہوتا اسلئے
کہ اسوقت رسول ان کو اس چیز کی طرف بلاتا جس کو قبول
کرنا ان پر واجب نہوتا پس یہ بلانا رسول کیلئے ظلم ہوتا
اور رسول ظلم سے بری ہے اس کی تائید دیتا ہے اللہ تعالیٰ
کا قول کہ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے
کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے
یہانتک کہ اگر اطاعت نہ کریں رسول کی تو ہلاک
ہوں گے اور دنیا میں ان پر عذاب نازل ہوگا ان
کے سامنے اور اس لئے کہ حق تعالیٰ نے رسول

وسلم منصوبا مامورا بالامر بالمعروف
والنهي عن المنكر ورفع البدع فكل
منصوب واجب الاطاعة بخلاف
غيره لانه من اولي الامر لقوله
تعالى اطيعوا الله واطيعوا الرسول
واولي الامر منكم وان لم يحكم على
جميع من نصب عليهم لا يخرج
من كونه منصوبا مطاعا مثاله اذا
نصب قاضي في بلدة او ولاية
ولم يقض على احد من الناس
او قضى على البعض لا يمنع من ان
يكون قاضي تلك البلدة على
ساكنيه فكذلك المهدي ان
لم يقسط على جميع العالم لا يخرج
من كونه مقسطا على الجميع اماما
اعتبروه انه يقسط بنفسه في
حيوته في جميع العالم او اكثره
فهو باطل واما ما يشير اليه العبارة
الثانية بان يملاء العدل في زمانه
بقدرة الله تعالى نظيره قوله تعالى وما
ارسلناك الا رحمة للعالمين۔ (جزء ١٧ ركوع ٧)
معناه رحمة لمن يطيعه كما ذكر في
المدارك والكشاف انه جاء
بما يسعدهم ان اتبعوه ومن
خالف ومن لم يتبع فانما اتى

کرنے اور بدعت کو اٹھانے کیلئے مامور ہونیکی وجہ سے
مخالفت کیجا رہی ہو پس ہر ایک دعوت پر قایم کیا گیا واجب
الاطاعت ہو بخلاف غیر قایم شدہ کے کیونکہ وہ منجملہ اولوالامر
کے ہو اللہ تعالے کے فرمان سے کہ۔ اطاعت کرو تم اللہ
کی اور اسکے رسول کی اور تم میں کے صاحب امر کی۔ اگر وہ
حکم نہ کرے اُن تمام پر جس پر وہ قایم کیا گیا ہو تو وہ قایم
کئے جانے اور اطاعت کئے جانے سے خارج نہ ہوگا
اسکی مثال یہ ہے کہ جب کسی شہر یا ولایت میں قاضی قایم
کیا جاے اور وہ کسی پر حکم جاری نہ کرے یا بعض پر
جاری کرے تو اسکے جملہ ساکنان شہر کے قاضی ہونے کا
مانع نہیں اسیطرح مہدی اگر تمام عالم میں عدل نہ کرے
تو تمام پر عدل کرنیکے منصب سے خارج نہوگا لیکن مخالفو
نے مہدی کے متعلق جو یہ خیال کر لیا ہے کہ مہدی اپنی ذات
سے اپنی حیات میں تمام یا اکثر عالم میں عدل
کریگا سو یہ باطل ہے اور جو چیز عبارت
دوم کی طرف اشارہ کرتی ہے وہ یہ کہ بھریگا
مہدی زمین کو عدل سے اللہ تعالے کی قدرت
سے اسکی نظیر یہ ہے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ہمنے
تمھکو دنیا جہاں کے لوگوں کیلئے رحمت بناکر بھیجا
ہے۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ اسکی اطاعت کرنیوالے
کیلئے رحمت ہو چنانچہ تفسیر مدارک وکشاف میں ذکر
کیا گیا ہے کہ وہ آیا ہے ایسی چیز کیساتھ کہ اگر یہ اطاعت
کریں تو ان کو نیک بخت کرے اور جسنے خلاف کیا
اور اسکی اتباع نہیں کی امور دین میں تو اس نے اپنے
نفس کی خاطر مخالفت کی اسطرح کہ اپنا نصیب ضایع

اطاعته مثاله ان المحتسب او
القاضی اذا نصب فی بلدة یجب
علی اهل تلك البلدة ان یطیعوه
ویجیبوا دعوته ولا یردوا رسوله
وداعیه فی المعاملات فان
لم یفعلوا ذلك تهاونا به کفروا و
لهذا المعنی روایات فی کتب الفقه
ماذکر فی النوادر ومن لم یجب
داعی الشرع تهاونا کفر والمراد بالشرع
ههنا الحدیث وبالداعی المحتسب
او القاضی المنصوب فان لم یکن
فی بلدة منصوب فکل الفقهاء
الا من ظهر خیانته والاحق
من ینزع الیه المدعی ذکر فی
الخانیة وغیره من الفتاوی
الفقهیه اذ قال احد المتخاصمین
بیا تا بعالم رویم فقال الاخر من عالم
راچه دانم کفر فاطاعة المهدیؑ من
هذا القبیل لا من حیث ان
مخالفته مخالفة احد المسلمین
فی الامر بالمعروف بل لکونه خلیفة
الله وخلیفة رسول الله صلی الله علیه

قایم کیا گیا ہے اور قائم شدہ کی اطاعت لوگوں کیلئے فرض
ہے اسکی مثال یہ ہیکہ جب محتسب یا قاضی شہر میں قایم
کیا جاتا ہے تو اہل شہر پر واجب ہیکہ اسکی اطاعت کریں
اور اسکی دعوت کو قبول کریں اور اسکے بھیجے ہوئے نائب
اور اس کی طرف سے معاملات کی دعوت کرنیوالے کو
رد نکریں پس اگر انھوں نے اسکی اہانت کر کے ایسا نہیں
کیا تو کفر کیا اور اس معنی کو ثابت کرنیکے لئے کتب فقہ
میں روایتیں ہیں بعض اُن روایتوں سے وہ ہے جو نوادر
میں ذکر کیگئی ہے کہ اور جسنے داعی شرع کو از روی اہانت
قبول نہ کیا تو وہ کافر ہوا۔ اور یہاں شرع سے مراد حدیث
اور داعی سے محتسب یا قاضی ہے جو قایم کیا گیا ہے پس
اگر محتسب یا قاضی شہر میں مقرر نہو تو ہر ایک فقیہ مراد ہے
مگر وہ فقیہ مراد نہیں جس سے خیانت ظاہر ہو اور زیادہ
سزاوار وہ شخص مراد ہے کہ مدعی اس کی طرف اپنی
خصومت لیجائے خانیہ وغیرہ فتاوی فقہیہ میں ذکر کیا
گیا ہیکہ دو جھگڑنیوالوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا
کہ آ تا کہ عالم کے پاس جائیں اور دوسرے نے کہا کہ میں
عالم کو کیا جانوں تو کافر ہوا[ف] پس مہدیؑ کی اطاعت
اسی قبیل سے ہے یہ مہدیؑ کے ساتھ مخالفت کرنا کسی
مسلمان کا محض امر بالمعروف کی مخالفت کرنیکے مانند
نہیں ہے بلکہ مہدیؑ کے خلیفہ خدا و رسولؐ کی حیثیت
سے قایم کیے جانے اور نیکی کا حکم کرنے برائی سے منع

ف علوم دینی کا مضحکہ اڑانا کفر ہے کسی نے کہا کہ مجھکو علم کی مجلس سے کیا کام یا کہا کہ جو کچھ علماء کہتے ہیں کون کر سکتا ہے تو کافر ہوگا (ملاحظہ ہو ترجمہ باب کلمات الکفر از فتاوی برہانی جو مالا بدمنہ کے ساتھ طبع ہوا ہے)

اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا
وکان بین ذلک قواما والذین
لا یدعون مع اللہ الٰہا اخر ولا
یقتلون النفس التی حرم اللہ
الا بالحق ولا یزنون ط ومن یفعل
ذلک یلق اثاما یضعف لہ العذاب
یوم القیٰمۃ ویخلد فیہ مہانا الایۃ
والذین لا یشہدون الزور و
اذا مروا باللغو مروا کراما والذین
اذا ذکروا بایات ربہم لم یخروا علیہا
صما وعمیانا ہ والذین یقولون
ربنا ہب لنا من ازواجنا و
ذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین
اماما وقال اللہ تعالیٰ فی شانہم اولئک
یجزون الغرفۃ بما صبروا الایۃ
وذلک من فیض رحمۃ اللہ تعالیٰ
فمن کان وصف اصحابہ کذلک
فما تقول فی شانہ اما ما احتجوا بہذا
الحدیث عن عبد اللہ بن مسعود
انہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم لا تذہب الدنیا حتی
یملک العرب رجل من اہل
بیتی یواطئ اسمہ اسمی وفی
روایۃ لو لم یبق من الدنیا الا
یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم

اور برا مقام اور وہ لوگ جب خرچ کرنے لگیں تو نہ فضول
خرچی کریں اور نہ تنگی کریں انکا خرچ دونوں کے بیچ میں میانہ
ہے اور وہ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرا
اللہ اور نہیں خون کرتے کسی جان کا کہ اللہ نے حرام
کردیا مگر حق پر اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کریگا
وہ ملے گا بڑے وبال سے اسے دگنا عذاب ہوگا
قیامت کے دن اور ہمیشہ اسی میں رہیگا خوار ہوکر
اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب گذرتے
ہیں بیہودہ مشغولی پر تو گذر جاتے ہیں بزرگانہ طریقہ
پر اور وہ لوگ کہ جب انکو نصیحت کیجاتی ہے انکے پروردگار
کی آیتوں سے تو ان پر نہیں گرتے بہرے اندھے ہوکر
(بلکہ گوش ہوش سے سنتے اور بصیرت جہان کی آنکھوں
سے ان کو دیکھتے ہیں) اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے
ہمارے پروردگار ہمکو عنایت فرما ہماری بیبیوں اور اولاد
کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمکو بنا پرہیزگاروں کا
امام۔ اور اللہ تعالے انکی شان میں فرماتا ہے کہ یہ لوگ
جزا دیئے جائینگے بہشت میں بالاخانے بسبب اسکے
کہ انھوں نے تکالیف پر صبر کیا۔ یہ جو کچھ مذکور ہوا اللہ
تعالیٰ کی رحمت کا فیض ہے پس وہ ذات کہ جسکے
صحابہؓ کی تعریف ایسی کچھ ہو (جو آیات بالا میں مذکور
ہوئی) پس کیا کہتا ہے تو اس ذات مقدس کی
شان میں کہ وہ امام مہدی موعود ہے۔ اور مخالفان مہدیؑ
حجت لیتے ہیں اس حدیث سے روایت کیگئی ہے
عبد اللہ ابن مسعودؓ سے کہا فرمایا رسولؐ نے کہ دنیا ختم نہ
ہوگی یہاں تک کہ مالک ہوگا عرب کا ایک مرد میری اہل

من عند نفسه حيث ضيع نصيبه
منها مثاله ان يفجر الله عينا غدقا
فيسقي ناس زروعهم ومواشيهم
بمائها وينفعوا وينفقوا ويبقى ناس
سفرطوا السقي فيضيعوا فالعين المفجرة
في نفسها نعمة من الله ورحمة
للفريقين ولكن الكسلان عنت
على نفسه حيث حرمها ماينفعها
فكذلك المهدي يملاء الارض
في زمانه قسطا وعدلا فمن
يتبعونه واخذ والامره وارشاده
بالتواجد واشتغلوا بالله عن الدنيا
والآخرة فنفسه بعثت بالقسط و
العدل وظاهر انه من اتبعه لا
يحس فيهم مايخالف الشرع بل
مجبولون على التوكل والتفويض
لايضرهم من خذلهم ولامن
خالفهم حتى يذكر فيهم معاني
وعباد الرحمن الذين يمشون
على الارض هونا واذا خاطبهم
الجاهلون قالوا سلاما والذين
يبيتون لربهم سجدا وقياما والذين
يقولون ربنا اصرف عنا عذاب
جهنم ان عذابها كان غراما انها
ساءت مستقرا ومقاما والذين

کیا اسکی مثال یہ ہیکہ اللہ تعالیٰ پانی کا چشمہ جاری کرتا ہے
تو لوگ اپنی زراعتوں اور چارپایوں کو اُس چشمہ سے پانی دیتے
اور اپنی تشنگی بجھاتے اور لوگو نپر خرچ کرتے ہیں، رہے
وہ لوگ جو بیجا طور پر پانی خرچتے ہیں سو وہ نقصان
اٹھاتے ہیں پس چشمۂ جاری تو بذاتہ اللہ کی نعمت اور
فریقین کیلئے رحمت ہو لیکن سست آدمی نے تباہ کیا
اپنے نفس کو کیونکہ محروم کیا اس کو ایسی چیز سے جو اسکو
نفع پہنچاتی تھی پس اسی طرح مہدیؑ اپنے زمانہ میں داد
وعدل سے بھرتا ہے زمین کو اُن لوگوں میں جو اسکی پیروی
کرتے ہیں اور لیتے ہیں اسکے امر وارشاد کو ایک دوسرے
سے پانیکے ساتھ اور دنیا و آخرت سے رخ پھیر کر خدا
کیساتھ مشغول ہوجاتے ہیں پس مہدیؑ کی ذات داد
وعدل کیلئے مبعوث ہوئی ہے اور یہ ظاہر ہیکہ جسنے
مہدیؑ کی اتباع کی انمیں شرع کے خلاف کوئی بات
محسوس نہیں ہوتی بلکہ اول پیدایش میں ان کے سر
توکل اور تسلیم کا سہرہ باندھا گیا ہے کسیکا ان کو خوار
سمجھنا اور کسیکا انکی مخالفت کرنا ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچاتا
یہانتک کہ انکے حق میں ذکر کئے گئے ہیں اس آیت
کے معانی کہ۔ اور بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں
زمین پر تواضع سے اور جب جاہل ان سے گستاخی کرتے
ہیں تو گناہ سے بچی ہوئی بات کہتے ہیں اور وہ لوگ
رات بسر کرتے ہیں اپنے پروردگار کیلئے کبھی سجدہ میں
اور کبھی کھڑے ہوے اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے
پروردگار ہمسے پرے رکھ دوزخ کا عذاب بیشک
اس کا عذاب لازم ہو جانیوالا ہے بلاشبہ وہ بری آرامگاہ ہے

والعدل واسم ابیہ اسم ابی و
ھی مما یشبہ باحادیث المہدیؑ
فالقول بالقسط والعدل ماذکرنا
قبل و قولہ ؑ اسم ابیہ اسم
ابی مسلم ولئن سلمنا الروایۃ
الثانیۃ فی حق المہدی علیہ السلام
فالحدیث یدل علی تحقیق خروجہ
لاتیقید بعثتہ فی اٰخر یوم من ایام
الدنیا وھذا مما لا یخفی علی احد
واما ما قالوا فی حق المہدیؑ انہ
یخرج لہ کنوز الارض فیجئی الیہ
الرجل فیقول یا مہدی اعطنی
اعطنی فیعطی لہ من الذہب
والفضۃ قدر ما یستطیع حملہ و
کذلک کل ما اتی الیہ وسألہ یعطیہ
ویحثی الذہب والفضۃ کالتراب
واحتجوا علی ھذہ الاقوال
بالحدیثین احدھما قولہ ؑ فی قصۃ
المہدیؑ فیجئی الیہ الرجل فیقول
یا مہدی اعطنی اعطنی فیحثی لہ
فی ثوبہ ما استطاع ان یحملہ و
الحدیث الثانی قولہ ؑ یکون
بعدی خلیفۃ یحثی المال حثیا
لا یعدہ عدا قلنا اقوالھم لا توافق
الاحادیث اما ما قالوا بانہ یخرج

اس میں نہ تو عرب کے مالک ہونیکا ذکر ہے اور نہ ذکر
مہدیؑ البتہ قسط و عدل اور اسم ابیہ اسم ابی کا ذکر ہی
جو مشابہت رکھتی ہے اُن احادیث سے جو مہدیؑ
کے حق میں آئی ہے پس قسط و عدل کا قول جو مذکور
ہوا اور اسم ابیہ اسم ابی دو نو مسلم ہیں اگر ہم روایت
ثانی کو مہدی علیہ السلام کے حق میں تسلیم کرلیں تو ایام
دنیا میں سے آخری دنمیں مہدیؑ کی بعثت مقید ہونے سے
خروج مہدیؑ کی تحقیق پر حدیث دلالت کرتی ہی اسمیں
جو دشواری ہی کسی پر پوشیدہ نہیں۔ اور مخالفین مہدیؑ
کے حق میں کہتے ہیں کہ مہدیؑ کے لئے زمین کے
خزانے نکل پڑیں گے پس آئیگا ایک مرد مہدیؑ کے
پاس اور کہیگا کہ ای مہدیؑ مجھکو عطا کر مجھکو عطا کر تو دیگا
اس کو سونا اور چاندی جسقدر کہ وہ اٹھا سکتا ہی اور اسی
طرح جو کوئی مہدیؑ کے پاس آ کر اُس کا سوال کریگا تو
عطا کریگا اس کو اور سونا چاندی ریت کی طرح بیٹھے گا
اپنے ان اقوال پر مخالفوں نے دو حدیثوں سی حجت
لی ہے اُن دونوں میں سو ایک آنحضرتؑ کا قول مہدیؑ
کے قصہ میں ہے فرمایا کہ۔ پس ایک مرد آئے گا مہدیؑ
کے پاس اور کہیگا ای مہدیؑ عطا کر مجھکو عطا کر مجھکو تو مہدیؑ
اسکے دامن میں ڈالدیگا جسقدر اٹھا سکتا ہی اور دوسری
حدیث یہ ہی آنحضرتؑ نے فرمایا کہ میرے بعد خلیفہ ہوگا
بیٹھے گا مال کو بیٹھنا جسکا شمار نہو سکے گا۔ ہم کہتے ہیں
کہ ان کے اقوال صحیح احادیث کے موافق نہیں لیکن
انکا یہ کہنا کہ مہدیؑ کیلئے زمین کے خزانے نکل پڑینگے
پس ان کا یہ قول آنحضرتؑ سی مہدیؑ کے حق میں حدیث

حتی یبعث اللہ رجلا من اھل
بیتی یواطئ اسمہ اسمی واسم
ابیہ اسم ابی یملاء الارض قسطا
وعدلا کما ملئت جورا وظلما علی
ان المھدی یکون ملک العرب
قلنا للحدیث روایتان اما الروایۃ
الاولی ففیہ اربع موانع فی کونہ
حجۃ لھم علینا الاول انہ حدیث
حسانی من الاحاد غیر المتواتر
یعنی لایجوز بہ تکذیب من کان
فی درجۃ یصلح للمھدیۃ بخصال
التی ذکرنا بحیث لاینکر علی ولایتہ
اکثر من الناس فانہ من اعظم
الحج الصحاح والثانی انہ لم یذکر
فیہ لفظ المھدی والثالث انہ
لم یذکر فیہ املاء القسط والعدل
یشبہ بالاحادیث التی ینصوص فیہ
بوجہ انہ فی حق المھدی والرابع
انہ لم یذکر اسم ابیہ اسم ابی
فلیکن من اولاد الرسول رجل
اسمہ محمد یملک العرب لاسبیل
لھذا القول فی حق المھدی فیکون
لھم حجۃ علینا اما الروایۃ الثانیۃ
فلم یذکر فیھا انہ یملک العرب
ولا ذکر المھدی الا انہ ذکر القسط

بیت سے اسکا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ اور ایک
روایت میں ہے کہ۔ اگر باقی نہ رہے دنیا سے مگر ایک ہی دن
تو اللہ تعالٰے اُس دن کو دراز کردیگا یہاں تک کہ پیدا
کریگا اللہ ایک مرد کو میری اہل بیت سے اُسکا نام میرے
نام کیموافق ہوگا اور اسکے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا
بھریگا زمین کو داد وعدل سے جیسی کہ بھری گئی جور وظلم
سے اسبات پر (حجت لیتے ہیں کہ) مہدی عرب کا
مالک ہوگا۔ ان کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ حدیث مذکور
کی دو روایتیں ہیں لیکن پہلی روایت کہ ہمارے مقابلہ
میں ان کیلئے اسکے حجت ہونے میں چار موانع ہیں۔ مانع
اول یہ کہ یہ حدیث حسانی ہے احادیث احاد سے
غیر متواتر یعنے اس حدیث سے اس کو جھٹلانا جائز نہیں
جس کا درجہ صلاحیت رکھتا ہے امر مہدیت کا اُن
خصائل سے جن کا ذکر ہمنے کردیا ہے اس حیثیت
سے کہ اکثر لوگوں نے مہدی کی ولایت کا انکار نہیں
کیا پس یہ جو کچھ مذکور ہوا بزرگترین حجتہائے صحیح سے ہے
مانع دوم یہ کہ اس حدیث میں لفظ مہدی مذکور نہیں
مانع سوم یہ کہ اس میں انصاف وعدل سے بھرنا ذکر
نہیں کیا گیا یہ متشابہ ہے اُن احادیث سے کہ جن کا
مہدی کے حق میں ہونا جدانی طریقہ پر منصوص ہوتا ہے
اور مانع چہارم یہ کہ اس حدیث میں اسمہ ابیہ اسم
ابی کا ذکر نہیں پس ممکن ہے کہ اولاد رسول سے ایک
مرد کا نام محمد ہو مالک عرب ہوجائے اس قول کے مہدی
کے حق میں ہونیکی کوئی راہ نہیں کہ یہ حدیث مخالفوں
کی طرف سے ہمپہ حجت ہو۔ رہی دوسری روایت کہ

الثانی للمشارق یقول حثی یحثی حثیا اذارمی به وقد کان فی زمان عمر بن الخطاب رض لما جاءت کنوز کسری فانه اراد بالخلیفة عمر بن الخطاب رضی الله عنه فلم یتفق البیان فی حق المال ولا فی حق المهدی علیه السلام خاصة والمال امّا عام او مشترک او مجمل کما فی الحدیث لانه یرد علی جنسه من الجواهر والذهب والفضة والاقمشة والامتعة وکذا علی الاطعمة والاثواب والحیوانات امّا العام فلانه یذکر ویراد به الکل بالانتظام واما المشترک فلانه یذکر ویراد به الواحد من جنسه فصار مشترکا بین الواحد والکثیر من جنسه واما المجمل فلانه لم یترجح بعض وجوهه علی الآخر الا ببیان من جهة الشارع وفی الهدایة لو قال لفلان علی مال فالمرجع الیه فی بیانه لانه هو المجمل ویقبل قوله فی القلیل والکثیر لان کل ذلک مال فالعام حکمه اثبات الحکم فی جمیع ما تناوله من الافراد قطعا ویقینا

اس وقت کہا جاتا ہے کہ مال اپنے ہاتھ سے پھینکے اور عمر بن الخطاب رض کے زمانہ میں جب آپ کے پاس نوشیرواں کا خزانہ آیا تو مال بٹیا گیا ہے پس شارح مذکور نے (فرمان رسول ع یکون بعدی خلیفة الخ میں جو خلیفہ ہے) اس خلیفہ سے عمر بن الخطاب رض کی ذات مراد لی ہے پس مذکورہ ہر دو حدیث مال اور مہدی ع کے حق میں ہونیکے بیان میں متفق نہوے از روی خاص اور مال یا عام ہوگا یا مشترک یا مجمل ہوگا جیسا کہ حدیث میں ہے اسلئے کہ کلمۂ مال جسطرح اپنے جنس یعنے جواہر سونا چاندی جامہ پشمینہ اور روپیہ پونجی کے متعلق کہا جاتا ہے اسیطرح غلہ کپڑے اور جانوروں کے متعلق کہا جاتا ہے لیکن عام کہ اس کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس عام سے کل بالکثرت مراد لیجاتی ہے۔ اور مشترک کا ذکر کیا جاتا ہے اور اسکے جنس سے واحد مراد لیجاتی ہے پس لفظ مشترک اپنے جنس کے واحد اور کثیر دونوں پر مشترک ہوتا ہے اور مجمل کے بعض وجوہ کو بعض پر ترجیح حاصل نہیں ہوتی مگر اس بیان سے جو شارع کی جانب سے ہو اور ہدایہ میں ہے کہ اگر کہے کہ فلاں کیلئے مجھ پر مال ہے پس رجوع کیا جائیگا اس کے بیان کی طرف کیونکہ اس کا بیان مجمل ہے (مقدار ظاہر نہونے سے) اور قبول کیا جائیگا اس کا قول قلیل و کثیر کے متعلق کہ یہ سب مال ہے اور عام اس کا حکم حکم کا ثابت کرنا ہے قطعا و یقینا یا ظنا علی حسب المذاہب ان تمام افراد میں جس کو وہ شامل ہے

بالکثرت

له كنوز الارض فليس ذلك بمروى عنه عليه السلام فى حقه بحديث صحيح بل هو فى حق الدجال وقد اثبتنا قبل لان زمان المهدى قبل زمان الدجال بامد بعيد واما ما قالوا بانه يعطى الذهب و الفضة فليس بمفهوم الحديثين خاصة اما الحديث الاول فان قوله عليه السلام اعطنى اعطنى محتمل فى طلب المال وغيره من الارشاد وكذلك لفظ الحثى فلا يفهم من قوله عليه السلام اعطنى طلب الذهب والفضة ولا من الحثى اعطاء الذهب والفضة واما الحديث الثانى ففيه موانع فى كونه فى حق المهدى عليه السلام لان السلف اختلفوا فيه فقال الامام علم الدين بن سليمان بن زكريا القريشى رحمة الله عليه فى شرح المشارق ورد الحديث فى حق المهدى والحديث ينبئ عن عدله واحسانه فانه اراد بالمال العدل والاحسان والشارح

صحیح سے مروی نہیں بلکہ وہ روایت کی گئی ہے دجالِ لعین کے حق میں اور ہم نے اس سے پہلے ثابت کر دیا ہے کہ مہدیؑ کا زمانہ دجال کے زمانہ سے بہت پہلے ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ مہدیؑ زر و نقرہ عطا کرے گا سو ان کا یہ قول دونو حدیث مذکورہ کے مفہوم سے نہیں ہے از روی خاص۔ اور پہلی حدیث یعنے رسولؑ کا قول ہذا "عطا کر مجھکو عطا کر مجھکو" طلب مال اور غیر مال یعنے ارشاد کی طلب دونوں کا احتمال رکھتا ہے اور اسی طرح حثی کا لفظ بھی احتمال رکھتا ہے پس آنحضرتؐ کے قول اعطنی سے سونے چاندی کی طلب سمجھی جاتی ہے اور نہ حثی سے سونے چاندی کا عطا کرنا سمجھا جا سکتا ہے اور دوسری حدیث کہ اس میں کئی موانعات ہیں مہدی علیہ السلام کے حق میں ہونے کے لئے اس لئے کہ علماء سلف نے اس حدیث میں اختلاف کیا ہے۔ پس کہا امام علم الدین سلیمان بن زکریا قریشی نے شرح مشارق میں کہ حدیث مہدیؑ کے حق میں وارد ہوئی ہے اور حدیث مہدیؑ کے عدل و احسان کی خبر دیتی ہے پس امام علم الدین نے مال سے عدل و احسان مراد لی ہے اور مشارق کا دوسرا شارح کہتا ہے کہ حثی یعنی حثیہ

ـه یعنے طلب زر سے خاص نہیں ہے بلکہ احتمال رکھتا ہے کہ مال سے مراد محبت عشق طلب دیدار حق اسرار ولایت تجلی ذات مقصود کو پہنچنا ہو (از شرح فارسی)

هذا اللفظ تارة يكنى عن القليل و
تارة يكنى عن الكثير فان ما يكنى به
عن القليل يقال الاستطاعة هو
المستطاعة وهو بمعنى القليل و اما ما
لا طاقة به فهو كثير و بيانهما فى
آيتين قوله تعالى ربنا ولا تحملنا
ما لا طاقة لنا به. وهو اشتقاق عن
الكثرة الى القلة و ما يكنى به عن
الكثرة قوله تعالى فاتقوا الله ما استطعتم
ويمكن ان يفسر هذه الآية ايضا
بالقلة لان التقوى بحسب الاستطاعة
هو المحمول بالطاقة كما فى الآية
فالمقصود انه بكل الوجوه لا يثبت
ان يكون المهدى عليه السلام
ذا مال كثير بحيث يعطى الجواهر
والذهب والفضة على قدر ما
استطاع الرجل ان يحمله ثم يشترط
له ذلك فى صحة المهدية حتى
ان لم يوجد ذلك الشرط لا يكون
مهديا فهذا من ظنون الغافلين
عن معناه فان انتفاء هذه الظنون
عن حق المهدى عم بوجوه اخرى اذكره
ان شاء الله ثم فالحاصل اما ان يراد
بالطلب والعطاء العطاء الدينية
فى الحديثين فهو كما ذكرنا

اسی طرح فرمان رسول ما استطاع یعنے جسقدر توانائی
رکھتا ہو اس کو اٹھانے کی اور لفظ استطاعت کبھی
قلیل سے کنایہ کیا جاتا ہو اور کبھی کثیر سے اور اگر قلیل سے
کنایہ کیا جائے تو کہا جاتا ہے کہ استطاعت مستطاعت
کو کہتے ہیں یعنے جسقدر توانائی رکھا گیا ہو اور وہ معنی میں
قلیل کے ہو اور نہیں ہے طاقت جسکے اٹھانیکی پس
وہ کثیر ہے اور ان دونو کا بیان دو آیتوں میں ہے
اللہ تعالے فرماتا ہے کہ۔ اور اے ہمارے رب ہم پر نہ
ڈال اتنا بوجھہ جسکی ہم میں سکت نہیں۔ اور وہ کثرت
سے قلت کی طرف لانا ہے اور وہ چیز جس سے کثرت
کا کنایہ کیا جاتا ہے اللہ تعالے کا قول ہے کہ۔ تو ڈرو
اللہ سے جس قدر تم توانائی رکھتے ہو اور ممکن ہے کہ اس
آیت کی تفسیر قلت سے بھی کی جائے اسلئے کہ پرہیز کرنا
حسب مقدور ہو اور وہ طاقت پر محمول ہے جیسا کہ
پہلی آیت میں ہو پس مقصود یہ کہ تمام وجوہ سے ثابت
نہیں ہوتا کہ مہدی عم صاحب مال کثیر ہو اس حیثیت
سے کہ لوگوں کو اُن کے اٹھانے کی طاقت کے موافق
جواہر سونا اور چاندی عطا کرے اور پھر صحت مہدیت
کے لئے بہت مال عطا کرنے کی شرط لگائی جائے
کہ اگر یہ شرط نہ پائی گئی تو مہدی عم نہ ہوگا یہ سب حدیث
کے معنی سے غفلت رکھنے والوں کی گمانی باتیں
ہیں۔ ان گمانی باتوں کو مہدی عم کے حق سے دور کرنے
کے اور وجوہ بھی ہیں ان کا ذکر کرتا ہوں انشاء اللہ
تعالی حاصل یہ کہ یا اگر دونو حدیثوں میں طلب و
عطا سے دینی عطا مراد لی جائے تو وہ ایسا ہی

او ظنا على حسب المذاهب و
المشترك حكمه التوقف فيه بشرط
التامل فيه ليترجح بعض وجوهه
والمجمل حكمه التوقف فيه واعتقاد
حقيقة المراد به الى ان ياتيه
البيان من جهة المجمل فعلى
كل الاحوال تخصيص الجواهر و
الذهب والفضة ليس بصواب
لانه تخصيص بلا مخصص وترجيح
بلا مرجح وان ترجح فهو ماول وحكمه
العمل به على احتمال اللفظ وكذلك
الحثى على حسب اللغة بوجهين
احدهما من حد نصر ينصر حثى
يحثو وهو اعطاء القليل والثانى
من ضرب حثى يحثى وهو نثر
التراب بكفه ويكنى عن العطاء
الغير المعدود كما هو المصرح فى
الحديث الثانى وهو قوله عليه
السلام يحثى المال حثيا ولا يعده
عدا فلا يفهم منه الكثرة بل مطلق
العطاء من غير تعدد لان الباب
لا يدل على الكثرة بل من باب
نصر هو العطاء القليل حقيقة لا غير
ومن باب ضرب مجازا عندوكذلك
قوله ما استطعتم ان يكون ملك ذات ...

اور مشترک حکم اُس کا اسمیں توقف کرنا ہے اُسمیں
تامل کرنیکی شرط کے ساتھ تاکہ اس کے بعض وجوہ
مرجح ہوں اور مجمل حکم اس کا اسمیں توقف کرنا
اور مجمل کہنے والے کی طرف سے مجمل کی توضیح پر
مجمل کی حقیقی مراد کا اعتقاد کرنا ہے پس ہر
ایک احوال پر سونے چاندی اور جواہر کی تخصیص
کرنی درست نہیں کیونکہ یہ تخصیص بغیر خاص کرنے
والے کے اور ترجیح بغیر ترجیح دینے والے کے
ہوگی اور اگر ترجیح دیجائے تو وہ تاویل ہوگی اور
حکم تاویل کا تاویل پر عمل کرنا ہے لفظ کے
احتمال پر اور اسی طرح لفظ حثی کے معنی باعتبار
لغت دو وجہ پر ہیں ایک اُن دونوں میں سے یہ کہ
حثی نصر ینصر کے باب سے حثی یحثو ہوگا تو اسکے
معنی عطاء قلیل کے ہونگے اور دوسرا ضرب یضرب
کے باب سے حثی یحثی کے معنی اپنے ہاتھ سے مٹی
کو بیٹنا ہے اور بغیر شمار کے عطا سے بھی کنایہ کیا گیا
ہے چنانچہ اس کی تصریح حدیث دوم میں کیگئی ہے
اور وہ قول آنحضرت صلعم کا ہے کہ بیٹے گا مال کو بیٹنا
اور شمار نہ کریگا اس کو شمار کرنا پس اس سے
بہت مال کا بیٹنا نہیں سمجھا جائیگا بلکہ بغیر شمار کرنے
کے مطلق عطا مفہوم ہوگی اس لئے کہ ضرب کا باب
کثرت پر نہیں دلالت کرتا بلکہ نصر کے باب سے
بھی عطا قلیل مفہوم ہوتی ہے از روئے حقیقت
غیر عطا قلیل اس کا مفہوم نہیں اور ضرب کے
باب سے از روئے مجاز عطا کرنا مفہوم ہوتا ہے اور

تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا شبھۃ فی کونہ فقیرا فالمھدیؑ ینبغی ان یکون کذلک لانہ ولی ولازم الولایۃ الفقر دون الغنی و الثانی ان العطاء الکثیر اسراف و تبذیر واللہ لا یحب المسرفین قولہ تعالیٰ ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین (جزو ۱۵ رکوع ۳) الآیۃ فالمھدی لا یکون کذلک والثالث انہ بعث للھدایۃ و الارشاد فلو اشتغل بنفسہ بالدنیا واشتغل الناس بھا فقد اختل عن غرضہ الاصلی وذلک مما لا یصلح بحالہ والرابع انما یاتی الیہ الناس للاسترشاد فی دین اللہ تعالیٰ متحابین فی اللہ فلو کان لہ عطاء کثیر لا یفھم من طالب اللہ ومن طالب الدنیا وذلک ایضا مما لا یصلح بحالہ وایدہ ما ذکر فی المدارک تحت قولہ تعالیٰ وجعلنا بعضکم لبعض

کئی معانی کی مخالفت کرتا ہے اُن معانی سے ایک معنی یہ ہے کہ مہدیؑ رسولؐ کا تابع ہے اور رسولؐ کے فقیر ہونے میں کوئی شبہ نہیں پس مہدیؑ کے لئے بھی رسولؐ کی طرح فقیر ہونا سزاوار ہے اس لئے کہ مہدیؑ ولی ہے اور ولایت کیلئے فقر وفاقہ لازم ہے تونگری لازم نہیں دوسرا معنی یہ کہ عطاء کثیر اسراف ہے اور اللہ تعالےٰ مسرفین کو دوست نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ اور مت اڑا بکھیر کر بیشک فضول خرچ کرنیوالے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ پس مہدیؑ اسراف کرنیوالا نہ ہوگا اور تیسرا معنی یہ کہ مہدیؑ ہدایت اور ارشاد کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ پس اگر مہدیؑ باوجود عہدۂ عظمیٰ کے بذات خود دنیا میں مشغول ہوجائے اور لوگوں کو دنیا طلبی میں مشغول کرے تو لوگوں کو غرض اصلی (خدا کے دیدار کی طلب) سے ہٹاکر خلل و فساد میں ڈالنا متصور ہوگا اور یہ بات (دجال کیلئے سزاوار ہے) مہدیؑ کے شایان شان نہیں۔ اور چوتھا معنی یہ کہ مہدیؑ کے پاس لوگ اللہ تعالےٰ کے دین کی راہ پانیکی طلب میں ایسی حالت میں آئینگے کہ اللہ کے لئے ایکدوسرے کو دوست رکھنے والے ہوں گے پس اگر مہدیؑ کے لئے عطاء کثیر ہو تو مہدیؑ

ﮯ کما قال اللہ تعالیٰ فلا تغرنکم الحیٰوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا انما یدعوا حزبہ لیکونوا من اصحٰب السعیر (جزو ۲۲ رکوع ۱۳) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو تم کو فریب نہ دے دنیا کی زندگی اور تمکو نہ دھوکہ دے اللہ کے بارے میں وہ دغاباز (شیطان) کہ بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم دشمن ہی اس کو سمجھے رہو بس وہ (شیطان) تو بلاتا ہے اپنی جماعت کو (دنیا کے طالبوں کو دنیا کی طرف) تاکہ وہ دوزخ والوں میں ہو جائیں۔

علم الدین رحمۃ اللہ علیہ وان
یراد بہ المال فیجب ان یکون
المہدیؑ سخیا باذلا ذا عطاء لا بخیلا
ممسکا نکل ما اتی عندہ من جنس
المال فینفق فی سبیل اللہ سواء
کان جواہر او ذہبا او فضۃ او
فلوسا او قماشا او طعاما او ثوبا او حیوانا
وغیر ذلک مما یعد مالا فیکون العمل
علی حسب عموم المال ولا یتوقف
معنی الحدیث من حیث الاشتراک
او الاجمال ولیکون المال فی نظرہ
کالتراب فیبذل لہ بذلا بحیث لا
یلتفت الی قلتہ وکثرتہ او یکون
المال والتراب عندہ مساویین
فی عدم الحب والجمع لانہ الداعی
الی اللہ ویأمر الناس بترک الدنیا
ویقلع عن قلوبہم حبہا ولذائذہا
وزخارفہا فکیف یحبہا ویجمعہا
بنفسہ ولا یکون لہ مال الا ما اتی
بہ لوجہ اللہ فکیف یعطی الذہب
والفضۃ قدر ما یطیق المرء حملہ
فہذا من موارد المنکرین لیس
فی کتاب ولا سنۃ فالعطاء الکثیر
مثل ما زعموا فی حق المہدیؑ
یخالف بمعان احدہا ان المہدیؑ

ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے امام علم الدینؒ نے اور اگر عطا
سے مال مراد لیا جائے تو واجب ہے کہ مہدیؑ سخی خرچ
کرنیوالا اور صاحب بخشش ہو بخیل مال کو روکنے والا
نہو اور جنس مال سے ہر وہ چیز جو فی سبیل اللہ اس
کے پاس آئے تو خرچ کرے خواہ وہ جواہر ہوں یا
سونا یا چاندی یا پیسے یا ہر قسم کا سامان یا ہر قسم کے
کھانے یا کپڑے یا حیوان اور ان کے سوائے
جن کا شمار مال میں ہوتا ہے عام مال کے موافق
عمل ہوگا اور حدیث کے معنی مشترک یا مجمل ہونے
کی حیثیت سے متوقف نہوں گے اور مہدیؑ کی
نظر میں مال مٹی کے جیسا ہوگا اور خرچ کریگا اس کو
خرچ کرنا اس طرح کہ مال کی قلت و کثرت پر توجہ
نہیں کریگا یا مال اور مٹی دونوں مہدیؑ کے پاس
مساوی ہونگے محبت ہونے اور جمع نہ کرنے میں اسلئے
کہ مہدیؑ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانیوالے ہے حکم
کریگا لوگوں کو ترک دنیا کا اور انکے دلوں سے دنیا کی
محبت دنیا کی لذتوں اور دنیا کی ظاہری آرائشوں کو
اکھیڑ دیگا تو پھر مہدیؑ متاع دنیا کو کسطرح دوست
رکھیگا اور بذات خود دنیا کی پونجی جمع کریگا اور نہیں ہوگا
اس کیلئے مال مگر وہی جو لایا گیا ہو اللہ کی خوشنودی کے
لئے تو پھر مہدیؑ کیونکر عطا کریگا سونا اور چاندی
سائل کے اٹھانیکی قوت کے موافق پس یہ اقوال منکران
مہدی علیہ السلام (طالبان دنیا) کے طبعزاد ہیں نہ تو
کتاب اللہ میں ہیں اور نہ حدیث صحیح میں اور منکرین
نے مہدیؑ کے حقمیں عطاء کثیر کا جو کچھ گمان کرلیا ہے

ياكلون اموال الناس بالباطل و
يصدون عن سبيل الله الاية قوله تعالى
وقطعنهم في الارض امما منهم
الصالحون ومنهم دون ذلك و
بلوناهم بالحسنات والسيئات
لعلهم يرجعون ٥ فخلف من بعدهم
خلف ورثوا الكتاب ياخذون
عرض هذا الادنى ويقولون سيغفر لنا
وان ياتهم عرض مثله ياخذوه
الم يوخذ عليهم ميثاق الكتاب
ان لا يقولوا على الله الا الحق و
درسوا ما فيه والدار الاخرة خير
للذين يتقون افلا تعقلون. و
ذكر في المدارك والمراد كانوا
ياخذون من الرشى في الاحكام
وعلى تحريف الكلم. وفي قوله تعالى
هذا الادنى تخسيس وتحقير
للدنيا وحطامها الذي اخذوه
على تحريف الكلم واصروا عليه بحيث
حتى قالوا سيغفر لنا وان ياتهم
عرض مثله ياخذوه انو والحال
اي يرجون المغفرة وهم مصرون
عائدون الى مثل فعلهم غير
تائبين قال الامام الزاهد في تفسيره
وانهم ما تغيروا باخذ الرشوة طلب

کریں پس جب علماء بادشاہوں سے میل جول پیدا کریں
تو ان سے پرہیز کرو پس تحقیق کہ وہ دین کے چور ہیں وہ
دین کے چور ہیں وہ دین کے چور ہیں۔ اور قرآن میں
ایسی آیتیں ہیں جو علماء کے اس میل جول اور عمل پر زجر
کرتی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنو! اکثر علماء اور
مشائخ کھا جاتے ہیں لوگوں کے مال ناحق اور روکتے
ہیں اللہ کی راہ سے الخ نیز فرماتا ہے کہ۔ اور ہمنے پراگندہ
کیا انکو ملک میں گروہ گروہ انمیں سے بعض تو نیک ہیں اور
بعض بدکار ہیں اور ہمنے انکو آزمایا سکھ سے اور دکھ سے
تاکہ وہ گناہوں سے رجوع کریں پھر آئے انکے بعد ایسے
ناخلف کہ وارث بنے کتاب کے لے لیتے ہیں اسباب
اس گھٹیا دنیا کا اور کہتے ہیں کہ ہمکو معاف ہو جائیگا اور
اگر انکے سامنے آوے کوئی دنیوی چیز اس جیسی تو
اس کو لے لیتے ہیں کیا نہیں لیا گیا ان پر وہ عہد جو کتاب
میں لکھا ہے کہ نہ بولیں اللہ پر سوائے سچ کے اور انھوں نے
پڑھ لیا جو اس کتاب میں ہے (عمل نہیں کرتے) اور آخرت
کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کیلئے کیا تم سمجھتے نہیں۔
اور مدارک میں ذکر کیا گیا ہے کہ ما کانوا یاخذون (سے
لیتے تھے) سے مراد احکام اور توریت کے کلمہ بدلنے میں
رشوت لیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے قول ہذا الادنیٰ
میں دنیا کی ذلت اور تحقیر ہے اس تھوڑی سی دنیا کو انہوں نے
کلمہ توریت کی تحریف کے عوض میں لے لیا اور مصر ہو گئے
اس کام پر اپنی محبت سے یہانتک کہ کہتے ہیں ہمکو معاف کیا جائیگا
اور اگر انکے سامنے آوے کوئی دنیوی چیز اس جیسی تو لیکے
ہیں اسکو لینے کیلئے و اسی واسطے واو حال کیلئے ہے یعنی

فتنة أتصبرون الآية اى جعلناك
فتنة لهم لانك لو كنت صاحب
الكنوز والجنان لكان طاعتهم لك
للدنيا او ممزوجة بالدنيا فانما
بعثناك فقيرا ليكون طاعة من
يطيعك خالصة لنا والخامس
وهو يدعى المهدية يجتمع عليه
الناس ويقبلونه بطمعهم وان
لم يجدوا فيه شرائطه وعلاماته
لاسيما العلماء الذين يخالطون
الملوك لطلب الدنيا ويسعون
الى ابوابهم غدوا وعشيا يريدون
حطامها حتى اختصوا بقول النبيؐ
انهم لصوص الدين لقوله ؑ العلماء
امناء الله مالم يخالطوا الملوك
فاذا خالطوهم فاحذروهم فانهم
لصوص الدين فانهم لصوص الدين
فانهم لصوص الدين وفيه من
الآيات ما يزجرهم عن ذلك ان
عملوا به قوله تعالى يا ايها الذين
امنوا ان كثيرا من الاحبار والرهبان ؎

کے پاس آنیوالوں میں یہ معلوم ہو سکیگا کہ کون دنیا کا
طالب ہے اور کون خدا تعالےٰ کا طالب ہے یہ بات بھی
مہدیؑ کیلئے سزاوار نہیں (دنیا طلبی میں مشغول کرانا
شیطان کا کام ہے) اور اسکی تائید دیتی ہے وہ چیز جو
تفسیر مدارک میں فرمان خدا " اور ہم نے بنایا ہے تم میں
ایک کو ایک کیلئے آزمایش کا ذریعہ (دیکھیں تم بھی صبر
کرتے ہو؟ کے تحت ذکر کیگئی ہے یعنی اے محمدؐ ہمنے تجھکو ان
کیلئے آزمایش بنایا ہے اسلئے کہ اگر تو صاحب باغ
اور صاحب خزانہ ہوتا تو البتہ انکا تیری فرمانبرداری
کرنا دنیا کیلئے یا دنیا سے ملنے کیلئے ہوتا ہمنے تو تجھکو
فقیر بنا کر بھیجا ہے تاکہ تیری اطاعت کرنیوالوں کی اطاعت
خالص ہمارے لئے ہو (دنیا کیلئے نہو) اور پانچواں معنی یہ کہ
اور مہدیؑ دعویٰ کرے مہدیت کا تو لوگ جمع ہوں گے
مہدیؑ کے پاس اور مہدیؑ کی تصدیق کرینگے اپنی اس طمع
کیخاطر کہ مہدیؑ انکو جواہر سونا اور چاندی دیگا اگرچہ کہ نہ
پائیں مہدیؑ میں شرائط و علامات مہدیت خصوصاً وہ علماء
جو بادشاہوں سے میل جول رکھتے اور تھوڑی سی دنیا کیخاطر
صبح و شام انکے دروازوں پر دوڑے دوڑے پھرتے ہیں
حتیٰ کہ وہ نبیؐ کے فرمان سے مخصوص ہوئے کہ وہ علماء دین
کے چور ہیں آنحضرتؐ کے فرمان سے کہ علماء اللہ کے
امانتدار ہیں جبتک کہ بادشاہوں سے میل جول پیدا نہ

؎ یا ایها الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرهبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن
سبیل الله والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم یومنو اکثر
علماء اور مشائخ کھاجاتے ہیں لوگوں کے مال ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور جو جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو
نہیں خرچ کرتے اللہ کی راہ میں تو ای محمدؐ ان کو خوشخبری سنا دردناک عذاب کی (ملاحظہ ہو حمائل شریف مترجم مطبوعہ خیر المطابع لکھنؤ
صفحہ ۳۰۰)

يعطى فى الله و يفهم عن الله ويتكلم
مع الله فالدنيا سوق تجارته و
العقل راس بضاعته والعدل
فى الغضب والرضاء ميزانه و
الفضل فى الفقر والغنى عنوانه
والعلم مفرغه ومنجاه والقرآن
كتاب الاذن من مولاه فهو كائن
فى الناس بظواهره بائن منهم
بسرائره فقد هجرهم فيماله عليهم
فى الله باطنا ثم وصلهم فى
مالهم عليه لله ظاهرا وما هو
منهم بالعيش فيهم ولكن معدن
الذهب الرخام ياكل مايأكلون
ويشرب مايشربون ومايدرون
بهم انه ضيف الله يرى السموات
والارض قائما بامره كانه قيل فيه

فان تفق الانام وانت منهم
فان المسك بعض دم الغزال

فحال ولى العزلة اسنى واجلى
وحال ولى العشرة ادنى واعلى
ومنزل الاول من الثانى فى
حضرة الرحمان منزلة النديم
من الوزير عند السلطان اما النبى
فهو كريم الطرفين ومعدن
الشذرين ومجمع الجانبين ومنبع

خلوت اختیار کرنے اور حظ نفس کو ترک کرنے سے
مقصودِ عزلت حاصل ہوا اور وہ مراد ولی العشرۃ ہے
یعنی خداوند عشرت پس وہ درگاہ الٰہی سے راز رکھنے والا
ہے لوگوں سے آزمایش کیلئے ملتا ہے (کہ ان میں طالب خدا
کون ہے اور طالب دنیا کون) دیکھتا ہے ان کو عبرت
سے اور حکم کرتا ہے انکو غیرت کا (کہ محبوب حقیقی باقی کو
چھوڑکر دنیا ءفانی کے عاشق اور آخرت میں رسوا
نہوں) پس وہ رسولؐ کا خلیفہ ہے اللہ کے حکم سے حکم کرتا
ہے اللہ کیلئے لیتا ہے اور اللہ کی راہ میں دیتا ہے اور تمام امور
میں اللہ کی تعلیم سے سمجھتا ہے اور اللہ کیساتھ کلام کرتا ہے پس
دنیا اسکے دینی تجارت کا بازار ہے اور عقل اسکی تجارت کی
پونجی ہے غضب اور رضا دونو حالتوں میں عدل اُسکا ترازو ہے
محتاجی اور توانگری دونو حالتوں میں سلامت روی اسکی نشانی
ہے اور علم اسکی جاے نجات اور جاے فراغ ہے اور قرآن اُس
کے مولی کیطرف سے کتاب الاذن ہے اور وہ اپنے ظاہری
احوال سے لوگوں میں مشغول اور اپنے باطنی احوال سے لوگوں
سے دور اور وہ اُن سے جدا ہے اللہ کے معاملہ میں ایسے کام
میں جو انکے برخلاف باطنا اسکے فائدے کیلئے ہے پھر وہ
اُن سے ملتا ہے ایسے کام میں جو ان کے فائدے کیلئے اور
اُسکے برخلاف ہے ظاہر میں اور انہیں زندگی بسر کرنے میں
وہ انمیں سے نہیں ہے لیکن خالص سونے کی کان ہے جو وہ
کھاتے ہیں کھاتا ہے جو وہ پیتے ہیں پیتا ہے اُن لوگوں کو
معلوم نہیں کہ وہ اللہ کا مہمان ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کو اسی
کے حکم سے قایم دیکھتا ہے گویا کہ اسکی تعریف میں یہ شعر کہا گیا ہے
پس اگر تو لوگوں سے بلند مرتبہ ہے حالانکہ تو انسان ہی ہے تو سبب

سه یعنی خلوت میں خاطر جمعی پانا اور دنیا اور اہل دنیا سے الفت منقطع کرنا اور ذکر خدا سے اطمینان پانا اور حظ نفس کو ترک کرنا ہے (انتشف فارسی)

بحکم المغفرۃ بالعفو علی معاصی انفسھم بالقطع واللہ ما اخبر فی کلامہ بالعفو علی المعاصی بالقطع بل بالمشیۃ وفی المدارک فی تفسیر قولہ تعالیٰ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب۔ ای یعلمون ویعملون بہ کانہ جعل من لا یعمل غیر عالم وفیہ وزر عظیم بالذین یقتنون العلوم ثم لا یقنتون ویفتنون فیھا ثم یفتنون بالدنیا فھم عند اللہ جھلۃ حیث جعل القانتین ھم العلماء وفیہ ایضا فی تفسیر قولہ تعالیٰ فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا واعلم ان العبید اربعۃ قن مقتنی للخدمۃ وماذون فی التجارۃ ومکاتب وابق فمثال الاول فھو ولی العزلۃ الذی حصل العزلۃ بایثار الخلوۃ وترک العشرۃ والثانی ولی العشرۃ فھو نجی الحضرت یخالط الناس للخیرۃ وینظر الیھم بالعبرۃ ویامرھم بالغیرۃ فھو خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحکم بحکم اللہ ویاخذ للہ و

امید رکھتے ہیں مغفرت کی ورانحالیکہ وہ مصر ہیں پہلے کے جیسے برے کاموں کی طرف رجوع کرنیوالے ہیں امام مجاہد نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہود و نصاریٰ رشوت لینے سے کافر نہوے بلکہ گناہوں کی معافی کیساتھ اپنی ذاتوں پر قطعی مغفرت کا حکم لگانے سے کافر ہوے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عاصی کی قطعی مغفرت کی خبر اپنے کلام میں نہیں دی بلکہ عاصی کی مغفرت مشیت پر موقوف ہے چاہے بخشے چاہے عذاب کرے اور مدارک میں اللہ تعالیٰ کے قول ہذا کہدے کہیں برابر ہوتے ہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے وہی نصیحت حاصل کرتے ہیں جن کو عقل ہے" کے تحت مذکور ہے یعنی جانتے ہیں اور جاننے کیموافق عمل بھی کرتے ہیں گویا کہ خدائیتعالے نے عمل نہ کرنیوالے کو جاہل قرار دیا ہے اور تفسیر مدارک میں ہے کہ گناہ عظیم ان کیلئے ہے جو علوم سیکھتے ہیں اور فرمانبرداری نہیں کرتے اللہ کی اور فتنے پیدا کرتے ہیں علوم میں اور مبتلا ہوتے ہیں دنیا میں پس وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جاہل ہیں جہاں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمانبرداری کرنیوالوں کو عالم گردانا اور نیز تفسیر مدارک میں اللہ تعالیٰ کے قول پس مکاتب بنادو اگر تم جانو انھیں شائستگی کی تفسیر میں ہے۔ جان کہ بندے چار ہیں ایک وہ بندہ جو صرف خدمت کیلئے ہے دوسرا ماذون یعنے جسکو تجارت کی اجازت دیگئی تیسرا مکاتب وہ ہے کہ اس کا آقا اس کو کہے کہ اگر تو مجھکو سو روپیہ دیا تو آزاد ہے چوتھا ابق یعنے بھاگنے والا بندہ پہلے بندہ کی مثال یہ ہے کہ وہ صاحب عزلت ہے جس کو

سے یعنے خلوت میں خاطر جمعی پانا اور دنیا و اہل دنیا سے الفت منقطع کرنا اور ذکر خدا سے اطمینان پانا اور حظ نفس کو ترک کرنا ہے (از شرح فارسی)

ان العلماء اذا اتفقوا على محبة الدنيا
صاروا من العباد الآبقين لان
الدنيا مغضوبة الرب فمن احبها
فهو مغضوب الرب فلا محالة بابق
العبد عند غضب الرب فاذا ابقوا
من الرب بمحبة الدنيا صدوا عن
طريق الحق الى الباطل فلا بد
يفتنون بموافقة من اعطاهم وان كان
على الباطل والمهدى عليه السلام لو
ادعى المهدية باعطاء المال كما
زعموا يكون متهما بالرشوة ثم كلهم
كانوا يفتنون ان يأتيهم المهدىؑ
فيتبعونه ويحبونه لاطاعته ونصرته
فلما جاء بما يخالف اهوائهم حسدوا
وانكروا مهديته حبا للشرف والمال
وعاندوا واظهروا عداوته مع
علمهم انه ولى كامل فاستحقوا الغضب
من الله تع وهلكوا بانواع البلايا و
الفتن كما كان حال احبار اليهود
والنصارى فى زمان الرسول عليه
السلام وايده ما ذكر فى بحر الحقائق
فى تفسير قوله تع ولما جاءهم كتاب
من عند الله مصدق لما معهم و
كانوا من قبل يستفتحون على الذين
كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به

کچھ نہیں دیتا تو اس پر حملہ کرتا ہے جیسا کہ چور اور زانی پس انکی
حق میں نبیؐ نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو ایسی قوم
سے مدد پہنچائیگا کہ اسکے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور
مدارک میں اللہ تعالیٰ کے قول ہذا (یعنی کافر بہتر ہے) یا وہ
شخص جو عبادت میں لگا ہوا ہے رات کی گھڑیوں میں کی
تفسیر میں ہے پس اس عبارت سے مقصود یہ ہے کہ جب علماء نے
دنیا کی محبت پر اتفاق کر لیا تو انکا شمار بھگوڑے غلاموں
میں ہو گیا اسلئے کہ دنیا پر پروردگار کا غضب ہے اور جو شخص
دنیا کو دوست رکھتا ہے پس اس پر بھی پروردگار کا غضب
ہوگا پس لامحالہ پروردگار کے غضب کے وقت بندہ
بھاگیگا پس جب پروردگار سے دنیا کی محبت کیطرف
بھاگیں تو پھر گئے طریق حق سے باطل کیطرف پس جن نے
انکو سونا چاندی عطا کیا پس اسکی موافقت سے فتنہ و فساد
برپا کرنا انپر ضرور ہوا اگرچہ کہ عطا کرنیوالا باطل پر ہو۔ اگر مہدیؑ
مخالفوں کے گمان کیموافق مال عطا کرنیکے ساتھ دعوی مہدیت
کرتے تو مخالفین مہدیؑ کو رشوت کی تہمت دیتے (کہ مہدیؑ
رشوت دیکر اپنی تصدیق کرواتا ہے) فتوی دیتے کہ مہدیؑ
آنیوالا ہے پس اتباع کرینگے اسکی اور اس کو دوست رکھینگے
اسکی اطاعت اور مدد کرنے سے پس جب آگیا مہدیؑ اس چیز
کے ساتھ جو انکی آرزوں کی مخالفت کرتی ہے تو انھوں نے
مہدیؑ سے حسد کیا اور انکار کیا مہدیؑ کی مہدیت کا مال و
جاہ کی محبت سے اور عداوت کی مہدیؑ سے اور انھوں نے
باوجود اپنے اس علم کے کہ مہدیؑ ولی کامل ہے مہدیؑ سے اپنی
عداوت ظاہر کی پس یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق
ہو گئے اور اقسام کی بلاؤں و فتنوں سے ہلاک ہوئے جیسا کہ

الذاكرين فباطن احوالهم مهتدى
ولى العزلة وظاهر اعمالهم مقتدى
ولى العشرة والثالث المكاتب
المجاهد والمحاسب والعامل
المطالب بالخراج كنجوم المكاتب
عليه فى اليوم والليلة خمس و
فى المائتين خمسة دراهم وفى
السنة شهر رمضان وفى العمر
زورة فكانه اشترى نفسه من
ربه بهذه النجوم المراتبة فيسعى
فى فكاك رقبته خوفا من البقاء
فى رقبة العبودية وطمعا فى
فسحة الحرية ليستريح فى رياض
الجنة فيتمتع بمناه ويفعل مايشاء
بهواه والرابع الآبق فاكثرهم
القاضى الجائر والعالم غير العامل
والقارى المرائى والواعظ الذى
لايفعل مايقول ويكون اقواله
فضولة وعلى كل من لا ينفعه يقول
فضلا عن السارق والزانى
فمنهم اخبر النبى ان الله تعالے
لينصر هذا الدين بقوم لاخلاق لهم
فى الآخرة وفى المدارك فى تفسير
قوله تعالے امن هو قانت اناء
جزء ۲۳ ع ۱۵
الليل فالمقصود من هذه العبارات

تو تعجب کی بات نہیں کیونکہ مشک ہرن کے خون کا ایک حصہ
ہے پس صاحب عزلت کا حال زیادہ صاف اور زیادہ روشن ہے
اور خداوند عشرت کا حال اکمل و اعلیٰ ہے اور پہلا دوسرے کے مقابلہ
میں بارگاہ رب العزت میں ایسا ہے جیسا کہ بادشاہ کے پاس وزیر
کے مقابلہ میں ندیم (مصاحب ہمیشہ ساتھ رہنے والا) ہے لیکن
نبی پس وہ شریف الطرفین جواہرات کا معدن اور دو حال
(نبوت و ولایت) کی جمع ہونیکا مقام اور دو شیریں پانی (شریعت
و طریقت) کا چشمہ ہے پس اسکے احوال کا باطن ہدایت یافتہ
گوشہ نشینی کا محب ہے اور اسکے اعمال کا ظاہر پیشوا ہے جو
ولی العشرۃ ہے اور تیسرا بندہ مکاتب ہے اپنے نفس سے جہاد
کرنیوالا اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرنیوالا اور عامل جو خراج کا
مطالبہ کیا گیا ہے کہ ایک مہینہ میں آتا ہوگا جیسا کہ مکاتب
کی اقساط اسپر رات دن میں نماز پنجگانہ ہے اور سال میں دو سو
درہم پہ پانچ درہم دینا اور سال میں ماہ رمضان کے روزے
رکھنا اور تمام عمر میں ایکبار حج کرنا پس گویا کہ اس نے خرید لیا
اپنے نفس کو اپنے رب سے ان معینہ اقساط کے ذریعہ پس وہ
کوشش کر رہا ہے اپنی گردن کے چھڑانے میں بندگی کی ڈوری
گردن میں رہ جانے کے خوف سے اور آزادی کی وسعت کی
حرص سے ایسا انسان جنت کے چمنوں میں راحت پاتا
ہے اور اپنی آرزوں کو پہنچتا ہے اور کرتا ہے جو چاہتا ہے اپنے منشا
کے موافق اور چوتھا بھاگنے والا ہے پس اکثر بھاگنے
والوں میں سے ظالم قاضی بے عمل عالم اور لوگوں کو دکھانے
کیلئے قرأت پڑھنے والے ہیں اور ایسا واعظ کہ لوگوں کو
جو کچھ نصیحت کرتا ہے خود اس پر عمل نہیں کرتا اور اسکی باتیں
بیہودہ ہوتی ہیں اور جو شخص اس کا وعظ سننے کے بعد

ينكروا على اولياء الله ويكفروا بما فتح الله لهم من حقائق العلم حسدا ان ينزل الله ـ يعنے ان يوتى الله من فضله على من يشاء من عباده اى اصفيائه ـ فباءو بغضب من رد ولاية الاولياء ـ على غضب من الاولياء كما جاء فى الحديث الصحيح قال الله تعم من عادلى وليا فقد بارزنى بالحرب وانا اغضب لاوليائى كما يغضب الليث لجرده ولكافرين الجاحدين المنكرين عذاب مهين فى الدنيا والاخرة فى الدنيا بالهوان عند اهل النظر الواقفين على احوالهم وبالحرمان عن تنسيم نفحات الطاف الحق و فى الاخرة بالخسران والفضوح وان الانكار على العرفاء يورث الحرمان والخسران ثم اصرارهم على جحودهم كقوله تعم واذا قيل لهم امنوا بما انزل الله قالوا نومن بما انزل علينا ويكفرون بما وراءه وهو الحق مصدقا لما معهم ـ الاشارة فى تحقيق الاية اذا قيل للمستكبرين اعتقدوا مواهب الحق اى الهمها الله اولياءه من اسرار القرآن

سرکشی اُسکا جو آتارا اللہ نے ـ یعنے وہ اولیاء اللہ سے انکار کرتے ہیں اور از روی حسد کفر کرتے ہیں اُس چیز سے جو اللہ نے انکے لئے علم کی حقیقتیں کھولدیں ـ ان ینزل اللہ یعنی دیتا ہے اللہ اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جسکو چاہے یعنے اپنے برگزیدہ بندوں میں سے پس انھوں نے اولیاء کی ولایت کا انکار کرنے سے غضب پر غضب کمایا جیسا حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ جسنے کسی ولی سے دشمنی رکھی پس وہ میرے مقابلہ میں جنگ کرنیکے لئے میدان میں آیا اور میں غضب میں آتا ہوں اپنے اولیاء کی خاطر جیسا کہ غضب میں آتا ہے شیر اپنے بچہ کی خاطر ـ وللکافرین یعنے اور جان بوجھکر انکار کرنیوالوں پر ـ عذاب مہین ـ ذلت کا عذاب ہے ـ دنیا اور آخرت میں ـ ذلت کا عذاب اُن اہل نظر کے پاس ہے جو ان کے احوال سے واقف ہیں اور الطاف حق کی خوشگوار ہواؤں کے جھونکوں سے محرومیت کا عذاب ہے اور آخرت میں گھاٹے اور رسوائی کا عذاب ہے عارفوں سے انکار کرنا محرومیت اور گھاٹے کا باعث ہوتا ہے پھر ان کا دیدہ و دانستہ انکار پر مصر ہونا مانند قول اللہ تعالی کے ـ اور جب اُنسے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ اسپر جو نازل کیا اللہ نے تو کہتے ہیں ہم تو ایمان لائینگے اسی پر جو آتارا گیا ہمپر اور انکار کرتے ہیں اسکے ماسوا (قرآن) کا حالانکہ وہ حق ہے تصدیق بھی کرتا ہے اسکی جو ان کے پاس ہے ـ اشارہ تحقیق الآیت میں یہ ہے کہ جب مغروروں سے کہا گیا کہ تم اعتقاد لاؤ قرآن کے اسرار اور اسکے معانی اور اسکے حقائق پر جو اللہ کی بخششیں ہیں جن کا الہام اللہ نے اپنے اولیاء پر کیا ہے تو وہ اسکو

فلعنۃ اللہ علی الکافرین الآیۃ الی قولہ من فضلہ (جزء ۱ ع ۱۱) والاشارۃ من فضلہ علی من یشاء من عبادہ فی تحقیق الآیۃ ان بعض القراء والزہاد والمتفتشین من اہل العلم فی کل زمان یتمنون ان یدرکوا احدا من الاولیاء والعلماء المخصوصین بالمکاشفات والمشاہدات والعلوم اللدنیۃ ویتوسلوا بہم الی اللہ تعالیٰ عند رفع حوائجہم فی مصالح دعائہم ویظہرون محبتہم عند الحق فلما وجدوا احدا من ہذا القوم ما عرفوا قدرہ وحسدوا وطعنوا فیہ وانکروا علی کلماتہ واظہروا عداوتہ فیکون حاصل امرہم من الطرد والرد من غیرۃ ولایتہ والبعد من اللہ واللعن قولہ تعالیٰ بئسما اشتروا بہ انفسہم ان یکفروا بما انزل اللہ بغیا یعنی ان (جزء ۱ رکوع ۱۱)

رسولؐ کے زمانہ میں علماء یہود و نصاریٰ کا حال تھا اسکی تائید کرتی ہے وہ چیز جو تفسیر بحر الحقائق میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ کے قول کی تفسیر میں۔ اور جب پہنچی اللہ کی طرف سے اُن کے پاس کتاب جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو جو انکے پاس ہے اور یہ لوگ پہلے سے فتح بھی طلب کرتے تھے کافروں پر سو جب آپہنچا اُن کے پاس جس کو پہچان رکھا تو انکار کر دیا پس اللہ کی لعنت ہے کافروں پر (انکار کرنے والوں پر) اللہ تعالیٰ کے قول من فضلہ تک اور من فضلہ کا اشارہ علی من یشاء من عبادہ (اُتارا اپنے بندوں میں سے جس کسی پر چاہا) پر ہے تحقیق آیت کی یہ ہے کہ ہر زمانہ میں بعضے اہل علم قاری اور زاہد تلاش اور آرزو رکھتے ہیں کہ پائیں اولیاء اور علماء میں سے جو خاص کئی گئی ہیں کشف مشاہدہ اور علم لدنی سے کہ ان کے ذریعہ سے اپنی حاجتوں اور اپنی دعا کی مصلحتوں میں اللہ کی طرف رخ پھیریں اور حق کے پاس اپنی محبت ظاہر کرتے ہیں انکے ساتھ پس جب انھوں نے اس قوم سے ایک کو پالیا تو اس کی قدر نہ جانی اور اسپر حسد کیا اور اسپر طعن کئے اور اسکی باتوں سے انکار کیا اور اس سے اپنی دشمنی ظاہر کی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکی ولایت کی غیرت کی طرف سے وہ مطرود و مردود ہوئے اور اللہ سے دور اور لعنت کے مستحق ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بُرے مول خریدا انھوں نے اپنی جانوں کو کہ انکار کرتے ہیں از روے

سہ علی الکافرین کے بعد کی آیت یہ ہے کہ بئسما اشتروا بہ انفسہم ان یکفروا بما انزل اللہ بغیا ان ینزل من فضلہ علی من یشاء من عبادہ فباء و بغضب علی غضب وللکفرین عذاب مھین برے مول خریدا انھوں نے اپنی جانوں کو کہ کفر کرتے ہیں اُس کا جو اُتارا اللہ نے اِس حسد میں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس بندہ پر اس کو منظور ہو نازل کردے سو کما یا انھوں نے غصہ پر غصہ اور کافروں پر ذلت کا عذاب ہے۔

المدعو الى امر لا ضرر فيه ينبغي
ان يجيب اليه احتياطا فكيف
اذا تضمنت المنافع ومن علامات
المهدي ما ذكر في الفتوحات انه
ليس له الاعداء الا الفقهاء خاصة
لما ذكرنا فصار عداوة بعض العلماء
علامة لحقيقته فان قلت نزلت
الآيات في حق احبار اليهود فما
وجه صرفه في علماء امة محمد
عليه السلام قلت لورود السنة
فيه لما روي عن عبد الله بن عمرو
رضي الله عنهما قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ليأتين
على امتي كما اتى على بني اسرائيل
حذو النعل بالنعل حتى ان كان
منهم من اتى امه علانية لكان
في امتي من يصنع ذلك الحديث
وعن ابي سعيد انه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
لتتبعن سنن من قبلكم شبرا
بشبر وذراعا بذراع حتى لو
دخلوا جحر ضب لاتبعتموهم
فالمقصود ان علماء اليهود اخذوا
الرشى وحرفوا الكلم ولم يخافوا
الله تعالى وسعوا الى الباطل بحب الدنيا

والوں کا جبکہ قبول کرنا منفعت کو شامل ہو اور مہدیؑ کی
علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے جو فتوحات مکی
میں ہے کہ نہیں ہیں مہدیؑ کیلئے دشمن مگر خاصکر فقہا بسبب
اسکے جس کا ذکر ہم نے کر دیا ہے پس بعض علماء کا مہدیؑ
کے دشمن ہونا بھی مہدیؑ کی سچائی کی نشانی ہے پس اگر کہے
تو کہ یہ آیتیں علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی ہیں
پس ان کو امت محمدؐ کے حق میں پھیرنے کی کیا طرز
ہے تو میں کہتا ہوں کہ حدیث وارد ہونے کی
وجہ سے چنانچہ عبد اللہ ابن عمرؓ سے مروی
ہے کہا فرمایا رسول صلعم نے کہ البتہ آئے گا میری
امت پر جیسا کہ آیا بنی اسرائیل پر ایسی ہی موافقت
ہوگی جیسی کہ نعل نعل کے ساتھ موافقت رکھتی ہے
یہاں تک کہ اگر یہودیوں میں سے کوئی ماں کے پاس
آشکارا آیا ہے تو البتہ ہوں گے میری امت میں ایسے
لوگ جو وہی کام کریں گے الخ اور ابو سعیدؓ سے مروی
ہے کہا فرمایا رسولؐ نے کہ البتہ پیروی کرو گے تم
ان لوگوں کی جو تم سے پہلے (یہود و نصاریٰ) ہو گذرے
اگر وہ ایک بالشت گمراہی میں چلیں گے تو تم بھی ایک
بالشت گمراہی میں چلو گے اور اگر وہ ایک ہاتھ چلینگے
تو تم بھی چلو گے یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ
میں داخل ہوں گے تو تم بھی انکی پیروی کرو گے حاصل
یہ کہ علماء یہود نے رشوت لیکر توریت کے کلمہ کو
بدل لیا اللہ سے نہ ڈرے اور دنیا کی محبت میں باطل
کی طرف گئے پس اسی طرح جیسے امت محمدؐ کے
علماء نے دنیا کو دوست رکھا اور دنیا کے لئے بادشاہوں

سہ گھوڑپھوڑ

ومعانيه وحقائقه وهي موكدة
بالبراهين من الآيات والاخبار
المنقولة من المشائخ المتقدمين
حملت نفوسهم ببعض ما التمس
منهم مما يوافق عقولهم واهواهم
قالوا نعتقد والقرآن بعدل ظاهره
ثم تنكرون به مما وراء حظوظهم
انه هو الحق من ربهم محققا لما
معهم من العلوم الظاهرة قال الله
تعالى في جوابهم. فلم تقتلون
انبياء الله من قبل ان كنتم مؤمنين
اي فلم تجادلون اولياء الله ان كنتم
معتقدين فانما نطق به الاولياء
فهو من اسرار القرآن وحقائقه
فالذي ينكرها لا يكون معتقدا
للقرآن حقيقة والمقاتل مع الاولياء
يكون مقاتلا مع الانبياء والانكار
هي كما تقدم انكار على القرآن
حقيقة لقوله تعالى واذ لم يهتدوا به
فسيقولون هذا افك قديم. فلو
قصروا اهواءهم وجلبوا انفسهم
الى المقاصد الدينية لكان خيرا
لهم قال الله تعالى وماذا عليهم لو امنوا
بالله واليوم الآخر. ذكر في تفسير
البيضاوي وفيه تنبيه على ان

آیات واخبار کی دلیلوں سے جو مشایخین متقدمین سے
منقول ہیں تو اُنکے نفوس نے انھیں سے بعض کو جو انکی
خواہشوں اور عقل کے موافق تھے بے دھڑک قبول کرلیا
اور کہا کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں قرآن کے ظاہری
عدل پر اور وہ انکار کرتے ہیں اس چیز سے
جو اُن کے حظ نفسانی کے سواے تھی حالانکہ
وہ اُن کے پروردگار کی طرف سے حق تھی اور
اُن علوم ظاہری کی تحقیق کرنے والی تھی جو ان کے ساتھ
تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے جواب میں فرمایا کہ پھر کیوں
قتل کرتے رہے اللہ کے نبیوں کو پہلے سو اگر تم ایمان والے
تھے یعنی تم اولیاء اللہ سے کیوں جھگڑا کرتے ہو اگر تم معتقد
تھے کیونکہ اولیاء اللہ نے جو کلام کیا ہے وہ قرآن کے اسرار
وحقایق ہیں پس جو شخص اولیاء کا انکار کرتا ہے وہ مقام
حقیقت میں قرآن کا معتقد نہیں اور اولیاء اللہ سے قتال
کرنیوالا پیغمبروں سے قتال کرنیوالا ہے اور اولیاء اللہ کی باتوں سے
انکار کرنا حقیقت میں قرآن کا انکار کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے
فرمان سے جب کافروں نے قرآن سے ہدایت نہ پائی تو
کہدیا کہ یہ تو قدیمی جھوٹ ہے اگر وہ اپنی خواہشوں کو کم کرتے
اور اپنے نفوس کو دینی مقاصد کی طرف کھینچ کر لیجاتے تو
البتہ ان کیلیے بہتر ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور اُنکا
کیا بگڑ جاتا اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور روز آخرت پر
ذکر کیا ہے تفسیر بیضاوی میں اور اسمیں تنبیہ ہے اسبات
پر کہ جب کوئی شخص بلایا جائے کسی ایسے کام
کی طرف جسمیں کوئی ضرر نہیں ہے تو چاہیئے کہ اس
کو احتیاطاً قبول کرلیں پس کیسا ہوگا (حال) نہ قبول کرنے

لایلازم صحبته الامن کان مطلوبه
هو الله تعالے خالصا لقوله تعالى امّن
هو قانت اٰناء الّیل ساجدا وقائما
یحذر الاخرة ویرجوا رحمة ربه
قل هل یستوی الذین یعلمون و
الذین لایعلمون . دلت الاٰیة علٰی
(جزء ۲۳ ع ۱۵) ان المؤمن یجب ان یکون بین
الخوف والرجاء یرجو رحمته لعمله
ویحذر عذابه لتقصیره فی
عمله ثم الرجاء اذا جاوز حده یکون
یأسا وقد قال الله تعالے فلا یأمن
مکر الله الا القوم الخاسرون انه
لاییأس من روح الله الا القوم
الکافرون . فیجب ان لایجاوز حدها
قوله تعالى قل هل یستوی الذین
یعلمون والذین لایعلمون ای
یعلمون ویعملون به کانه جعل
من لایعمل غیر عالم وفیه ازدراء عظیم
بالذین یقتنون العلوم ثم لایقنتون
ویفتنون فیها ثم یفتنون بالدنیا
فهم عند الله جهلة حیث جعل
القانتین هم العلماء کذا فی
المدارک وقال علیه السلام ان
الله تعالى مضر هذا الدین بقوم لا
خلاق لهم فی الاخرة کذا فی

سے اور امید رکھتا ہے اپنے پروردگار کی رحمت
کی کہدے کہیں برابر ہوتے ہیں جاننے والے اور
نہ جاننے والے ۔ آیت شریفہ اس بات پر
دلالت کرتی ہے کہ مومن پر واجب ہے کہ
خوف اور امید کے درمیان رہے یعنے اپنے عمل پر
اللہ کی رحمت کی امید رکھے اور اپنی قاصر العملی پر اللہ
کے عذاب کا خوف رکھے پھر امید اس وقت جبکہ
اپنی حد سے بڑھ جائے (اپنی بخشش کا یقین کرے تو)
خوف کا موجب ہوگا اور تحقیق فرمایا اللہ تعالے نے کہ اللہ
کے جزا دینے سے بے فکر نہوں گے مگر زیاں کار لوگ
نیز فرماتا ہے کہ بیشک ناامید نہیں ہوا کرتے اللہ کی
رحمت سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں پس مومنوں پر واجب
ہے کہ خوف ورجاء سے تجاوز نہ کریں ۔ اللہ تعالے
فرماتا ہے کہ کہدے کہیں برابر ہوتے ہیں جاننے والے
اور نہ جاننے والے یعنے جانتے ہیں اور جاننے
کے موافق عمل کرتے ہیں گویا کہ اللہ نے عمل نہ کرنیوالے
کو جاہل قرار دیا ہے اور تفسیر مدارک میں ہے کہ گناہ عظیم
اُن کے لئے ہے جو علوم سیکھتے ہیں پھر فرمانبرداری نہیں
کرتے اللہ کی اور فتنے پیدا کرتے ہیں علوم میں پھر مبتلا
ہوتے ہیں دنیا میں پس وہ اللہ کے نزدیک جاہل ہیں
جہاں کہ گردانا اللہ تعالے نے فرمانبرداری کرنیوالوں
کو کہ یہ عالم ہیں (نہ وہ جو علوم پڑھکر طالب دنیا ہوئے
بلکہ یہ لصوص الدین اور قطاع الطریق ہیں) ایسا ہی
ہے مدارک میں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالے
اس دین کو ایسے لوگوں سے مدد دیگا جن کیلئے آخرت

فكذلك علماء امة محمد عليه
السلام لما استحبوا الدنيا ولازموا
صحبة الملوك لاجل الدنيا فلا يخلوا
ان يقبلوا قول من يعطيهم المال
كثيرا وان كان على الباطل ويقولون
لن تمسنا النار الا اياما معدودة (جزء ۱ رکوع ۹)
لان ما ناخذ كبيرة ولا يكفر المؤمن
بارتكاب الكبيرة من
ذنوب الكبائر ولا
يلتفتون الى ان
الكبيرة يميت القلب ومن علاماتها
ان يصير قاسيا قال على رضى الله
عنه القلب اذا قسى لا يبالى اذا
عصى وهو من علامات الكفر
كذا قال الامام الزاهد في تفسير
قوله ثم قست قلوبكم من
بعد ذلك فهى كالحجارة او اشد (جزء ۱ ع ۹)
قسوة - لان الاصرار على الصغيرة
يوجب استخفاف الكبيرة واستحلالها
ومن قام الخوف من ... [illegible]
منه خوف الله تعالى فقد كفر ومن
استخف الكبيرة فقد كفر ومن
استحل الكبيرة فقد كفر فالمهدى
الموعود ينبغى ان لا يكون راشيا
ولا مرتشيا بل يكون فقيرا بحيث

کی صحبت اختیار کی پس خالی نہیں کہ علماء امت اس کی
بات کو قبول کریں جس نے انھیں بہت سا مال
دیا اگرچہ کہ مال دینے والا باطل پر ہو اور کہتے ہیں کہ
ہمکو آگ چھوئیگی نہیں مگر گنتی کے چند روز۔ اسلئے کہ
ہم جو رشوت لیتے ہیں گناہ کبیرہ ہے اور کبیرہ گناہوں
میں سے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہونے سے مومن کافر
نہیں ہوتا اور اس بات پر توجہ نہیں کرتے کہ گناہ کبیرہ
دل کو مار دیتا ہے اور دل کے مرجانے کی نشانیوں سے
یہ ہے کہ دل سخت ہو جاتا ہے چنانچہ علی رض نے فرمایا کہ
جب دل سخت ہو جاتا ہے تو گناہ کرنے کے وقت نہیں
ڈرتا اور گناہ سے نہ ڈرنا کفر کی علامتوں سے ہے
اسی طرح امام زاہد نے اللہ تعالیٰ کے قول پھر سخت ہوگئے
تمہارے دل اسکے بعد سو وہ پتھر کی طرح ہیں بلکہ ان
سے بھی زیادہ سخت۔ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ گناہ صغیرہ
پر مصر ہونا گناہ کبیرہ کو حقیر اور حلال رکھنے اور اللہ تعالیٰ
سے نہ ڈرنے کو واجب کرتا ہے پس جس سے اللہ کا خوف دور
ہوا پس تحقیق کہ وہ کافر ہوا اور جس نے گناہ کبیرہ کو حقیر
سمجھا پس وہ کافر ہوا اور جس نے گناہ کبیرہ کو حلال
جانا پس وہ کافر ہوا پس مہدی موعود علیہ السلام کو
چاہئے کہ نہ رشوت دینے والا ہو اور نہ رشوت لینے
والا بلکہ ہووے فقیر اس حیثیت سے کہ نہ لازم گردانے
ان کی صحبت کو مگر وہ شخص جس کا مطلوب خالص اللہ
کی ذات ہو اللہ تعالیٰ کے قول سے بھلا کافر بہتر ہے یا
وہ شخص جو عبادت میں لگا ہوا ہے رات کی گھڑیوں
میں سجدہ کرتا ہوا اور نماز میں کھڑا ہوا ڈرتا ہے آخرت

الاستعمال كما ورد المثل في حق
من وجد جزاء ما فعل يقال كما
فعل وجد واما ما احتجوا بالحديث
عن ابي سعيد الخدري رضي الله
عنه قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم بلاء يصيب هذه
الامة حتى لا يجد الرجل ملجأ يلجاء
اليه من الظلم فيبعث الله رجلا
من عترتي واهل بيتي فيملأ الارض
به قسطا وعدلا كما ملئت جورا
وظلما يرضى عنه ساكن السماء
والارض لا تدع السماء من
قطرها شيئا الا صبته مدرارا و
لا تدع الارض من نباتها شيئا
الا اخرجته حتى يتمنى الاحياء
الاموات يعيش في ذلك سبع
سنين او ثمان سنين او تسع
سنين بان المهديؑ يبعث عند
اصابة البلاء لهذه الامة حتى لا
يجد الرجل ملجأ يلجاء اليه من
الظلم الحديث قلنا في الحديث
ثلثة موانع فكيف يكون حجة لهم
علينا الاول انه حديث حسانی
لا نعتقد قطعا انه صدر عن رسول
الله صلعم والثاني انه لم يذكر فيه

میں نے بیان کی ہو کثیر الاستعمال ہو جیسا کہ وارد ہوئی ہو
مثل اُس کے حق میں جسنے اپنے فعل کی جزا پایا کہا جاتا
ہو کہ جیسا کیا ویسا پایا۔ اور جو حجت لیتے ہیں مخالفان
مہدیؑ اس حدیث سے جو ابو سعید خدریؓ سے مروی
ہو کہا رسول خدا نے ایک بلا کا ذکر کیا جو اس امت کو
پہنچیگی یہاں تک کہ آدمی کو کوئی ایسا ٹھکانا نہیں ملیگا کہ
اس کے ظلم سے بچکر اس طرف چلا جاوے پس اللہ تعالی
میری عترت اور میری اہل بیت سے ایک آدمی کو بھیجیگا
اس کے سبب سے اللہ تعالی زمین کو داد و عدل سے
بھر دیگا جیسا کہ جور و ظلم سے بھری ہوئی تھی اُس سے
آسمان اور زمین کے رہنے والے سب راضی ہو جائینگے
آسمان اپنی بارش کے قطروں میں سے بغیر برسائے
کچھ نہیں چھوڑیگا اور زمین اپنی روئیدگی میں سے بغیر اگائے
کچھ نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ زندہ لوگ مُردوں کی
آرزو کریں گے زندگی کریگا وہ مرد سات سال یا آٹھ
سال یا نو سال۔ مخالفوں نے یہ اعتقاد باندہ لیا
ہے کہ مہدیؑ بھیجا جائیگا اس امت پر بلا پہنچنے کے
وقت حتی کہ آدمی کو کوئی ایسا ٹھکانا نہیں ملیگا کہ اُس
کے ظلم سے بچکر اسطرف چلا جاوے الخ ہم کہتے ہیں کہ
حدیث میں تین مانع ہیں پس یہ حدیث ان کے
لئے کیسے حجت ہو سکتی ہے ہم پر مانع اول یہ کہ
حدیث حسانی ہے ہم قطعی طور پہ یہ اعتقاد
نہیں کر سکتے کہ یہ حدیث رسول اللہؐ سے صادر ہوئی
ہے مانع دوم یہ کہ اس حدیث میں مہدیؑ کا نام
ظاہر نہیں۔ مانع سوم یہ کہ اصحاب آنحضرتؐ نے یہ ذکر

المدارک فی تفسیر قولہ تعالیٰ فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا فبطل ما احتجوا بالحدیث من حیث حمل معناہ الیٰ غیر ما یوافق حالہ ولئن سلمنا قلنا العطاء الکثیر من المھدیؑ ھدایۃ الخلق الصراط المستقیم خصوصا الذی یطلب منہ الفیض بصدق النیۃ لانہ حدیث حسانی من الاحاد غیر المتواتر لا تحمل معناہ الا علی ما وافق امر الدین ولا یعارض حال المھدیؑ فکان کما قال الامام علم الدین بان الحدیث یبنی عن عدلہ واحسانہ والاحسان ما ذکر فی الحدیث قولہ علیہ السلام ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک الحدیث لانہ خلیفۃ اللہ مبعوث لذلک الامر فان قلت فما معنی انہ یحثی لہ فی ثوبہ قلت الا تری انہ من طلب الفاتحۃ تبرکا عن المشائخ والاکابر فانہ یبسط ثوبہ فاذا قرأ الفاتحۃ یقبض کانہ نشر فیہ شیئا والاخذ فی الثوب عبارۃ عن الاستفادۃ ھھنا اکثر

میں کوئی حصہ نہیں۔ ایسا ہی ہے مدارک میں اللہ تعالیٰ کے قول پس مکاتب بناؤ اگر تم جانو ان میں شائستگی کی تفسیر میں۔ پس مخالفان مہدیؑ کا مہدیؑ کے حال سے موافقت رکھنے والی چیز کے خلاف حدیث کا معنی کرکے حدیث سے حجت لینا باطل ہوگیا اور اگر ہم حدیث کا معنی جو علماء نے سمجھا ہے اس کو سلامت بھی رکھیں تو جواباً کہتے ہیں کہ مہدیؑ کی عطاء بزرگ خلق کو صراط مستقیم (راہ طلب خدا) کی ہدایت کرنا ہے خصوصاً اس شخص کو جو صدق نیت سے مہدیؑ سے فیض طلب کرتا ہے اسلئے کہ حدیث حسانی احاد سے ہے متواتر نہیں سوائے اسکے [illegible] نہوں گے مگر اس طرح کہ امر دین کے موافق ہوں اور مہدیؑ کے حال کے مخالف نہوں پس یہ معنے ایسے ہیں جیسا کہ امام علم الدین سفیان ثوری؟ نے ذکر کیا ہے کہ حدیث مہدیؑ کے عدل و احسان کی خبر دیتی ہے اور احسان وہ ہے جس کا ذکر حدیث میں مذکور ہوا یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت اسطرح کر گویا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھ سکتا تو یہ سمجھ کہ اللہ تجھکو دیکھتا ہے الخ اسلئے کہ مہدیؑ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اسی کام کیلئے بھیجا گیا ہے پس اگر کہے تو کہ مہدیؑ سوال کرنیوالے کے دامن میں مال ڈالنے کے کیا معنی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ کوئی شخص کسی مشائخ اور بزرگ سے تبرکاً فاتحہ طلب کرتا ہے تو پھیلاتا ہے اپنے دامن کو اور جب وہ فاتحہ پڑھ [illegible] تو سمیٹ لیتا ہے اپنے دامن کو گویا کہ کوئی چیز اپنے دامن میں لے لیا ہے اور کپڑے میں لینے سے مراد فائدہ طلب کرنا ہے یہ تمثیل جو

يصدر عنه لانه يأتي به بطوع
نفسه وذلك يدل بان المهديؑ
حقه ان يكون له قهر وغلبة
فيمنع الناس عن الظلم لان الظالم
على الغير لابد ان يكون ذا قهر و
غلبة فمنعه لا يكون الا بمثله قلت
جوابه بوجهين احدهما انا لا نسلم
ان المنع من الظلم مربوط بالقهر و
الغلبة بل يمكن بالحكمة والموعظة
وحسن المعاشرة كما كان لكثير من
الانبياء عليهم السلام وكان اعمهم
اكثر من ان يحصى من غير قتال
مع احدهم والثاني ان القهر و
الغلبة لم يشترط في صدق
النبوة فكيف يشترط في صدق
الولاية والمهديؑ من الاولياء
كما ذكرنا فمن شرط القهر والغلبة
في صدق المهدية فقد افرط في
الخطاء افراطا فاحشا كما ذكرنا من
غير مرة ولئن سلمنا قلنا بانه
ذكرنا جوابه في تفسير قوله تع
وما ارسلناك الا كافة للناس
الاية وفي تفسير قوله تع وما
ارسلناك الا رحمة للعالمين
الاية بانه لا يتوقف الامر على

طرف آتا ہے اور یہ بات دلالت کرتی ہے کہ مہدیؑ کے حق میں
قہر وغلبہ ظاہری ہو اور مہدیؑ لوگوں کو ظلم سے منع کرے
اسلئے کہ ظالم علی الغیر کا صاحب قہر وغلبہ ہونا ضروری ہے
اور اس کو منع کرنے والا وہی ہو سکتا ہے جو اسکی طرح صاحب
قہر وغلبہ ہو میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب دو
وجہ پر ہے ایک وجہ یہ کہ ہم تسلیم نہیں کرتے
کہ ظلم سے منع کرنا قہر وغلبہ سے متعلق ہے بلکہ
حکمت، نصیحت اور بایکدیگر نیک زندگی
بسر کرنے سے منع کرنا ممکن ہے جیسا کہ
اکثر پیغمبر علیہ السلام تھے اور عموماً بے شمار
ایسے تھے کہ انھوں نے قتال نہیں کیا اور
دوسری وجہ یہ کہ نبوت کے لئے قہر و
غلبہ کی شرط نہیں لگائی گئی تو ولایت کی
سچائی کے لئے کیونکر شرط لگائی جاتی ہے
اور مہدیؑ اولیاء سے ہے چنانچہ اس
کا ذکر ہم نے پہلے کر دیا ہے پس جس نے
دعوی مہدیت کی سچائی کے لئے قہر وغلبہ کی
شرط لگائی پس تحقیق کہ اس نے خطا کرنے
میں زیادتی کی حد سے زیادہ زیادتی کرنا چنانچہ
اس کا ذکر ہم نے کئی بار کر دیا ہے اور اگر ہم اس
کو تسلیم کریں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اس کا جواب
دیدیا ہے اللہ تعالے کے قول. ہم نے تجھکو بھیجا
ہے تمام لوگوں کے لئے. کی تفسیر میں. اور اللہ
تعالے کے قول. ہمنے تجھکو تمام عالم کیلئے رحمت
بنا کر بھیجا ہے. کی تفسیر میں کہ داد و عدل سے

اسم المهدیؑ والثالث انه لم
یذکر اسمه اسمی واسم ابیه
اسم ابی لیکون احتمالا فی حق
المهدیؑ فلیکن فی آخر الزمان
واحد من اولاد الرسول علیه السلام
یفعل کذا وکذا فلا نسلم هذه
الاقوال لتکذیب من یصلح المهدیۃ
بالحجج الذی ذکرنا ویدعیه و
لئن سلمنا قلنا المراد بالظلم ما
ذکرنا من الاصول الستة فلا بد
من ان یکون بعث المهدیؑ عند
وجود هذه الاشیاء واعراض
الخلق عن الله تعالے والاشتغال
بالملاهی والبدع فیرشدهم
الی الله تع بانواع الحکمة والموعظة
فیجادلهم بالاوامر والنواهی بالنوع
الذی هو احسن لانه خلیفة لهذا
الامر وهو مامور بما امر به رسول
اللهؐ کما فی قوله تع ادع الی سبیل
ربك بالحکمة والموعظة الحسنة
وجادلهم بالتی هی احسن الآیة
فان قلت قوله ع حتی لا یجد الرجل
ملجأ یلجأ الیه من الظلم یدل علی
الظلم علی الغیر لا الانسان لا
یلجأ من الکفر والعصیان الذی عن

نہیں فرمایا کہ اس کا نام میرا نام ہے اور اسکے باپ کا نام
میرے باپ کا نام ہے تاکہ مہدیؑ کے حق میں ہونے کا احتمال
ہوتا پس چاہئے کہ ہووے آخر زمانہ میں ایک شخص اولاد
رسولؑ سے کہ کرے ایسا اور ایسا اس سے یہ لازم نہیں
آتا کہ وہ مرد مہدی موعودؑ ہو پس یہ اقوال اس ذات کو
جھٹلانیکی صلاحیت نہیں رکھتے جو دعوی مہدیت کی صلاحیت
اُن دلائل سے رکھتا ہے جن کا ذکر ہم نے کردیا ہے حالانکہ مہدیؑ
دعوی کرتا ہے امر مہدیت کا اور اگر ہم تسلیم کریں تو کہتے
ہیں کہ ظلم سے مراد وہ ہے جس کا ذکر ہمنے اصول ستہ
میں کیا ہے پس ضرور ہے کہ مہدیؑ مبعوث ہو اصول
ستہ گناہ کبیرہ کے موجود ہونے اور اللہ سے رخ پھیر کر
لہو ولعب اور بدعتوں میں مشغول ہونے کے وقت پس
مہدیؑ ارشاد کریگا لوگوں کو اللہ کی طرف رجوع ہونے
کا اقسام کی حکمت اور نصیحتوں سے اور جدال کریگا انسے
اوامر ونواہی میں بطریق احسن اسلئے کہ مہدیؑ خلیفہ ہے
اسی کام کیلئے اور مہدیؑ کو اسی چیز کا حکم کیا گیا ہے جس چیز
کا حکم رسولؐ کو کیا گیا جیسا کہ اللہ تعالے کے قول میں ہے
کہ بُلا لوگونکو اپنے رب کے راستہ کیطرف حکمت اور نیک
نصیحت سے اور ان کے ساتھ بحث کر جس طرح بہتر
ہو پس اگر کہیے تو کہ آنحضرتؐ کا فرمان ہذا یہاں تک
کہ آدمی کو کوئی ایسا ٹھکانہ نہیں ملیگا کہ اس کے ظلم سے
بچکر اُس طرف چلا جائے ۔ دلالت کرتا ہے ظلم علی الغیر
پر ظلم علی النفس پر نہیں اس لئے کہ آدمی پناہ لیتا ہے
کفر اور گناہ سے جو اس کی ذات سے صادر ہوتا ہے
کیونکہ آدمی اپنے نفس کی رغبت سے کفر و گناہ کی

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ستکون فتن القاعد فیہا خیر من القائم والقائم فیہا خیر من الماشی والماشی فیہا خیر من الساعی من تشرف لہا تشرفہ ومن وجد فیہا ملجاء او معاذا فلیعذ بہ انتہی ثم یبعث اللہ المہدیؑ فیدعو الناس الی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ بحسب استعدادالمرء بتاثیر تبلیغ الیہ میل کل نفس بنعت الشوق والاذعان لہ بسماع کلماتہ المرغوبۃ وصحبتہ المشغوفۃ وذلک ظہور القسط والعدل منہ فیلجاء الیہ المومن المتقی بذکر اللہ تع یحصل الدین واما قولہ لاتدع السماء الاخر حاصل ہذا الکلام انہ لایکون زمانہ زمان قحط ومصیبۃ بل یکون زمانہ زمان رخص و سعۃ ولاشک ان من کان یصلح المہدیۃ یرضی عنہ ساکن السماء وساکن الارض الا الشیاطین والحساد المتمردین الکاذبین الذین یعادون اولاد

والے سے بہتر ہوگا اور اُسمیں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو شخص اسے جھانکے گا تو وہ فتنہ اُسے اپنی طرف کھینچ لیگا اور جو شخص اس سے بچنے کی اور پناہ کی جگہ پا سکے تو وہ ضرور ہی کہیں پناہ لیلے انتہیٰ پھر بھیجیگا اللہ مہدیؑ کو پس مہدیؑ لوگوں کو شریعت طریقت اور حقیقت کی طرف ایک ایسی موثر تبلیغ کے ساتھ بلائے گا جس کی طرف ہر نفس کا میلان صفت شوق ویقین سے اس کے مرغوب کلمات سننے اور اس کی شغف آمیز صحبت میں رہنے کے لئے ہوگا یہ ہیں معنی مہدیؑ سے داد و عدل ظاہر ہونے کے پس پناہ لیں گے پرہیزگار مومن مہدیؑ کے پاس مشغول ہوں گے اللہ تعالے کے ذکر میں حاصل کریں گے خدا کے دین کو۔ اور آنحضرتؐ کا قول آسمان اپنی بارش کے قطروں میں سے بغیر برسائے کچھ نہیں چھوڑے گا الخ۔ اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ مہدیؑ کا زمانہ قحط و مصیبت کا زمانہ نہوگا بلکہ ارزانی اور فراخی کا زمانہ ہوگا بیشک جو ذات دعوے مہدیت کی صلاحیت رکھتی ہے اُس سے زمین و آسمان کے رہنے والے راضی ہوجاتے ہیں لیکن شیطان اور سرکشی کرنیوالے حاسد حق کو جھٹلانے والے جو اولاد رسولؐ سے عداوت رکھتے ہیں کہدیتے ہیں مہدیؑ کی شان میں ایسی بات جو مہدیؑ کے حال کے موافق

المهدیؑ بإملاء القسط والعدل
بل يدوم الحكم عليه وعلى
تابعيه الى نزول عيسى عليه
السلام فاما ما قلت ان لفظ الحديث
يدل على الظلم على الغير قلت
هب ان معناه كما قلت وذلك
ماينبغي وتستدل بالآيات فالله
وفقك ولكن لا نسلّم انثلام
العدل بمثله بالتشبيه فان قلته
منصوص عليه بضرورة منصوصية
كثرة الظلم مطلقا ابدا لما ذكرنا
من الدلائل فثبت التشبيه
بالكيفية حقيقة وفي بعض المطلق
كمية الافراد والحق في هذا
الباب ان يكون معناه حتى لا
يجد الرجل المؤمن المتقي ملجأ
عن كثرة ظلم الظالمين على
كمية الافراد اي كفر الكافرين و
عصيان المذنبين لانه يحترزهم
ويختار عنهم العزلة فلا يجد
موضعا للعزلة بكثرتهم وذلك
عبارة من كثرة الفساد لا نفي
وجود الملجأ حقيقة كما ورد في
الحديث ذكر في متفقات البخاري
والمسلم عن ابي هريرة رضي الله عنه

پھر اسکا حکم صرف مہدیؑ پر موقوف نہیں ہے بلکہ یہ حکم مہدیؑ اور
آپکی پیروی کرنیوالے پر عیسیٰؑ کے اتر آنے تک جاری رہیگا
اور تیرا یہ کہنا کہ حدیث کا لفظ ظلم علی الغیر پر دلالت کرتا ہے
میں کہتا ہوں کہ ہشیار ہو معنی تو وہی ہیں تو جو کہتا ہے اور یہی
سزاوار ہے اور تو اس معنی پر قرآن کی آیتوں سے دلیل
طلب کرتا ہے پس اللہ تجھکو اس معنی کے برداشت کرنیکی
توفیق دے ولیکن ہم تشبیہ میں جور و ظلم کی طرح داد و
عدل سے پھرنے کو تسلیم نہیں کرتے پس تحقیق کہ عدل کی
قلت ضرورۃً منصوص ہے اور کثرت ظلم مطلقاً ہمیشہ کیلئے
منصوص ہے اُن دلائل کی جہت سے جن کا ذکر ہم نے
کردیا ہے پس تشبیہ حقیقۃً کیفیت میں ثابت ہوئی اور افراد
کی کمیت کے لحاظ سے بعض مطلق میں اور حق اس باب میں
یہ معنی ہیں کہ مرد مومن متقی ظالمین کے کثرت ظلم سے
جائے پناہ نہ پائے گا کمیت افراد کی بناء پر یعنی
کافروں کے کفر اور گنہگاروں کی نافرمانی کی بناء پر
اسلئے کہ مرد مومن ان سے پرہیز کریگا اور اُن سے عزلت
اختیار کریگا پس نہیں پائے گا عزلت کیلئے مقام ظالموں
گنہگاروں کی کثرت کے سبب سے اس کے یہ معنی
ہیں کہ فساد کثرت سے ہوگا یہ معنی نہیں کہ حقیقۃً
جائے پناہ کا وجود نہ ہوگا چنانچہ حدیث میں
وارد ہوا ہے متفقات بخاری و مسلم میں ذکر
کیا گیا ہے کہ ابوہریرہ رضہ سے مروی ہے کہا فرمایا
رسول ؐ نے کہ عنقریب بہت سے فتنے
(فساد) ہونگے اُس زمانہ میں بیٹھا ہوا آدمی کھڑے
ہوئے آدمی سے بہتر ہوگا اور اس میں کھڑا ہوا چلنے

رسول اللہ م یخلقه الله متیٰ شاء
ویبعثه نصرة لدینه فقوله قد
تواترت الاخبار واستفاضت
بکثرة رواتها یدل علیٰ ان خبر
المهدیؑ متواترا لمعنی فی خروجه
ومختلف فیه فی علاماته فلذالك
اختلف الناس فی العلامات
فتوقف جماعة لوفور دیاتهم
واحالوا العلم الیٰ عالمه واعتقدوا
بانه من اولاد فاطمة رض یخرج فی
آخر الزمان لتواتر الاخبار وتحقیقها
علی هذا لمعنی دون غیره فان
فیها اختلافا فاحشا والمختلف فیه
لیس بحجة قطعیة فبهذا اظهر فساد
ما روی عن ابن سیرین رحمة
الله علیه ان القحطانی هو المهدیؑ
واما ماقال فی شرح المقاصد
فذهب العلماء الیٰ انه امام
عادل مطلقا من غیر تعین فی
قلة العدل وکثرته فی جمیع الدنیا
او اکثرها وقوله یخلقه الله متیٰ
شاء یحترز به عن قول الشیعة
بانه محمد بن الحسن العسکری
او محمد بن علی الحنفیة فانهم
قیدوا انه خلق وهو فی الغار

راویوں کی کثرت سے، دلالت کرتا ہے اس بات
پر کہ خبر مہدیؑ متواتر المعنی ہے مجی مہدیؑ کے متعلق اور
اختلاف کیا گیا ہے آپ کی علامات میں اسی لئے
لوگوں نے علامات میں اختلاف کیا اور ایک جماعت
نے اپنی کثرت دیانت کی وجہ سے توقف کیا
اور علامات کے علم کو اس کے عالم (خدا تعالیٰ)
کے حوالہ کیا اور اس بات کی معتقد ہوئی کہ مہدیؑ
اولاد فاطمہ رض سے نکلیگا آخری زمانہ میں بہ
سبب پے در پے ہونے احادیث مجی مہدیؑ میں
اور تحقیقات ان احادیث کی اسی معنی پر ہے دوسرے
معنی پر نہیں کیونکہ دوسرے معنی کی احادیث میں
اختلاف ظاہر ہے اور جس چیز میں اختلاف
کیا جاتا ہے حجت قطعی نہیں ہوتی پس اس بیان
سے ظاہر ہوگیا فساد اس کا جس کی روایت ابن
سیرین رح نے کی ہے کہ قحطانی ہی مہدیؑ ہے اور
وہ جو علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں فرمایا ہے
کہ علماء اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ
مہدیؑ امام عادل ہے مطلق ہے یعنی تھوڑے
یا بہت عدل یا تمام یا اکثر زمین کے تعین کے
بغیر ہے اور علامہ تفتازانی رح کا قول اللہ تعالیٰ
جب چاہے گا مہدیؑ کو پیدا کریگا پرہیز کرتا ہے اپنے
اس قول سے شیعہ کے قول سے جو کہتے ہیں کہ
مہدی محمد بن عسکری ہیں یا محمد بن علی حنفی ہیں پس
شیعہ نے قید کیا ہے کہ مہدی پیدا کئے گئے ہیں
اور وہ غار میں چھپے ہوئے ہیں دشمنوں کے خوف

الرسول ع ويقولون في شانه ما لا
يليق بحاله وسائر الاحاديث
التي يذكرون في شان المهدي ع
انها ضعاف غاية الضعف لا
يولف بها احد من المتقدمين
ولا يتمسك به الا من تمرد نقول
المهدي ع لاختيار الدنيا على
الاخرة وحب الرياسة كما فعل
اهل الكتاب بنبينا محمد عليه
السلام وما كان قريبا من المعاني
المذكورة تركتها صونا عن التكرار
اما ما اختار السلف واتفقوا
في شانه فقد ذكر القرطبي وقد
تواترت الاخبار واستفاضت
بكثرة رواتها عن النبي عليه
السلام في حق المهدي ع قال
البيهقي في شعب الايمان و
اختلف الناس في امر المهدي ع
فتوقف جماعة لوفور ديانتهم
واحالوا العلم الى عالمه واعتقدوا
انه واحد من ولد فاطمة
بنت رسول الله صلعم يخرج في
اخر الزمان قال في شرح المقاصد
فذهب العلماء الى انه امام
عادل من ولد فاطمة بنت

نہیں اور وہ تمام احادیث جن کو مخالفانِ مہدی ع مہدی کی
شان میں بیان کرتے ہیں نہایت درجہ کی ضعیف ہیں متقدمین
سے کسی نے بھی ان احادیث کو جمع نہیں کیا اور نہ ان احادیث
سے دلیل لی مگر (وہ شخص ضعیف احادیث سے استدلال کیا)
جس نے ظاہری ریاست کی محبت اور دنیا کو آخرت
کے مقابلہ میں اختیار کرکے قول مہدی ع سے سرکشی کی جیسا کہ یہود
ونصاریٰ نے ہمارے نبی ع سے سرکشی کی اور جو کچھ معانی مذکور
سے قریب تھا میں نے اسکو چھوڑ دیا کلام کو تکرار سے بچانے
کیلئے لیکن وہ چیز جسکو علماء سلف نے اختیار کیا اور مہدی
کی شان میں اتفاق کیا ہے اُس کو لیا ہے پس تحقیق کہ ذکر کیا امام
قرطبی نے اخبار متواتر آئی ہیں اور پھیل گئی ہیں راویوں کی
کثرت کی وجہ سے نبی ع کی روایت سے مہدی ع کے حق میں۔ اور
فرمایا امام بیہقی نے شعب الایمان میں کہ مہدی ع کی علامتوں
کے باہمی لوگوں نے اختلاف کیا ہے پس ایک جماعت
نے توقف کیا اپنی کثرت دیانت کی وجہ سے اور علامات کے
علم کو حوالہ کیا اسکے عالم کے (اللہ تعالےٰ کے) اور یا سبات
کی معتقد ہوگئی کہ مہدی ع ایک شخص ہے فاطمہ
بنت رسول اللہ ع کی اولاد سے نکلے گا آخری
زمانہ میں۔ اور امام سعد الدین تفتازانی رح
نے شرح مقاصد میں فرمایا کہ علماء و اہل سنت
وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ مہدی ع امام عادل
ہے فاطمہ بنت رسول اللہ ص کی اولاد سے
اللہ تعالےٰ جب چاہے گا مہدی ع کو پیدا
کریگا دین کی نصرت کے لئے۔ پس امام قرطبی
کا قول ہذا۔ اخبار متواتر آئی ہیں اور پھیل گئی ہیں

الله صلی الله علیه وسلم ووصفوا
باحسن الاوصاف ونودید عوا
المهدیة لدیانتهم لان من
وصل هذا المقام لابد له من
دیانته وصدقه فمن ادعی منهم
لم یکن بعثه فی المائة العاشرة
من الهجرة فمن ادعی منهم فی
حال السکر رجع فی الصحو او
بعد زمان لورود ذلك المقام
او كان كذابا لم یدرك عنه
المتابعة الكاملة لرسول الله علیه
السلام فقتل واما من كان منهم
ولیا لم یتصور عنه الكذب و
ادعی المهدیة فهی المغالطة فی
ظنه وذلك لان لكل نبی ولایة
وختم ولایتهم مقدر فی امة
محمد علیه السلام ثم اولیاء
امة محمد ع ارتقوا درجات
ولایة تلك الانبیاء فكذلك
معنی قوله علیه السلام علماء
امتی كانبیاء بنی اسرائیل فعلم
احدهم من الله ومن رسوله
انه خاتم الولایة فظن انه ختم
ولایة محمد علیه السلام لكونه
فی امته وخاتم هذه الولایة هو

دعوی مہدیت نہیں کیا کیونکہ جو شخص اس مقام کو
پہنچتا ہے اس کے لئے دیانت دار اور راست گو
ہونا ضروری ہے پس انہیں سے جس نے دعوی مہدیت
کیا اس کی بعثت دسویں صدی ہجری میں نہوئی پس
ان میں سے جس نے بیہوشی کی حالت میں دعوی
کیا سو اس نے ہشیاری کی حالت میں رجوع کی
یا اس نے زمانہ کے بعد مقام دعوی سے نیچے کے
مقام میں آکر رجوع کی یا وہ شخص اپنے دعوی میں
جھوٹا تھا اس میں رسول کی کامل متابعت نہیں پائی
گئی تو قتل کیا گیا اور جو شخص انہیں سے ولی ہے
اور اس کا جھوٹ بولنا متصور نہو اور اس نے
مہدیت کا دعوی کیا تو یہ دعوی اس کے گمان میں
مغالطہ ہے یہ اس لئے کہ ہر ایک نبی کے لئے
ولایت ہے اور ان کا ختم ولایت امت محمد ع
میں مقدر ہے پس امت محمدؐ کے اولیاء نے
انبیاء کی ولایت کے درجات کی ترقی کی پس
یہی معنی ہیں آنحضرتؐ کے فرمان ہذا کے میری
امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کے مانند
ہیں پس ایک انہیں سے اللہ اور اللہ کے
رسول سے معلوم کیا کہ وہ خاتم ولایت ہے تو
اس نے امت محمدؐ میں ہونے کی وجہ سے گمان
کیا کہ خود خاتم ولایت محمد ہے اور چونکہ خاتم ولایت
محمدیؐ مہدیؑ ہے لہذا اس ولی نے اپنی ذات
پر گمان کیا کہ میں مہدی موعود ہوں پھر جو کوئی ولی
اسی طرح دعوی کیا تو وہ اپنے دعوی پر مصر نہ رہا اور

مختف لخوف الاعداء وقوله متى
شاء يحترز به عن تعيين الجمع
بعيسى ع فالحاصل ان علامات
المهدى ع مقصورة على انه يكون
من ولد فاطمة بنت رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم و
ان يكون اماما كآبائه من
الائمة من اهل البيت رضوان
الله عليهم وان يكون عادلا
صاحب تاثير يملاء العدل اى
الخصال المحمودة فى قلوب من
يصحبه ويرفع عنه الظلم اى الخصال
المذمومة ويكون متابعا لرسول
الله عليه السلام كل المتابعة لقوله
عليه السلام انه يقفو اثرى ولا
يخطى ويكون بنفسه مجبولا على
القسط والعدل بان لا يجنح الى
الظلم شيئا ويسعى فى ارتفاع
الظلم من اى وجه كان ويصلح
للامامة بالخصال التى ذكرناه ثم
يدعى بانه المهدى الموعود فى
آخر الزمان فى صحو ويصير عليها
الى ان يموت وان يكون بعثه
فى المائة العاشرة من الهجرة والا
فكثير من المشائخ اتبعوا رسول

سے اور علامہ کا قول "جب چاہیگا" پرہیز کرتا ہے
مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام کے جمع ہونیکے تعین سے
پس حاصل یہ کہ مہدیؑ کی مہدیت کے ثبوت کے
علامات معین کئے گئے ہیں اس بات پر کہ (۱) مہدیؑ
فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہو (۲) مہدی
علیہ السلام اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے
اپنے آبا و اجداد کے مانند امام ہو (۳) مہدیؑ صاحب
تاثیر عادل ہو بھرے عدل کو یعنے پسندیدہ
خصلتوں کو اس کے دل میں جو آپ کی صحبت
میں رہے اور دور کرے اس سے ظلم کو یعنے
بری خصلتوں کو (۴) مہدیؑ رسولؐ کی کامل
متابعت کرنے والا ہو فرمان رسولؐ سے
کہ مہدیؑ میرے قدم بہ قدم چلیگا اور خطا
نہیں کریگا (۵) مہدیؑ داد و عدل پر بذات خود
بہ طبیعت جبلی ہو کسی چیز کے ظلم کی طرف
رخ نہ کرے جس کسی وجہ سے ہو ظلم دور
کرنے کی کوشش کرے اور صلاحیت
رکھتا ہو امامت کی ان خصلتوں سے جن کا
ذکر ہم نے کر دیا ہے اور (ان علامات کیساتھ)
ہشیاری کی حالت میں دعوی کرے کہ میں مہدی
موعود آخر الزماں ہوں اور اپنے اس دعوے
پر وفات تک مصر رہے (۶) مہدیؑ کی بعثت
دسویں صدی ہجری میں ہو ورنہ بہت سے مشائخوں
نے رسولؐ کی پیروی کی اور بہترین اوصاف سے
موصوف ہوئے اور اپنی دیانت کی وجہ سے

محمداً عليه السلام واصحابه واولاده
بانهم يقاتلون في سبيل الله لاعلاء
كلمة الله ثم فيقتلون ويقتلون
ويخرجون من ديارهم وبلادهم
ومع هذا يجاهدون في سبيل
الله باموالهم وانفسهم ويهاجرون
في سبيله ويصبرون على الفتن
والبلاء ولا يتركون دين الحق
ومتابعة رسول اللهؐ ومتابعة
المهديؑ في جميع احواله و
يلازمون الفقر ولا يلتفتون الى
الاغنياء واموالهم لا يضرهم
من خذلهم ولا من خالفهم
يتمسكون بكتاب الله ويتوكلون
عليه ويفوضون امورهم اليه
ولا يشتغلون بامور الدنيا و
طلب المعاش ولا يتركون صحبة
الاصحاب والاخوان وهم الوف
ذكورهم واناثهم وصغيرهم وكبيرهم
على طريق واحد مطمئنون بالايمان
والفقر لا يسألون الناس الحافا
ويرشدون الناس طريق الحق
والهداية ثابتين على الشرع
لا يتجاوزون الحق ذرة ولا لمحة
ولا طرفة في الاقوال والافعال

راہ میں جنگ کرتے تھے پس قتل کئے اور قتل کئے گئے
اور (منکرانِ مہدیؑ کے ذریعہ) گھروں اور شہروں سے
نکالے گئے باوجود اس کے جہاد کرتے تھے خدا کی
راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اور ہجرت
کرتے تھے خدا کی راہ میں اور صبر کرتے تھے آفتوں
اور بلاؤں پر اور نہیں چھوڑتے تھے دین حق (خدا طلبی)
اور رسول و مہدی علیہما السلام کی پیروی کو اپنے تمام
احوال میں اور فقر و فاقہ کو لازم کر لئے تھے تونگروں
اور ان کے مال کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے
کسی کا ان کو خوار سمجھنا اور ان کی مخالفت کرنا ان کو ضرر
نہیں پہنچاتا تھا تمسک کرتے تھے کتاب اللہ سے
اور توکل کرتے تھے اللہ پر اور سونپتے تھے اپنے
کاموں کو اللہ کی طرف اور مشغول نہیں ہوتے تھے
دنیا کے کاموں اور دنیا کی زندگی کی طلب
میں اور اپنے اصحاب اور بھائیوں کی صحبت کو نہیں
چھوڑتے تھے اور انہیں مرد عورت بچے اور بڑے ہزاروں
کی تعداد میں تھے ایک ہی (اللہ کی طلب و محبت کی)
راہ پر تھے ایمان اور فقر و فاقہ پر مطمئن تھے لاگ
لپیٹ کر لوگوں سے سوال نہیں کرتے تھے اور
لوگوں کو راہ حق و راہ راست کا ارشاد فرماتے
تھے ایسی حالت میں کہ شرع پر ثابت قدم تھے اپنے
تمام اقوال افعال اور احوال میں ایک ذرہ ایک لمحہ
اور پلک مارنے کے برابر حق سے تجاوز نہیں کرتے
تھے اگر ان سے کوئی چیز شرع کے خلاف صادر
ہو جاتی اور اس کو کسی نے بھی نہیں دیکھا تو نو حصہ

المهدی فزعم علی نفسه انه
المهدی الموعود ثم من کان
فی هذه المثابة لم یبق مصرا
علیه ومن لم یظهر رجوعه
منه فقد ظهر من متابعیه وهو
بانهم لم یوافقوا علی استمرار
الدعوی کما ان ذلک النبی
لم یبق له امة مستمرة علی
الحق الا وجب علیها طاعة
غیره من الانبیاء وعلامته
علی عدم المهدیة انه لم
یبعث فی المائة العاشرة من
الهجرة لاتفاق الناس من اصحاب
التواریخ وغیرهم بان المهدی
یکون بعثه فی المائة العاشرة
من الهجرة فاما من ختم علیه ولایة
محمد علیه السلام فله ولاصحابه
علامات ماذکرنا وما هی الا ظهور
صدقهم من الله تعالی من غیر تحصیل
بالکسب وهو وقوع الموافقة بامر
رسول الله علیه السلام واصحابه
فی الاحوال المنقلبات فی بدایة
الاسلام بانهم یستمرون الدعوی
ویصرون علیها ویزیدون کل
یوم و انکان یصیبهم ما اصاب نبینا

جس کی رجوع ظاہر ہوئی تو اس کی پیروی کرنیوالوں
سے ظاہر ہوگئی وہ اس طرح کہ انہوں نے اپنے پیشوا
کے دعویٰ پر برقرار رہنے پر اتفاق نہ کیا چنانچہ وہ نبی
جس کی امت ہمیشہ حق پر نہ رہی تو اُس امت
کے لئے اپنے نبی کے سوا سے انبیاء میں سے
دوسرے نبی کی اطاعت واجب ہوئی جو ولی
مہدیؑ سے پہلے دعویٰ مہدیت کیا اُس کا
دعویٰ برحق نہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ دسویں
صدی ہجری میں پیدا نہوا اور اصحاب تواریخ
وغیرہ کا اتفاق اس بات پر ہے کہ مہدیؑ کی بعثت
دسویں صدی ہجری میں ہوگی پس وہ مقدس
ذات کہ جس پر محمدؐ کی ولایت ختم ہوئی اس کے
لئے اور اس کے اصحاب کیلئے علامتیں ہیں جن
کا ذکر ہم نے کردیا ہے اور نہیں ہیں وہ علامتیں
مگر کسب سے حاصل کرنے کے بغیر من
جانب اللہ اُن کی سچائی کا ظہور ہے اور وہ علامات
کا ظہور رسول ع کے امر اور اصحاب رسول ع کے
ابتدا و اسلام کے منقلب احوال کی موافقت
کا وقوع ہے بتحقیق کہ اصحاب مہدیؑ مہدیؑ کے
برحق ہونے کے دعویٰ پر مستقیم اور مُصر رہے اور
ہر روز صحابۂ مہدیؑ کا اضافہ ہوتا رہا اگرچہ اُن پر
وہی محنت و مشقت پہنچتی تھی جو کچھ محنت و
مشقت ہمارے نبی محمد ع اور آپ کے اصحاب
اور آپکی اولاد پر پہنچی اس لئے کہ اصحاب مہدیؑ اور
اولادِ مہدیؑ کلمہ توحید کو بلند کرنے کیلئے خدا کی

الطريق او شارب الخمر منا او
الزانى المصر او قاتل النفس او
صاحب اللهو الفاسق بانواع الفجور
بحيث لم ير منه البر والاحسان
فى عمره ثم صحبه يوما او يومين
رجع من ذلك كله واستغرق
فى ذكر الله تعالى وتحصيل الخصال
الحميدة وسكره بمحبت الله تعالى و
ان كان صاحب الدنيا قيم الف
فوارس بذلها فى سبيل الله تعالى
واختار الفقر ولبس المرقع[1]
هذا ما ذكر فى الحديث انه يملأ
الارض قسطا وعدلا فهذه كرامة
يوازى معجزات الانبياء اكبرها
فكم من نبى دعا امته الى الله
تعالى سنين لم يرجع اليه الا
قليل ممن هدى عصم الله تعالى ومنها
وثوقه بعصمة الله تعالى فى جميع
الاحوال وثباته على حاله لدى
الاهوال فكم من متكبر صال عليه
صولة الجبابرة بالاخذ والقتل فلم
يتغير بحاله ذرة ولمحة وطرفة و
كان على ما كان فى الوعظ والتذكير
والدعوة الى الله تعالى لسكرات
المحبة والشوق وكم من مارس

یہ ہے کہ مہدیؑ کی بعثت کا زمانہ دسویں صدی ہجری ہے اکثر کے اقوال سے اور بعض ان وجوہ سے مہدیؑ کے بیان اور آپکی صحبت کی تاثیر ہے یہانتک کہ اگر آیا مہدیؑ کے پاس چوری کرنیوالا یا راہزن یا ہمیشہ شراب پینے والا یا زانی زنا پر مصر رہنے والا یا خونی یا صاحب لہو ولعب اقسام کی بدکاریاں کرنیوالا ایسا کہ اس کی تمام عمر میں اس سے نیکی اور احسان نہیں دیکھے گئے پھر ایسے اشخاص نے ایک یا دو روز مہدیؑ کی صحبت اختیار کی تو انھوں نے اپنے تمام افعال مذمومہ سے رجوع کرلی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سمندر میں ڈوب گئے اور پسندیدہ خصلتوں کے حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے سکر میں مست ہے اور اگرچہ ہوتا صاحب دنیا ہزار گھوڑوں کا سوار تو اپنا سب مال و متاع اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیدیتا اور فقر و فاقہ اختیار کرتا اور فقیروں کا لباس پہن لیتا یہ ہیں معنی جو حدیث میں ذکر کئے گئے ہیں کہ بھر دیگا مہدیؑ زمین کو داد و عدل سے پس یہ کرامت تمام انبیاؑ کے معجزوں کے مقابلہ میں بزرگترین کرامت ہے پس کتنے انبیاؑ نے اپنی امت کو اللہ کی طرف کئی سال بلایا رجوع ہوے انکی طرف مگر تھوڑے جنکو اللہ نے ہدایت دی اور بعض ان وجوہ سے تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کی نگہبانی سے مہدیؑ کی استقامت اور ہولناک مقامات میں آپکی اپنی اصلی حالت پر ثابت قدمی ہے پس کتنے ایسے حملہ کرنیوالے متکبر ہوں گے آپ پر قید کرنے اور قتل کرنے کیلئے ظالمانہ حملہ کیا لیکن متغیر نہ ہوا آپکا حال ایک ذرہ ایک لحظہ ایک پلک

[1] فقیری لباس کے منکرین کے لئے مقام عبرت ہے۔

والاحوال وان صدر منهم شئ
مايخالف الشرع ولم يره احد يسألون
العلماء ويرجعون فى الحال لان
اكثرهم اميون يرضون بالتعزير
والحد برضاء انفسهم لا بالاكراه و
الجبر بحيث يقال لهم كنتم خير امة
اخرجت للناس تأمرون بالمعروف
وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله۔
جزء ۴ رکوع ۳
ويصلح فى حقهم الذين يذكرون
الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم و
يتفكرون فى خلق السموات و
الارض ربنا ما خلقت هذا باطلا
سبحنك فقنا عذاب النار ۔ و
جزء ۴ رکوع ۱۱
ذلك من فيض المهدى المتبوع
لهم رضى الله عنه كما رضى الله عن
نبينا عليه السلام فان قلت قد
جعلت عدالة الاصحاب معرفة
للمهدى فرقا عمن دونه ممن ادعوها
وبه يلزم معرفة المتبوع بالتابع
قلت لم نجعل الفرق بالاصحاب
مفردا بل بوجوه نذكرهم توحيد من
غيره منها رجحانه بحجته على اكثر
الاقران فى المائة العاشرة ومنها
التاثير فى القول والصحبة حتى
ان اتاه رجل سارق او قاطع

علماء (تارکان دنیا طالبان مولیٰ علماء) سے پوچھتے
اوراسی وقت خلاف شرع چیز سے رجوع کر لیتے
اسی لئے کہ اکثر امیں امی تھے اور جبر واکراہ کے بغیر اپنی
خوشی سے تعزیر وحد پر (دُرّے کھانے پر) راضی
ہوجاتے اس طریق سے انکے حق میں کہا گیا ہے کہ۔
تم بہتر ہو اُن امتوں میں جو پیدا ہوئیں لوگوں کے
لئے تم حکم کرتے ہو نیک کام کا اور منع کرتے ہو
برے کام سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور صلاحیت
رکھتی ہے ان کے حق میں یہ آیت (بہتیری نشانیاں
ہیں عقلمندوں کیلئے) جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے
اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے اور غور کرتے ہیں آسمانوں
اور زمین کے پیدا ہونے میں اے ہمارے پروردگار
تونے اس کو بے فائدہ نہیں بنایا تیری ذات پاک
ہے پس ہمکو بچا دوزخ کے عذاب سے مصداق ان مہدی
کے جو انکے اوصاف اوپر مذکور ہوئے یہ سب
مہدیؑ جو ان کا مرشد ہے اُس کے فیض کا ثمرہ ہے
راضی ہوا اللہ مہدیؑ سے جیساکہ راضی ہوا ہمارے
نبیؑ سے پس اگر کہے تو کہ تونے مہدیؑ کی معرفت کو
صحابہؓ کی عدالت پر موقوف کیا ہے دعوی مہدیؑ اور
غیر مہدیؑ کے دعوی مہدیت کا فرق بتانے کیلئے اور
اس سے لازم آتی ہے متبوع کی معرفت تابع کی
معرفت سے تو میں کہتا ہوں کہ ہم نے محض صحابہؓ کی
عدالت سے مہدیؑ کی معرفت کا فرق نہیں بتایا بلکہ
مہدیؑ کی معرفت دوسرے وجوہ سے بھی ہے جو
غیر مہدیؑ میں نہیں پائے جاتے بعض اُن وجوہ سے

المحامد التی توازی اخلاق الانبیاء
علیهم السلام ثم وثوق اصحابه
علی ما ذکرت فی صحف الاثبات
وعدالتهم واحیاء آثاره بعده
وهو فی وجه من الوجوه المعقولة
کثبوت نبوة نبینا علیه السلام
فکیف لا یثبت به ولایة المهدی
ومهدیته مما ذکر فی شرح
العقائد وقد یستدل ارباب البصائر
علی النبوة بوجهین احدهما ما
تواتر من احواله قبل النبوة و
حال الدعوة وبعد تمامها واخلاقه
العظیمة واحکامه الحکیمة واقدامه
حیث یحجم الابطال ووثوقه بعصمة
الله فی جمیع الاحوال وثباته علی
حاله لدی الاهوال بحیث لم
یجد اعداؤه مع شدة عداوتهم
وحرصهم علی الطعن فیه مطعنا
ولا الی القدح فیه سبیلا فان
العقل یجزم بامتناع اجتماع هذه
الامور فی غیر الانبیاء وان یجمع
الله هذه الکمالات فی حق من
یعلم انه یفتری علیه ثم یمهله
ثلثا وعشرین سنة ثم یظهر
دینه علی سائر الادیان وینصره

حرکت اور نہیں تھا آپ کا سکون مگر از قسم محامد ایسے
محامد کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام اخلاق کے مساوی
ہیں پھر میں نے آپ کے صحابہؓ کی استواری کو ثبوت
مہدیت اور انکی عدالت اور مہدیؑ کے وصال کے
بعد آپکے آثار زندہ رہنے کے معنی ہیں جو ذکر کیا ہے وہ
بھی اُن معقول وجوہ میں سے ایک وجہ معقول ہے جو ہمارے
نبیؐ کی نبوت کے ثبوت کیلئے معتبر ہوئے ہیں پس
کیوں ثابت ہوگی اسی دلیل سے مہدیؑ کی ولایت اور
مہدیت منجملہ اُن دلائل سے جن سے ہمارے نبیؐ کی نبوت
ثابت ہوئی اس کا ذکر شرح عقاید میں کیا گیا ہے
کہ ارباب بصیرت نے نبوت پر دو طریقوں سے دلیل
لائی ہے ایک یہ کہ نبوت اور اس کے ماقبل اور تکمیل
دعوت کے بعد کے حالات متواترہ اور آپکے اخلاق
عظیمہ اور حکیمانہ احکام اور آپکا اقدام ایسی جگہ پر جہاں
بڑے بڑے پہلوان مقابلہ پر ٹلے ہوئے ہوں اور ہر
حال میں آپ کا اللہ پر بھروسہ کرنا اور مولناک مقامات
میں آپکی ثابت قدمی اسطرح کہ باوجود شدت عداوت
اُن کا آپ پر طعن کی گنجایش اور آپکی چوک پکڑنیکی
راہ نہ پانا ہے ان تمام امور کے لحاظ سے عقل اس
امر کی رہبری کرتی ہے کہ یہ سب باتیں سوائے نبی کے
دوسرے شخص میں جمع نہیں ہو سکتیں اور نہ خدائے
تعالےٰ ایسے شخص میں جمع کرتا ہے جسکے متعلق یہ جانتا
ہے کہ وہ اُسپر افترا کر رہا ہے اور پھر اس کو تیئیس سال دعوی
نبوت کرنیکی مہلت دیتا ہے اور پھر اس کے دین کو تمام
ادیان پر غالب کر دیتا ہے اور اس کے اعدا پر اس کو

سال الى قتله حاسدا حتى اذا
رأى وجهه خرّ بين يديه
ساجدا و باكيا و منها ثبوته على
الشريعة والطريقة ثم من
حاسد تجسس من ظاهره و
باطنه فلم يجد مع شدة عداوته
فيه مطعنا ولا الى القدح فيه
سبيلا و منها امتلاءه بالعلوم
الظاهرة والباطنة من غير كسب
فكم من عالم ناظر في الفنون
والعلوم اياما فلم يظفر عليه و
رجع الى قبول الهدية ثم
منهم من لم يصحبه اصلا بقى
على جهالته و عناده و تمرده شاكا
فيه او نافيا بمهديته و منها توفقه
بكتاب الله و بيانه بحيث
يجمع فيه الشرائع و المعارف
ما تكلم بكلام الا هو من جوامع
الكلم بحيث [illegible] فيه كال
المتابعة المقاصد و غيرها من
اخلاقه الحق لم [illegible] طاقة
انا ولا احد من الصحابة نصيبا
فما كان حركته ولا سكونه الا من

مارنے کی برابر مگر جیسا تھا ویسا ہی وعظ کرنے نصیحت دینے
اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے میں اللہ کے شوق و محبت
میں مست رہا اور کتنے پہلوانوں نے آپ کے قتل کیلئے از
روی حسد حملہ کیا جب آپ کے چہرۂ انور کو دیکھا تو گر پڑے آپکے
سامنے سجدے میں روتے رہے اور بعض اُن وجوہ سے
آپ کا شریعت اور طریقت پر ثابت قدم رہنا ہے اور کتنے حا
آپکے ظاہری اور باطنی احوال پر طعن کرنیکی تلاش میں رہے
پس باوجود شدت عداوت کے انھوں نے آپ پر طعن
کی گنجائش اور آپکی چوک پکڑنے کی راہ نہ پائی اور بعض
اُن وجوہ سے مہدیؑ کا علوم ظاہری و باطنی سے بغیر علم کسبی کے[1]
پُر ہونا ہے کتنے ایک عالم جو عرصۂ دراز تک علوم و فنون میں
غور کرتے رہے لیکن اُن کو آپ پر کامیابی نصیب نہ ہوئی
اور مہدیؑ کی تصدیق کیطرف رجوع ہوئے پھر ان میں کا جو
شخص مہدیؑ کی صحبت میں بالکل نہ رہا سو وہ باقی رہا اپنی
جہالت اپنی دشمنی اور اپنی سرکشی پر آپ کی مہدیت پر
شک کرنیوالا یا مہدیت کی نفی کرنیوالا ہوا اور بعض اُن
وجوہ سے کتاب اللہ پر مہدیؑ کی استواری ہے اور آپ کا
بیان ایسا کہ اسمیں شرائع اور معارف جمع ہوتے ہیں آپ
وہ ایک کلام تمام کلمات کا جامع ہوتا ہے اس حیثیت سے
کہ اسمیں تمام متابعت پائی جاتی ہے ایسی متابعت کہ
تمام مقاصد پر حاوی ہوتی ہے ان وجوہ کے سوائے آپکے
اخلاق سے وہ اخلاق ہیں کہ میں اور صحابہؓ میں سے کوئی صحابی
آپ کے اخلاق کی حد کو نہ پا سکے پس نہیں تھی آپ کی

[1] مہدیؑ کو علوم ظاہری و باطنی [illegible] حق سے تھے

في قلبي شيء الا وقد صبّ في قلب
ابي بكر بن ابي قحافة وقوله ع لعلي رض
اما ترضى ان تكون مني بمنزلة
هارون من موسى الا انه لا
نبي بعدي وايد هذا البيان
ما ورد في صحيح البخاري من
حديث هرقل اخبرنا ابو اليمان
الحكم بن نافع قال اخبرنا شعيب
عن الزهري قال اخبرني عبد الله
بن عتبة بن مسعود ان عبد
الله بن عباس اخبره ان ابا سفيان
بن حرب اخبره ان هرقل ارسل
اليه في ركب من قريش وكانوا
تجارا بالشام في المدة التي كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم ماد
فيها ابا سفيان وكفار قريش فاتوه وهم
بايلياء فدعاهم في مجلسه وحوله
عظماء الروم ثم دعاهم ودعا
بالترجمان فقال ايكم اقرب
نسبا بهذا الرجل الذي يزعم
انه نبي قال ابو سفيان فقلت انا
اقربهم نسبا فقال ادنوه مني وقربوا
اصحابه فاجعلوهم عند ظهره ثم
قال لترجمانه قل لهم اني سائل
هذا عن هذا الرجل فان كذبني

میں آنحضرتؐ کے اس قول کے مانند ہی جو ابوبکرؓ کے
حق میں فرمایا کہ نہیں ڈالی گئی میرے دل میں کوئی چیز
مگر ڈالی گئی ابوبکر بن قحافہؓ کے دل میں اور فرمایا آنحضرتؐ
نے علی رضؓ کے حق میں کہ آیا نہیں راضی ہوتا ہے تو
ای علی کہ تیری نسبت میرے ساتھ ایسی ہو جیسی کہ
ہارونؑ کی نسبت موسیٰؑ کیساتھ تھی مگر یہ کہ نہیں ہے
نبی میرے بعد تائید دیتا ہی اس بیان کی وہ جو وارد
ہوا ہے صحیح بخاری میں ہرقل کی حدیث سی خبر دی ہمکو
ابو الیمان حکم ابن نافع نے اس نے کہا خبر دی ہمکو شعیب
نے اور وہ زہری سی روایت کرتے ہیں اس نے کہا خبر دی
مجھکو عبد اللہ ابن عتبہ ابن مسعود نے عبد اللہ ابن
عباس کی روایت سی خبر دی ان کو ابوسفیان ابن
حرب نے کہ ہرقل (شاہ روم) نے انکے پاس ایک
آدمی بھیجا تھا جبکہ وہ قریش کے چند سواروں میں بیٹھے
تھے اور وہ لوگ شام میں تاجر بنکر گئے تھے (اور یہ واقعہ
اس زمانہ میں ہوا جبکہ رسول خدا نے ابوسفیان اور
(نیز دیگر) کفار قریش سے ایک محدود عہد کیا تھا غرض
سب قریش ہرقل کے پاس آئے اور یہ لوگ اس
وقت ایلیا میں تھے ہرقل نے ان کو اپنے دربار میں
طلب کیا اور اسکے اطراف اکابران روم تھے پس بلایا انکو
اپنے پاس اور ترجمان کو طلب کیا پس ہرقل نے ترجمان
سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ تم میں سب سے زیادہ اس شخص کا
قریب النسب کون ہے جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے ابو
سفیان کہتے ہیں میں نے کہا ان سب سے زیادہ میں ان کا
قریب النسب ہوں یہ سنکر ہرقل نے کہا ابوسفیان کو

علی اعدائه ویحیی آثاره بعد موته الی یوم القیمة فقوله ویحیی آثاره بعد موته یدل علی ان احیاء الآثار علامة صدقه فکل ما ذکرنا کان موجودا فیمن نصدقه انه المهدی الموعودؑ وذلک من فیض النبی علیه السلام الذی افاض الله تعالیٰ علیه بمتابعته کمال المتابعة فصح ان ثبات الاصحابؓ والتابعینؒ دلیل علیٰ صدق دعوی المتبوع لقوله تعالیٰ والذی جاء بالصدق وصدق به اولئک هم المتقون (جزء ۲۴ ع ۱) فان قلت فما وجه قولهم فان العقل یجزم بامتناع اجتماع هذه الامور فی غیر الانبیاء فالمهدیؑ لیس بنبی فکیف تجتمع فیه هذه الامور قلت لا یمتنع من حیث التبعیة اما من حیث الاصالة فیمتنع الا تری الی قوله علیه السلام فانه یقفو اثری ای یتابعنی کل المتابعة فذلک من اثر المتابعة ولقوله علیه السلام ما من نبی الا وله نظیر فی امته ولقوله علیه السلام علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل وذلک مثل قوله علیه السلام فی حق ابی بکر رضی الله عنه ما صبّ

نصرت عطا فرماتا ہے اور اُسکی وفات کے بعد اسکے آثار کو قیامت تک زندہ رکھتا ہے پس اُس کا قول "زندہ رکھتا ہے اس کے آثار کو اسکی وفات کے بعد" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آثار کا زندہ رکھنا اس کی سچائی کی علامت ہے پس جو کچھ کہ ہمنے ذکر کیا ہے وہ سب موجود تھا اُس ذات میں جسکی تصدیق ہمنے کی ہے کہ وہ مہدی موعودؑ ہے اور یہ نبیؐ کے فیض سے ہے وہ فیض جس سے اللہ تعالےٰ نے مہدیؑ کو کامل متابعت کی وجہ لبریز کیا پس صحیح ہوئی یہ بات کہ صحابہؓ اور تابعینؒ کی ثابت قدمی اُنکے متبوع (محمد و مہدی علیہما السلام) کے دعوی کی سچائی کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان سے۔ اور جو سچی بات لیکر آیا اور جس نے اسکو سچ مان لیا وہی لوگ پرہیزگار ہیں۔ پس اگر کہے تو کہ ان کے قول کی وجہ کیا ہے کہ عقل غیر انبیاءؑ میں ان امور کے جمع ہونیکو منع کرتی ہے پس مہدیؑ نبی نہیں ہے پس کیونکر جمع ہونگے یہ امور مہدیؑ میں۔ میں کہتا ہوں کہ عقل ان امور کو تبعیت کی حیثیت سے جمع ہونے کو منع نہیں کرتی اصالت کی حیثیت سے جمع ہونیکو منع کرتی ہے کیا تو نے نبیؐ کے قول کو نہیں دیکھا جو فرمایا ہے کہ مہدیؑ میرے قدم بقدم چلیگا یعنے میری کامل پیروی کریگا پس ان امور کا جمع ہونا متابعت کے اثر سے ہے بدلیل فرمان رسولؐ کہ نہیں ہے کوئی نبی مگر اس کیلئے نظیر ہے اسکی امت میں اور نیز بدلیل فرمان رسولؐ کہ میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کے مانند ہیں۔ اور وہ جمع کرنا تمام امور کا مہدیؑ کی ذات

والزكوٰة والصدق والعفاف
والصلة فقال لترجمانه قل له
انى سألتك عن نسبه فذكرت
انه فيكم ذو نسب وكذلك الرسل
تبعث فى نسب قومها وسألتك
هل قال احد منكم هذا القول
قبله فذكرت ان لا فقلت لو كان
احد منكم قال هذا القول قبله
لقلت رجل يتاسى بقول قيل قبله
وسألتك هل كان فى اٰبائه من
ملك فذكرت ان لا فقلت لو
كان من اٰبائه من ملك قلت
رجل يطلب ملك ابيه وسألتك
هل كنتم تتهمونه بالكذب قبل
ان يقول ما قال فذكرت ان لا
فقد اعرف انه لم يكن ليذر
الكذب على الناس فكيف يكذب
على الله وسألتك اشراف الناس
اتبعوه ام ضعفاؤهم فذكرت ان
ضعفاءهم اتبعوه وهم اتباع الرسل
وسألتك ايزيدون ام ينقصون
فذكرت انهم يزيدون وكذلك
امر الايمان حتى يتم وسألتك
ايرتد احد منهم سخطة لدينه
بعد ان يدخل فيه فذكرت

خلافی یا وعدہ وفائی) ابو سفیان کہتے ہیں کہ سوا اس کلمہ
کے اور مجھے قابو نہیں ملا کہ میں کوئی بات آپکے حالات
میں داخل کر دیتا پھر اسنے کہا کہ آیا تمنے کبھی اُن سے
جنگ بھی کی ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ تو اسنے کہا پھر
تمہاری جنگ اُن سے کیسی رہی میں نے کہا کہ ہمارے اور
اُن کے درمیان لڑائی ڈول کی مثل رہی کہ کبھی وہ ہمسے
لے لیتے ہیں اور کبھی ہم اُنسے لے لیتے ہیں۔ اسنے کہا
کہ وہ تمکو کیا حکم دیتے ہیں میں نے کہا وہ کہتے ہیں صرف
اللہ کی عبادت کرو اور اس کیساتھ کسیکو شریک نہ کرو اور جو
تمہارے باپ دادا کیا کرتے تھے اسکو چھوڑ دو (اسکے ساتھ)
نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے سچ بولنے پرہیزگاری اور صلۂ رحم
کا حکم دیتے ہیں اسکے بعد ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ ابو سفیان
سے کہہ دے کہ میں نے تم سے اُنکا نسب پوچھا تو تم نے بیان
کیا کہ وہ تمہارے درمیان نسب والے ہیں اور تمام پیغمبر اپنی
قوم کے نسب میں اسیطرح (عالی نسب) مبعوث ہوا
کرتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا یہ بات (اپنی نبوت
کی خبر) تم میں سے کسی اور نے بھی کہی تھی تو تم نے بیان کیا
کہ نہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا تھا کہ اگر یہ بات اُن
سے پہلے کوئی کہہ چکا ہوتا تو میں کہہ دونگا کہ وہ ایک
ایسے شخص ہیں جو اس قول کی تقلید کرتے ہیں جو اُنسے
پہلے کہا جا چکا پھر میں نے تم سے پوچھا کہ اُن کے باپ
دادا میں کوئی بادشاہ تھا تو تم نے بیان کیا کہ نہیں پس
میں نے کہا تھا کہ اگر اُنکے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ
ہوا ہوگا تو میں کہدونگا کہ وہ ایک ایسے شخص ہیں جو اپنے
باپ دادا کا ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں پھر میں نے تم سے

فکذبوہ قال ابوسفیان فواللہ لو
لا الحیاء من ان یاثروا علی کذبا
لکذبت عنہ ثم کان اول ما
سالنی عنہ ان قال کیف نسبہ فیکم
قلت ھو فینا ذو نسب قال فھل
قال ھذا القول منکم احد قط قبلہ
قلت لا قال فھل کان من اٰبائہ
من ملک قلت لا قال فاشراف
الناس اتبعوہ ام ضعفاءھم قلت
بل ضعفاءھم قال ایزیدون ام
ینقصون قلت بل یزیدون
قال فھل یرتد احد منھم سخطۃ
لدینہ بعد ان یدخل فیہ قلت
لا قال فھل کنتم تتھمونہ بالکذب
قبل ان یقول ما قال قلت لا قال
فھل یغدر قلت لا ونحن منہ فی
مدۃ لا ندری ما ھو فاعل فیھا و
لم یمکنی کلمۃ ادخل فیھا شیئا
غیر ھذہ الکلمۃ قال فھل قاتلتموہ
قلت نعم قال فکیف کان قتالکم
ایاہ قلت الحرب بیننا وبینہ
سجال ینال منا وننال منہ قال ما
ذا یامرکم قلت یقول اعبدوا اللہ
وحدہ ولا تشرکوا بہ شیئا واترکوا
ما کان یعبد اٰباءکم ویامرنا بالصلوۃ

میرے قریب کرو اور اسکے ساتھیوں کو بھی قریب رکھو یعنی انکو
ابوسفیان کے پس پشت کھڑا کرو پھر اپنے ترجمان سے
کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ میں ابوسفیان سے اس شخص کا
حال پوچھتا ہوں جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے پس اگر یہ مجھسے
جھوٹ بیان کرے تو تم فوراً اس کی تکذیب کر دیں
(ابوسفیان کہتے ہیں کہ) اللہ کی قسم اگر (مجھے) اسبات
کی غیرت نہوتی کہ لوگ میرے اوپر جھوٹ بولنے کا
الزام لگائیں گے تو یقیناً میں آپکی نسبت غلط باتیں
بیان کر دیتا غرض سب سے پہلے ہرقل نے مجھسے جو پوچھا
یہ تھا کہ ان کا نسب تم لوگوں میں کیسا ہے میں نے کہا وہ ہم میں
(بڑے) نسب والے ہیں پھر ہرقل نے کہا کہ کیا تم میں سے
کسی نے ان سے پہلے بھی یہ بات کہی ہے (دعوی نبوت کیا ہے)
میں نے کہا نہیں۔ پھر ہرقل نے کہا کیا انکے باپ دادا میں
کوئی بادشاہ گذرا ہے میں نے کہا نہیں پھر ہرقل نے کہا
کہ امیر لوگوں نے انکی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے میں نے
کہا صرف کمزور لوگوں نے۔ پھر اس نے پوچھا انکے پیرو
بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں میں نے کہا زیادہ
ہوتے جاتے ہیں پھر اس نے کہا کوئی انمیں سے انکے دین
سے ناخوش ہو کر پھر بھی جاتا ہے بعد اس کے کہ اس
میں داخل ہو جاتا ہے میں نے کہا نہیں اس نے کہا کہ آیا
اس سے پہلے کہ انھوں نے یہ بات کہی کہیں تم انھیں
جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے میں نے کہا نہیں پھر اس
نے کہا کیا کبھی وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں میں نے کہا
نہیں۔ اور اب ہم انکی مہلت میں ہیں ہم نہیں جانتے
کہ وہ اس (مہلت کے زمانہ) میں کیا کریں گے (وعدہ

سواء بيننا وبينكم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا الحديث قال ابو سفيان فلما قال ما قال وفرغ من قراءة الكتاب كثرت عنده الصخب وارتفعت الاصوات فاخرجنا قلت لاصحابه حين اخرجنا لقد امر امر ابن ابي كبشة انه يخافه ملك بني الاصفر فما زلت موقنا انه سيظهر حتى ادخل الله على الاسلام فاعلم ايها العاقل ان من تصدقه بالمهدية كان من شانه واصحابه ما ذكر في الحديث من كونه ذو نسب وعدم دعوى المهدية في ابائه وعدم كون ابائه ملكا واتباعه ضعفاء القوم وزيادتهم في كل يوم وعدم الاتيان بالكذب قبل دعوى المهدية وعدم الغدر ويقول الناس اعبدوا الله وحده ولا تشركوا به جليا ولا خفيا ويأمرهم بالعدل والاحسان والعفاف وما دون ذلك وصدق المحبة والاخلاص والايمان

کے قدموں کو دھوتا پھر رسول صلعم کا مکتوب منگوایا جو بھیجا گیا تھا دحیۃ الکلبی رض کے ذریعہ شاہ روم ہرقل کو پس لے گیا اس نے خط ہرقل کی طرف پس ہرقل نے اس خط کو پڑھا تو اسمیں یہ لکھا ہوا تھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد کیطرف سے جو خدا کا بندہ اور رسول ہے یہ خط ہرقل کے نام ہے جو روم کا رئیس اعظم ہے سلام ہے اس شخص پر جو ہدیٰ یعنی ہدایت کا پیرو ہو اس کے بعد میں تجھکو اسلام کی دعوت کیطرف بلاتا ہوں اسلام قبول کر تو سلامت رکھا جائیگا خدا تجھکو دگنا ثواب دیگا اور اگر تو نے نہ مانا تو تیری پیروی کرنیوالوں کا گناہ بھی تجھپر ہوگا اور اے اہل کتاب ایک ایسی بات کیطرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسیکو نہ پوجیں اور نہ کسی چیز کو خدا کیساتھ شریک کریں الخ ابو سفیان نے کہا کہ ہرقل جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اور خط پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے پاس بہت لوگ جمع ہوگئے اور بلند ہوئیں انکی آوازیں اور ہمکو باہر نکالدیا جب انھوں نے ہمکو نکالدیا تو میں نے اپنے یاروں سے کہا ابن کبشہ[ف] کا کام تو بہت بڑا ہوا کہ اس سے بادشاہ روم بھی ڈرتا ہے اور مجھے یقین ہونے لگا کہ عنقریب محمد لوگوں پر غالب ہوجائینگے یہاں تک کہ داخل کیا اللہ نے مجھکو اسلام میں پس جان اے عاقل کہ وہ ذات جسکی مہدیت کی تصدیق ہمنے کی ہے اسکی شان اور اسکے صحابہ کی شان وہی تھی جو حدیث ہرقل میں ذکر کی گئی ہے یعنی مہدی کا صاحب نسب ہونا اور آپکے

ف کفار آنحضرت صلعم کو حقارت و طعن سے ابن کبشہ کہا کرتے تھے اور ابو سفیان نے بھی جو یہ کہا ہے تو اسلام لانے سے پہلے کہا ہے (از شرح فارسی)

ان لا وكذلك الايمان حين
تخالط بشاشة القلوب وسألتك
هل يغدر فذكرت ان لا وكذلك
الرسل لا تغدر وسألتك بما يأمركم
فذكرت انه يأمركم ان تعبدوا
الله وحده ولا تشركوا به شيئا
وينهاكم عن عبادة الاوثان و
يأمركم بالصلوٰة والصدق والعفاف
فان كان ما تقول حقا فسيملك موضع
قدمي هاتين وقد كنت اعلم
انه خارج ولم اكن اظن انه
منكم فلو اعلم انى اخلص اليه
لتجشمت لقاءه ولو كنت عنده
لغسلت عن قدمه ثم دعا بكتاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم الذى
بعث به دحية الكلبى الى اعظم
القوى فرفعه الى هرقل فقرأه
فاذا فيه بسم الله الرحمن الرحيم
من محمد عبد الله ورسوله الى
هرقل عظيم الروم سلام على من
اتبع الهدى اما بعد فانى ادعوك
بدعاية الاسلام اسلم تسلم
يؤتك الله اجرك مرتين فان
توليت فعليك اثم الاريسيين
ويا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة

پوچھا کہ آیا اس سے پہلے کہ انھوں نے یہ بات کہی کہیں تم
انھیں جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے تو تم نے کہا نہیں پس میں
یقیناً جانتا ہوں کہ ایسا شخص جو لوگوں پر جھوٹ بولنا نہ چاہے
خاص اللہ پر کیونکر جھوٹ بولیگا پھر میں نے تمسے پوچھا کہ آیا
بڑے لوگوں نے انکی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے تو تم نے
کہا کہ کمزور لوگوں نے اور واقعی تمام پیغمبروں کے پیرو یہی
لوگ ہوا کرتے تھے جب میں نے تمسے پوچھا کہ ان کے پیرو
زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم۔ تو تمنے بیان کیا کہ وہ زیادہ
ہوتے جاتے ہیں اور درحقیقت ایمان کا یہی حال ہوتا ہے
یہانتک کہ کمال کو پہنچ جاوے پھر میں نے تمسے پوچھا کہ
کیا کوئی شخص بعد اس کے کہ ان کے دین میں داخل ہو
ان کے دین سے ناخوش ہوکر پھر بھی جاتا ہے تو تمنے بیان
کیا کہ نہیں اور ایمان ایسا ہی ہے جبکہ اسکی بشاشت دلوں میں
مل جاوے پھر میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ وعدہ خلافی بھی کرتے
ہیں تو تمنے بیان کیا کہ نہیں۔ اور تمام پیغمبر اسیطرح وعدہ
خلافی نہیں کرتے جب میں نے تمسے پوچھا کہ وہ تمہیں کس
بات کا حکم دیتے ہیں تو تمنے بیان کیا کہ وہ تمہیں یہ حکم دیتے
ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو
اور تمہیں بتوں کی پرستش سے منع کرتے ہیں نماز پڑھنے
سچ بولنے اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں پس اگر جو تم کہتے
ہو سچ ہے تو عنقریب وہ میرے ان دو قدموں کی جگہ کے
مالک ہو جاوینگے اور بیشک میں جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے
والے ہیں مگر میں یہ خیال نہیں کرتا تھا کہ وہ تم میں سے ہونگے
اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکونگا تو میں ان سے
ملنے کا بڑا اہتمام کرتا اگر میں ان کے پاس ہوتا تو یقیناً ان

لقاء رب العالمين بارشاد السميع
الامين وقد فسرت لك اولا
من احواله واحوال اصحابه
فانظر فيه هل وافق الحديث
والنقل ام لا فانكان موافقا فلا
يكون لك عدولا الى دونه
من الخلافات نزول ثم مابعث
المهدي الا على ماقدر في المائة
العاشرة من الهجرة على اتفاق
اصحاب التواريخ واحتجوا بقوله ع
عن ابي هريرة رض قال فيما اعلم
عن رسول الله صلعم انه قال
ان الله يبعث في هذه الامة
على رأس كل مائة سنة من
يجدد لها دينها وقال ان المجدد
في المائة العاشرة هو المهدي ع
وقد اتفق اصحاب التواريخ انه
يكون كذلك بل اعظمهم درجة
بنسبة رسولنا عليه السلام على
سائر الانبياء وهو المهدي ع لانه
خاتم ولاية نبينا محمد عليه السلام
فقدر النووي وغيره لبعد تسعمائة
سنة من الهجرة وقدر الطبري
على خمس وتسعمائة سنة وكان
ظهور المهدي ع على خمس وتسعمائة

کرا و خلوص دل سے برحق جان ورنہ تو وساوس کی موجوں
اور عقلوں کے فساد میں پڑ جائیگا اسطرح کہ تجھکو حق کیطرف
لیجانیوالی راہ کی خوشبو نہ پہنچیگی اور فیض مطلق سے محروم رہ
جائیگا اور اللہ تعالی تجھکو راستی کی توفیق عطا کرے اور
غافلوں کی نیند سے ہشیار کرے اور طالبان حق کے راستوں
میں تجھے چلائے حتی کہ تو سید امین (مہدی ع) کے ارشاد سے
رب العالمین کے دیدار کو حاصل کرے پس میں نے
تیرے لئے اولا مہدی ع اور اصحاب مہدی کے احوال کو بیان
کیا ہے پس تو ان احوال کو دیکھ کہ حدیث اور نقل مذکور
کے موافق ہیں یا نہیں پس اگر موافق ہیں ان احوال کے سوائے
اختلافات وارد کیطرف رخ کرنا تیرے لئے جائز نہیں اور
مہدی ع نہیں بھیجا گیا مگر جیسا کہ مقرر کردہ دسویں صدی ہجری
میں اصحاب تواریخ کے اتفاق پر اور انھوں نے حجت لی
ہے فرمان رسول ع سے جو ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہا رسول
اللہ ص سے منجملہ ان باتوں کے جن کو میں جانتا ہوں ایک یہ ہے کہ
آپنے فرمایا اللہ مبعوث کریگا اس امت میں ہر صدی کے
راس پر ایک ایسے شخص کو جو اس امت کیلئے اسکے دین
کی تجدید کریگا اور فرمایا کہ مجدد دسویں صدی میں وہی مہدی
ہے اور اصحاب تواریخ نے اتفاق کیا ہے کہ وہ ہوگا ایسا بلکہ
ان سے بھی درجہ میں بڑا ہوا بہ نسبت ہمارے رسول ع کی تمام
انبیاء پر اور وہ مہدی ع ہے اس لئے کہ مہدی ع ہمارے نبی محمد ص کی
ولایت کا خاتم ہے نووی وغیرہ نے ۹۰۰ھ ہجری معین
کیا ہے اور طبری نے ۹۰۵ھ ہجری مقرر کیا ہے اور مہدی ع کا
ظہور ۹۰۵ھ ہجری ہی میں ہوا اور یہ اجتہاد و رائے
سے بحث کرنے والوں کے مباحثہ کا تتمہ ہے اب

انکامل فهذه علامات علی صدق النبوة عقلا فکیف ینکر مهدیة من هو موصوف بصفات الانبیاء فلک ان تتفکر فی تشخیص ذاته کما تفکر العقلاء فی تشخیص تفکر نبینا علیه السلام فما وراء ه تخیلات واوهام لا یعتد بها العاقل لان المعجزة خاصة مظهرة بالانبیاء حتی تعرف به المهدی ع فلم یبق للصدق علامات الامابه یعرف الانبیاء العقلاء وذلک لما ذکرنا من حدیث هرقل ونقل من شرح العقائد فلک ان تحتج بذلک وتثبت علیه وتخلص له تقبل قوله وتصدق باخلاص قلبک والا فقد تقع فی غمرة الاوهام وفساد الافهام بحیث لا تجد الحجة الهدایة الی الحق وتحرم من الفیض المطلق والله وفقاک علی الصدق فانتبه من رقدة الغافلین واسلک فی مسالک الطالبین حتی تجد

آبا و اجداد کا دعوی مہدیت نہ کرنا اور آپکے آبا و اجداد میں بادشاہ نہ ہونا اور آپ کی پیروی ضعیف قوم کرنا اور ہر روز انکی زیادتی ہونا اور دعوی مہدیت سے پہلے آپ کی زبان پر جھوٹ بات کا نہ آنا اور کبھی آپ کا تعلیم نہ کرنا اور آپ لوگوں کو فرماتے ہیں کہ بندگی کرو اللہ کی کہ وہ ایک ہے اور شریک مت کرو اللہ کیساتھ کسیکو نہ ظاہر میں اور نہ باطن میں اور مہدی تم سب کو عدل احسان اور ماسوا اللہ سے پرہیز کرنے محبت حق کی سچائی خالص دوستی اور ایمان کامل کا حکم کرتے ہیں پس یہ علامات از روی عقل نبوت کی سچائی کے ہیں تو پھر کیونکر انکار کیا جاسکتا ہے اس ذات کی مہدیت کا جو انبیاء کی صفات سے موصوف ہے پس تیری لئے ذات مہدی کے مشخص کرنے میں اسی طرح فکر کرنی ضروری ہے جس طرح سے کہ عقلاء نے ہمارے نبی ع کے مشخص کرنے میں غور کیا ہے اور اخلاق حمیدہ کے سوا جو کچھ ہے سو وہ خیالات اور وساوس ہیں عاقل کے پاس اسکا کوئی شمار نہیں اس لئے کہ معجزہ نبیوں [illegible] ظاہر کیا گیا ہے معجزہ سے مہدی کو پہچانیں تو علامات مہدی کی سچائی باقی نہیں رہتی مگر اس چیز سے مہدی کو پہچان سکتا ہے جس سے عقلاء نے انبیاء ع کو پہچانا وہ اخلاق حمیدہ ہیں ان کا ذکر ہمنے کردیا ہے حدیث ہرقل اور شرح عقاید کی نقل تو پس تو بھی انہی سے حجت لے اور اس پر ثابت رہ اور مخلص بن اور مہدی ع کے قول کو قبول

ے امام کا فرمان مبارک تو ہے کہ شریک مت کرو اللہ کیساتھ کسیکو نہ ظاہر میں اور نہ باطن میں یہ نہیں جو لوگ حمید کا معنی باطن میں رب کرتے ہیں امام کے فرمان کے خلاف ہے ۱۲

المهدیؑ فی اکثر الاحوال ثم انهم
لو ذکروا اقوالهم نسألهم بانهم
من این قالوا لانه قال ابوحنیفة
وغیره من الائمة لا یجوز للمفتی
ان یفتی باقوالنا حتی یعلم
من این قلنا وهو المشهور فی
کتب الفقه کذا فی فصول العمادی
وتحقق انهم لم یبق لهم حجة
من الاحادیث التی ذکرنا ولم
یحتجوا بالآیات اصلا فی باب
المهدیؑ لان القرآن حجة للمهدیؑ
باثره وهم یحتجوا باقوال العلماء
والاجماع ولیس ههنا اجماع
الا مثل ما ذکرنا من نقل شعب
الایمان وشرح المقاصد فلیس
لهم الا ان یقولوا بالاحتمالات
والظنون والحسبان والظن
لا یغنی من الحق شیئا وان کانوا
مجتهدین نسألهم من احوال
الاحادیث بانها متفقة ام مختلفة
فان قالوا انها متفقة فلا نسلم
لظهور اختلافها کالشمس فی
الظهیرة وهو المنقول عن السلف
وان کانوا بالاختلاف فیها فالمختلف
فیها لا یکون حجة قطعیة ثم

نے وصف مہدیؑ کے تعین میں کچھ بیان کیا ہے تو ہم مخالفین
مہدیؑ سے پوچھتے ہیں کہ تم یہ بات کہاں سے کہتے ہو اسلئے
کہ امام اعظم وغیرہ ائمہ نے بیان کیا ہے کہ مفتی کو ہمارے
اقوال سے فتویٰ دینا جائز نہیں جبتک کہ وہ اسبات کو نہ جان
لے کہ ہمنے کہاں سے کہا ہے اور یہ بات کتب فقہ میں مشہور
ہے ایسا ہی ہے فصول عمادی میں اور ثابت ہوا کہ مخالفین
کیلئے کوئی حجت باقی نہ رہی ان احادیث کیمتعلق جن کا ذکر ہم
نے کیا ہے اور مخالفین مہدیؑ کے باب میں قرآن سے
تو حجت لیتے ہی نہیں اسلئے کہ قرآن مہدیؑ کیلئے
حجت ہے قرآن کی پیروی کرنیکی وجہ سے اور مخالفین علماء
اور اجماع کے اقوال سے حجت لیتے ہیں حالانکہ تعین
اوصاف میں اجماع نہیں ہے مگر مثل اس چیز کے جس کا ذکر
ہمنے کیا ہے شعب الایمان کی نقل اور شرح مقاصد سے
پس نہیں ہے مخالفوں کیلئے مگر یہ کہ کہے جائیں شکی اور
گمانی باتیں اور شکی اور گمانی باتیں حق سے بے
پروا نہیں کرتیں اور اگر مخالفین مجتہدین ہیں تو ہم ان
سے احادیث کے اصول کے متعلق پوچھتے ہیں کہ
کل احادیث ائمہؒ کے پاس متفقہ ہیں یا مختلفہ اگر
وہ کہیں کہ کل احادیث متفقہ ہیں تو ہم اسکو تسلیم
نہیں کرتے بسبب ظاہر ہونے اختلاف احادیث
کے مانند آفتاب کے دوپہر کے وقت، اور وہ (احادیث
کا مختلف فیہ ہونا) علماء سلف سے منقول ہے اور اگر
احادیث ائمہ کے پاس مختلف ہیں تو جن احادیث
میں اختلاف کیا گیا ہے وہ حجت قطعی نہیں ہیں
تو پھر مخالفوں پر احوال احادیث یعنی حدیث کے

وهذا من تتمة مباحث المناظرة
بالاجتهاد والرأي ثم اذكر فيه
قولاً وجيزاً يستغني عن هذه
الابحاث كلها بتوفيق الله تعالى فنقول
انهم تمسكوا بالاحاديث فلا يخلو
بانهم كانوا مقلدين او مجتهدين
فان كانوا مقلدين فلا يجوز لهم
التمسك بالاحاديث بل ان
يذكروا اقوال الائمة المجتهدين
من اصحاب المذاهب الاربعة
والظاهر انهم ما ذكروا شيئاً في
امر المهدي لانه لا يوجد اقوالهم
في الفتاوى الفقهية الا انهم
ذكر منهم انهم توقفوا واحالوا
العلم الى عالمه لكثرة الاختلافات
في معنى الاحاديث في الاصل و
لانه خبر الغيب لا يفيد الاجتهاد
فيه الا الظن والحسبان وليس
هو غيب بحيث لا يفهم الا بالقيمة
كاحوال اهل الجنة والنار بل هو
مدرك في الدنيا يظهر به فساد
قول من خالف طريق الصواب
ولو قال هذه المعاني لم يذكروا
اصلاً واحالوا العلم الى عالمه
ربه لا يمنع المدعي من صلاحية

ہیں اس میں (مخزن الدلائل میں) مہدیؑ کے ثبوت کی
بحث میں ایک ایسا مختصر قول جو مخزن الدلائل کی ساری
بحثوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بیان
کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ لوگ (مخالفانِ مہدیؑ) جو
احادیث سے تمسک کرتے ہیں (دلیل لاتے ہیں) یا تو مخالفین
ائمہ مجتہدینؒ کی تقلید کرنیوالے ہونگے یا خود مجتہد ہوں گے
پس اگر مخالفین ائمہ مجتہدینؒ کی تقلید کرنیوالے ہیں تو ان
کیلئے احادیث سے تمسک کرنا جائز نہیں بلکہ ان کا فریضہ
ہے کہ ائمہ مجتہدینؒ یعنی اصحاب مذاہب اربعہ کے اقوال کو
پیش کریں اور یہ ظاہر ہے کہ ائمہ مجتہدینؒ نے مہدیؑ کے
باب میں کوئی ذکر نہیں کیا اس لئے کہ ائمہ رحؒ کے اقوال
فتاوی فقہیہ میں نہیں پائے جاتے مگر علماء سلفؒ نے
ائمہ مجتہدینؒ سے ذکر کیا ہے کہ مجتہدوں نے باب مہدیؑ
میں توقف کیا ہے اور احادیث کی معنی میں اختلافات کی
کثرت کے سبب سے مجی مہدیؑ کے علم کو خدا کے حوالہ کیا ہے
در اصل مجی مہدیؑ خبر غیب ہے اور خبر غیب میں
اجتہاد ظن و گمان کا فائدہ دیتا ہے اور یہ خبر غیب
ایسی نہیں ہے جو اہل جنت اول اور اہل نار کی
طرح قیامت تک نہ سمجھ میں آئے بلکہ دریافت
کیگئی ہے دنیا میں اس دریافت سے طریق صواب کی مخالفت
کرنیوالوں کا فساد ظاہر ہو جاتا ہے اگر کسی نے کہا کہ
در اصل ان معانی کا ذکر کسی نے نہیں کیا اور مجی مہدیؑ
کے علم کو خدا کے حوالہ کیا ہے تو قائل کا ایسا کہنا نبیؐ کے
اکثر احوال سے صلاحیت رکھنے کی ساتھ مہدیؑ کے
دعوی مہدیت کو منع نہیں کرتا ہے پھر اگر ائمہ مجتہدین رحؒ

مجتهدين بشرائط فالمهدي احقهم
واحد منهم اجتهادا لانه عالم
رباني يعلم اسرار كتاب الله تعالى
ويعاين الرسول بمشاهدة الارواح
ويسأل عن الحقائق والتحقيقات
فما بالهم يخالفونه والله اعلم بايمانهم
فالمقصود من هذا البيان ان
ائمة السلف رضوان الله عليهم
اجمعين ما فرطوا في تهذيب
هذه الامور وتنقيحها ومع هذا
لم يبق لهم حجة على تعيين شرط
المهدية الا انهم قالوا انه من
اولاد فاطمة بنت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يخرج في آخر
الزمان لنصرة لدين رسول الله
والنصرة مربوطة بالدعوة الى
الله تعالى كما قال عليه السلام في العلماء
الذين يعلمون ولا يعملون ان
الله لينصر هذا الدين بقوم لا
خلاق لهم في الآخرة كما ان
المدار [illegible] فانه [illegible] قول العالم
نصرة الدين [illegible]
[illegible] والتاثير
في القول فانه من اعظم [illegible]
من لا [illegible]

مجتہد ہیں تو مہدیؑ ان سے زیادہ سزاوار اور زیادہ لائق ہے
از روئے اجتہاد کے اسلئے کہ مہدیؑ عالم ربانی ہے اللہ کی
کتاب کے اسرار کو جانتا ہے اور دیکھتا ہے رسولؑ کو روح
رسولؑ کے مشاہدہ سے اور شرائع اور روایت کی تمام
امور کو دریافت کرتا ہے پس کیا ہوا ہے مخالفوں کو جو مہدیؑ کی
مخالفت کرتے ہیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے انکے
ایمان کو پس مقصود اس بیان کا یہ ہے کہ ائمہ سلف
رضوان اللہ علیہم اجمعین نے علامات مہدیت مہدیؑ کی
تحقیق و تنقیح میں کوئی کوتاہی نہیں کی اس کے باوجود
ان کیلئے شرط ثبوت مہدیت کے معین کرنیکی حجت
باقی نہ رہی مگر انھوں نے کہا کہ مہدیؑ اولاد فاطمہ بنت
رسول اللہ صلعم سے ہے آئیگا آخر زمانہ میں رسول اللہؐ
کے دین کی نصرت کیلئے اور دین کی نصرت کرنا وابستہ
ہے دعوت الی اللہ سے چنانچہ آنحضرتؑ نے ان علماء کے
حق میں جو جانتے ہیں احکام دین و شرائع اور ان پر
عمل نہیں کرتے فرمایا کہ اللہ تعالی مدد کریگا اس دین
کی ایسی قوم سے کہ نہیں ہے اس قوم کیلئے آخرت میں
حصہ ایسا ہی [illegible] پس تحقیق کہ آنحضرتؐ
نے شمار کیا دین کی نصرت کیلئے اس عالم کے قول
کو جس کا عمل [illegible] علم کے موافق نہ ہو تو کیسی کچھ نصرت
ہوگی [illegible] صاحب علم و عمل اور [illegible] تاثیر کے قول میں
پس تحقیق [illegible] سے [illegible] نے
مہدیؑ کی [illegible] کہ وہ آپ کی
مہدیت کا [illegible] سے تو اس [illegible] دنیا کو دنیا کی
[illegible] اللہ تعالی کی

يجب عليهم ان يتبعوا في احوال
الاحاديث من التقديم والتاخير
والصحيح والسقيم والناسخ والمنسوخ
من شرائط الاجتهاد واقروا على
حديث متفق المعنى ثم ليعرضوا
على كتاب الله تعالى فان وافق فليعرضوا
على الذي يدعي المهدية فان
وافق فيقبلوا وان خالف فليردوه
فان لم يفعلوا ما ذكرنا لا يجوز لهم
التكذيب فان كذبوا فقد خالفوا
الشرع بحسب ظنونهم وقال واحد
من المتكلمين انه قال ابو حنيفة
بان عيسى والمهدي عليهما السلام
يجتمعان في زمان واحد قلت
من اين تقول هذا ما روى عنه
احد قولا لكن سلمنا قلت ما
تقول في انه قال ابو حنيفة رحمة
الله عليه باليقين ام بالاجتهاد
والاحتمال قال بالاحتمال قلت
فالمحتمل هل يكون حجة قطعية قال
لا قلت فكيف تجوز التكذيب بعد
على من فيه وجد كثير من
العلامات وادعى المهدية وتحدى بها
وقبل قوله العلماء واطاعوه وسكت
ولم يجد مجالا التكلم بغيرهم لولا

مقدم و موخر صحیح و سقیم ناسخ و منسوخ کی تحقیق کی طرف
جو شرائط اجتہاد سے ہے در پے ہونا واجب ہوگا اور اقرار
کریں متفق المعنی حدیث پر پھر حدیثوں کا مقابلہ کتاب اللہ سے
کرنا چاہئیں پس اگر حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو تو اس حدیث
کا مقابلہ مدعی مہدیت سے کرنا چاہئے پس اگر حدیث مدعی مہدیت
کے احوال کے موافق ہو تو مدعی مہدیت کو اور اس حدیث کو
قبول کرنا چاہئیے اور اگر حدیث مخالف ہو کتاب اور
مدعی مہدیت کے تو اس کو رد کرنا چاہئیے اور جو ایسا نہیں
کرتے ہیں تو ان کیلئے مہدی کو جھٹلانا جائز نہیں اور اگر جھٹلائیں
تو تحقیق کہ انھوں نے اپنے گمان کی بنا پر شرع کی مخالفت
کی۔ متکلمین سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ امام اعظمؒ
نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ اور مہدی علیہما السلام ایک زمانہ
میں جمع ہوں گے۔ میں نے کہا کہ تم یہ بات کہاں
سے کہتے ہو کیونکہ کسی نے بھی یہ روایت امام
اعظمؒ سے نہیں کی اور اگر اس کو تسلیم بھی کریں تو
میں کہتا ہوں کہ کیا کہتا ہے تو امام اعظمؒ کی شان
میں کہ امام اعظمؒ نے یقین سے کہا یا اجتہاد
و احتمال سے تو کہا احتمال سے میں نے کہا جس
چیز میں احتمال اور گمان کیا جاسکے کیا وہ حجت قطعی
ہوگی تو کہا نہیں میں نے کہا ظنی دلیل تو اس ذات
کی تکذیب کیسے ہو سکتی ہے جس میں بہت سی علامتیں مہدیت
کی پائی گئیں اور مہدی نے دعوی مہدیت کی صلاحیت کہتا
تو اس دعوی مہدیت کیا ہو اور بہت سے علما نے مہدی
کی تصدیق اور اطاعت کی اور سب خاموش ہوگئے کیا انکا
اور کلام کی گنجائش نہ پائی۔ اگر مجتہدین شرائط اجتہاد

الواصلين المحققين وهم العلماء الراسخون في العلم الذين ارتقوا درجات انبياء بني اسرائيل في الولاية والهداية رضي الله عنهم فاذا لم يظفر به اهل الظواهر في تمكنهم المكنونات الالهية واسرار البديعة نسبوها الى البدعة والاهواء وما هو الا اسرار اللاهوتية مستورة بالناسوت لا تظهر على احد الا بالهواء الى الله تعالى والشوق الى لقائه والحمد لله رب العٰلمين

اللہ اُن سب سے پس جب اہل ظواہر نے اُس پر (درجۂ ولایت پر) فتح نہ پائی اللہ تعالے کی پوشیدہ چیزوں اور اسرار عجائب کے حاصل کرنے میں تو ان کو بدعت اور خواہشات نفس سے منسوب کیا نہیں ہیں وہ مگر لاہوت کے اسرار جو ناسوت میں پوشیدہ کیئے گئے ہیں ایسے شخص پر ظاہر ہوتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور دیدار خدا کا شوق ہو اور تمام تعریف سزاوار ہے اللہ تعالے کیلئے جو تمام جہاں کا پروردگار ہے۔

راقـــــم الحروف

خاکپائی گروہ حضرت سید محمد جونپوری امام مہدی موعود خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

احقر دلاور عرف گوریمیاں مہدوی

ساکن حیدرآباد دکن۔ سدی عنبر بازار۔ محلہ پٹھان واڑی

الی اللہ بترک الدنیا وشہواتها
وزخرفاتها فهذه کرامة توازی
معجزات الانبیاء علیهم السلام
اعظمها لا یشارکه احد من الامة
وهو المعنی فی الاحادیث انه
یملاء الارض قسطا وعدلا ای
یملاء قلوب اهل الارض ویمکن
فیهم القسط والعدل وهو اداء
الشرعیات والهیجان الی تحصیل
المعرفة والتوحید الحقیقی کما
ملئت جورا وظلما ای کما تمکنت
فی قلوبهم البدع والعصیان فدعوته
ینزعه ویقلعه عن قلوبهم و
یثبت فیهم القسط والعدل باداء
الشرعیات والشوق الی لقاء
الحبیب بالذکر والمراقبة والتوکل
والتفویض وغیرها مما یلائم هذا
الباب والله اعلم بالصواب والیه
المرجع والمآب والحمد لله
بنعمته فتح الباب واستغفر الله
العظیم ان جری علی لسانی ما
یخالف من معتقدات اهل
السنة والجماعة رضی الله عنهم
وماذکرت شیئا فیه قصدا بالمخالفة
الا انی نقلت عن کتب المشائخ

طرف رجوع ہوگیا پس یہ کرامت تمام انبیاء علیہم السلام
کے بزرگترین معجزات کے مساوی ہے اس کرامت میں
کوئی فرد امت کا مہدیؑ کا شریک نہیں اور یہی معنی
ہیں احادیث کے کہ مہدیؑ بھر یگا زمین کو داد و عدل
سے یعنی مہدیؑ اہل ارض کے دلوں میں بھر یگا اور
قایم کریگا انمیں داد و عدل کو اور وہ شرائع کی
ادائی اور معرفت کی تحصیل اور توحید حقیقی کی طرف
برانگیختہ کرنا ہے جیسا کہ بھری گئی زمین جور و ظلم سے
یعنی جیسا کہ اُن کے دلوں میں بدعت اور گناہ قرار
پائے پس مہدیؑ کی دعوت اسکو دور کرتی ہے اور اکھیڑ دیتی
ہے اُن کے دلوں سے اور قایم کرتی ہے انمیں داد و عدل کو
شرائع کی ادائی و دیدار خدا کے شوق ذکر مراقبہ توکل تفویض
اور ان کے سوائے اُن چیزوں سے جو اس باب میں لازم
ہیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے بہتری کا اور اسی کی
طرف سب کو واپس ہونا اور رجوع ہونا ہے تمام تعریف
اللہ کیلئے سزاوار ہے کہ اپنی عطا سے توبہ کا دروازہ
کھولا اور میں خدائے بزرگ سے درخواست کرتا ہوں
کہ اگر کوئی بات اہل سنت وجماعت کے معتقدات
کے خلاف میری زبان پر جاری ہوئی ہے تو اس
کو معاف کرے اور میں نے اپنے اس رسالہ میں
کوئی چیز مخالفت حق کے قصد سے نہیں ذکر کیا
ہے مگر میں نے نقل کیا ہے مشائخین و اصلین
محققین کی کتابوں سے اور وہ علماء راسخ فی
العلم ہیں جنھوں نے مرتبہ ولایت وہدایت میں انبیا
بنی اسرائیل کے درجوں کی ترقی کی ہے راضی ہو

صحت نامہ مخزن الدلائل

نمبر صفحہ و سطر	غلط	صحیح
ص۳ - س۱	للله	لله
″ س۳	حتم	خاتم
ص۱۲ - س۱	معارضة	معارضة عقلية
″ - س۴	والحسان	والحسبان
ص۳۰ - س۶	نبیؐ کا	اللہ اور نبیؐ کا
ص۳۴ - س۱۸	لضحة	لصحة
ص۳۵ - س۱۵	مالح	صالح
ص۳۶ - س۲۵	ابن ذئب	ابن ابی ذئب
ص۴۷ - س۵	مرابن	هوابن
″ ″	شیعہ و	شیعہ کے
ص۵۰ - س۶	قبای	قبا
ص۵۱ - س۲۴	کم سے	کم سے کم
ص۵۳ - س۱۸	وجہ کہ	وجہ یہ کہ
ص۶۲ - س۵	فصه	قصة
ص۶۶ - س۲۴	فی الشیٔ	الشیٔ فی
ص۶۹ - س۲۰	انہ ان یکون	انہ یکون
ص۷۶ - س۲۲	انھیں	نہیں
ص۷۷ - س۱۱	لاالوجود	الا الوجود
ص۸۵ - س۱۱	بری اللہ	بریٔ اللہ
ص۸۵ - س۲۳	مصلقاً	مطلقاً
ص۱۰۳ - س۱۵	کل ما	کل من
ص۱۰۷ - س۲۲	اذکرهٗ	اذکرها
ص۱۰۸ - س۴	نکل	فکل
ص۱۰۹ - س۲۰	جعلتا	جعلنا
ص۱۱۱ - س۲	حن	عن
ص۱۱۱ - س۱۸	لدنیا	للدنیا
ص۱۱۲ - س۲۳	للله	لله
ص۱۱۳ - س۱۴	یدوربهم	یدربهم
ص۱۱۵ - س۱۷	دیتے	دیتے تھے
ص۱۱۸ - س۵	اهواهم	اهوائهم
ص۱۲۴ - س۲۳	لیتا ہے	نہیں لیتا ہے
ص۱۳۴ - س۳	اسی	اس
ص - س۵	بالاکرا	بالاکراہ
ص - س۹	یذکرو	یذکرون
ص۱۳۶ - س۱۲	الهدیة	الهدایة
ص - س۳۱	اقلقی	اظفر
ص۱۴۰ - س۱	سعفائهم	ضعفائهم
ص۱۴۴ - س۶	ذاتی	ذات
ص - س۱۱	تهدیت	تهدیت